

DAMAGE BOOK

188326

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٢٨ Accession No. ٧١٩٢
Author عبد الباقي سبزواری ح-ع ٦١٩٧
Title تنوير العبد

before the date last marked below.

الْيَا قُوتُ الْمَرْجَانِ فِي ذِكْرِ عُلَمَاءِ سَهْوَان

SHIBLI BOOK DEPOT

المعروف

Checked 1975

حياة العلماء

مولفہ

مولانا سید محمد عبدالباقی سہسوانی دام فہینہ

باہتمام کیسری داس سٹیڈیئر پرنٹرز

در مطبعہ فہشتی نوکل شود و قع کا پٹنہ

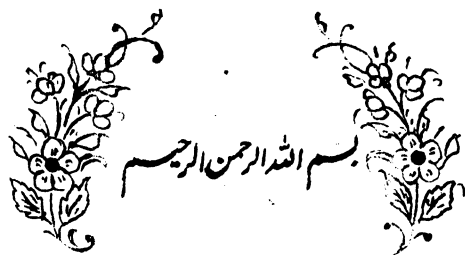
۱۹۲۲ء
۱۳۴۰ھ

فہرست مضامین کتاب حیلۃ العلماء سہسوان ضلع بدایون

صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ کتاب	۳۷	مولوی سید قدرت اللہ رحم
۲	سبب تالیف کتاب	۳۸	مولوی سید عبدالعلی رحم
۳	مناجات	۴۰	مولانا محمد حسن رحم
۵	تاریخی و جزا فیائی حالات	۴۱	مولانا مفتی سید ظہور احمد رحم
۱۰	آدم سادات کرام	ایضاً	مولانا حافظ سید اولاد احمد رحم
۱۴	ماخذ کتاب ہذا	۴۳	مولانا حضرت سید سراج احمد رحم
۱۵	مولانا محمد صدر الدین رحم	۵۲	مولوی سید نیاز احمد شہید رحم
۱۷	مولانا خواجہ سید محمد عطاء اللہ رحم	۵۳	مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ رحم
۱۸	مولانا مفتی سید ابو محمد رحم	۵۶	حکیم محمد بدر الدین فاروقی رحم
۱۹	ہزبرہ مشیہ ولایت خواجہ	۵۷	حکیم مولوی نیاز احمد فاروقی رحم
	مفتی سید نظر محمد رحم	۵۸	حکیم مولوی سید اسد علی رحم
۲۰	مولانا مفتی سید نور احمد رحم	ایضاً	مولانا سید محمد عبدالحمید رحم
۲۱	مولانا خواجہ سید آل احمد شاہ رحم	۶۰	حکیم مولوی سید اشتقاق حسین رحم
۲۳	تاج الاولیاء حضرت مولانا	ایضاً	حکیم مولوی نور الحسن فاروقی رحم
	سید محمد تاج الدین حسن رحم	۶۱	حکیم مولوی سید الہی بخش رحم
۲۴	مولانا سید مبارز علی رحم	۶۲	مولوی سید نیاز حسن رحم
۲۵	مولانا خلیفہ معین الدین رحم	ایضاً	مولوی حکیم سید محمد یعقوب رحم

نمبر صفحه	مضمون	نمبر صفحه	مضمون
۶۴	مولانا سید امیر حسن محدث رح	۱۰۴	مولوی میر یاد علی رح
۷۰	مولوی سخاوت حسین رح	۱۰۵	مولوی سید عبدالعزیز شاه رح
۷۱	حکیم مولوی قاضی سید احمد حسن رح	۱۰۷	مولوی سید محمد نذیر رح
۷۲	حکیم مولوی امداد حسین زبیری رح	۱۰۸	مولوی سید پرورش علی سلمه
ایضاً	حکیم محمد مصطفیٰ علی صدیقی رح	۱۰۹	حافظ مولوی شیخ امیر حسن ثانی رح
۷۳	حضرت مولانا شاہ سید محمد سعید رح	۱۱۰	مولوی حافظ سید غلام جیلانی رح
۷۵	شمس العلماء حاجی مولانا	۱۱۱	مولوی حافظ میر احمد رح
	سید امیر احمد رح محدث	۱۱۲	شمس العلماء حافظ سید محمد امین سلمه
۸۰	برہان المتکلمین حاجی مولانا	۱۱۴	مولوی انعام حسین رح
	سید عبدالباری محدث رح	۱۱۵	مولوی خطیب محمد اسماعیل انصاری
۹۰	مولانا محمد بشیر محدث فاروقی رح	۱۱۶	ابوالفضل نبیل سید آل محمد شاہ رح
۹۷	مولوی سید حضور احمد رح	۱۱۷	مولوی حکیم سید عبدالواحد رح
۹۸	حاجی مولوی سید بسط احمد رح	۱۱۸	حکیم مولوی عبدالرشید فاروقی سلمه
۹۹	حکیم غوثید حسن فاروقی رح	۱۱۹	مولوی محمود حسن زبیری رح
۱۰۰	حکیم محمد نذیر فاروقی رح	۱۲۰	مولوی سید اسرار حسن سلمه
ایضاً	حکیم مولوی منظر علی فاروقی رح	۱۲۱	مولوی سید محمد الیاس سلمه
۱۰۲	حکیم محمد ضیاء الحسن فاروقی رح	۱۲۲	مولوی سید جمیل احمد سلمه
ایضاً	مولوی سید سلطان حسن رح	۱۲۳	مولوی محمد شاکر حسین نکمت صدیق
۱۰۳	حکیم مولوی سید محمد رح	۱۲۵	مولوی حکیم سید محمود عالم رح
ایضاً	حکیم انوار حسین صدیقی رح	۱۲۷	حکیم مولوی سید اعجاز احمد مجاہد سلمه

نمبر صفحه	مضمون	نمبر صفحه	مضمون
۱۳۳	مولوی محمد نذیر حسین فاروقی رح	۱۴۹	ست سعیدہ شفیقہ بیگم سلمہ اللہ
۱۳۴	مولوی قاضی سید اظہر علی سلمہ	ایضاً	ست عزیزہ حسنہ بیگم سلمہ اللہ
۱۳۵	مولوی محمد تقی انصاری رح	=	گزارش مولف سلمہ کتاب ہذا
۱۳۶	مولوی سید خلیق احمد سلمہ	۱۵۱	ترجمہ احوال حضرت مصنف از
ایضاً	مولوی حکیم سید آغا علی رح		مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
۱۳۷	مولوی امیر احمد قریشی سلمہ	۱۵۹	نسب نامہ سادات مودود و حشمتیہ
۱۳۸	مولوی حکیم سید مظفر علی رح	۱	سسوان -
۱۳۹	ابو العلا مولوی سید نظر احمد سلمہ	۱۶۰	تقریظ منظوم حکیم مولوی
۱۴۰	مولوی سید افتخار احمد ساحر سلمہ		سید اعجاز احمد معجز سلمہ اللہ تعالیٰ
۱۴۱	مولوی سید مصباح الحسن سلمہ	از صفحہ ۱۶۱	قطعات تاریخی
۱۴۲	حکیم سید عقیل احمد سلمہ	تا صفحہ ۱۶۲	
۱۴۳	حکیم سید حفص الرحمن سلمہ	از صفحہ ۱	تقاریر علماء ربابت کتاب ہذا
۱۴۴	حکیم محمد عبدالحفیظ خان سلمہ	تا صفحہ ۸	
بنامہ	التماس مولف کتاب ہذا	از صفحہ ۱	
۱۴۵	سیدہ عالمہ شمس النصار رح	تا صفحہ ۱۸	ضمیمہ بابت تحریر ربوا
۱۴۶	ست صالحہ لحاظ النصار رح	از صفحہ ۱۹	ضمیمہ بابت قصہ حضرت داؤد
۱۴۷	است الشریفہ سماء عقیقہ رح	تا صفحہ ۲۹	علی نبینا و علیہ السلام سندہ و ترجمہ
۱۴۸	است المکرّمہ اشتیاق النصار سلمہ اللہ	از صفحہ ۲۹	مناجات منظوم فارسی
۱۴۹	است الازکیہ مصطفائی بیگم سلمہ اللہ	تا صفحہ ۳۲	از مولف کتاب حیوۃ العلماء



فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ هَاتِ اللَّهُ
وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
آملو بعد از قضاے شبت الی ۲۷ - ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری مطابق ۱۹ - نومبر ۱۹۱۱ء
روز یکشنبہ سے لغایت ۲ - جمادی الاخریٰ ۱۳۳۱ ہجری و ۹ - مئی ۱۹۱۳ء روز جمعہ تک محلہ
لال باغ حضرت گنج شہر کھنویں میرا قیام رہا اس زمانہ میں وہاں کے اکثر نامور علمائے
دو ایسے متقین کی مجالس مذاکرہ علمیہ میں بطور تفنن طبع شریک ہوتا تھا جیسے مشہور
مقتداے قوم مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی جو خدمات قومی و مذہبی میں نمایاں کچس
رکھتے ہیں اور حاجی مولانا شاہ عین القضاۃ صاحب جبکا زہد و تقویٰ اس دور آخر میں
غنیمت سمجھا جاتا ہے آپ کے ذاتی مصارف سے ایک مدرسہ تعلیم قرآن مجید و قرات
و تجوید و علوم صرف و نحو و حدیث بڑے پیمانہ پر جاری ہے جس میں صد ہا طلبہ غیر مستطیع
تعلیم پاتے ہیں اور انکے لئے قیام و خوراک و پوشاک کا انتظام بھی مدرسہ ہی کی ہام
سے ہے جزا اللہ فیہ - اور گاہ گاہ محبت مکرم مولانا حکیم سعید عبدالحی صاحب ناظم

فتح من حمام الملک صفی الدین و جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحبہا دربار الملک و الہاجہ حضرت مولانا نواب سید
محمد صدیق حسن خان بہادر رحمہمہم کی کوٹھی پر بوجہ مراسم قدیم تقیم رہا میں آنجناب کی قدر افزائی کا بدلہ ممنون ہوں - منہ
عہ آپ نسبتاً ذوق الجمال میں حضرت مولانا سید احمد شہید راے بریلوی کے ہم چہرہ میں جو ۱۳۲۹ ہجری میں بمقابلہ راجہ
نہجیت سنگھ جادوی سیل اللہ میں شہید ہوئے حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل و مولانا محمد عبدالحی رحمہما اللہ بھی اسی مرکز
میں آپ کے ہمراہ شہید ہوئے - سید اعجاز احمد صفی عنہ

ندۃ العلماء کی صحبت علمی میں اتفاق شرکت ہوا آپ نے ایک مرتبہ بائبل سے تذکرہ اہل علم فرمایا کہ ہم نے علماء ہند کا ایک مبسوط تذکرہ بزبان عربی لکھنا شروع کیا ہے آپ اپنے وطن سہسوان کے علماء نامور کے حالات تحریر کر دیجئے تاکہ تذکرہ مذکورہ میں درج کیے جائیں سہسوان میں بکثرت علماء و فضلاء کاملین گزے ہیں مگر انکا ذکر خیر کہیں تفصیل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا "میں نے ہر چند اپنی ناواقفی کا خذر واقعی پیش کیا فرمایا جو کچھ حالات کم و بیش معلوم ہو سکیں وہی سہی۔ بحسن اتفاق دو مہینہ کے اندر ہی میرا وطن جانا ہوا اور اس خیال کو اپنے ساتھ لیتا گیا بعض اعزہ سے اس امر خیر میں امداد کا خواہاں ہوا مگر انھوں نے ایک نئے اعتنائی کے ساتھ روکھا سوکھا جواب دیا جس سے شوق و ارادہ میں کمی پیدا ہو گئی اسی حالت امید و یاس میں مخدومی مولوی سید ابن حسن صاحب دکنی منشی محمد فاخر حسین صاحب صدیقی فاخر خلص سے کچھ تذکرہ آگیا ہر دو صاحب نے میرے خیال کو نظر استحسان دیکھا اور سرسری طور پر کچھ یادداشتیں بزور قوت حافظہ ایک ورق پر لکھا کر پہنائی کی اور بعض مسودات غیر مطبوعہ کا پتا بتایا جن سے بہت کچھ مادہ تالیف کتاب راقم کے ہاتھ آیا بس اسی ورق کو اس عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیے اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ افسر وہ طبیعت کا حوصلہ پھر تازہ ہو گیا اور اسی دن سے احوال علماء کی تلاش و جستجو شروع ہو گئی۔ مجھ کو فخر خاندان علامہ زمان غزیری مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ کا بزم یاد دہیہ ماثورہ صلح و سعادت شکر گزار ہونا چاہیے

یہ ہر دو بزرگ عمر بمصر ۹۶۶ سال مہرز دسا و زمینداران نصیب سہسوان سے علمی مشاغل سے دلچسپی رکھنے والے تھے اول الذکر کے مختصر حالات غمناک تاریخ کتاب نمبر ۲۰ ہیں۔ سہ خزانہ کریمچہ کے نام آور دہرگو شاعر و منشی تھے شہداء آبادی کے سوانہ ناز شاگرد بن نہایت مستقل مزاج بختہ دفع خوش عقیدہ مسلمان ہیں کلام منف غزل میں اور مرعات لغفل سے مملو ہے کتاب قانون شریعت محمدی و دشرک و بدعت میں آپ نے تالیف فرما کر طبع کرائی یہ فیض صحبت اہل علم ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۔ رجب ۱۲۵۰ ہجری مطابق ۱۳۔ مئی ۱۹۳۷ء یکشنبہ وقت دوپہر ہوئی۔ نجات فاخر مادہ تاریخ فقہ طبع و قادم مولوی سید ابوالاحمد سلمہ ربہ ہے

سید اعجاز احمد سہسوانی غفرلہ۔

جنھوں نے کمال محنت و غرقیزی بہت سے علمائے کرام کے حالات اجمالی و تفصیلی
تحریر کر کے مقام بسولی ضلع بدایون سے میرے پاس قصبہ رالیہ علاقہ ریاست
بھوپال میں بھیجے اس تحریر سے واقعی تصنیف کتاب کو بہت بڑی مدد ملی اور اسکی
یقیمہ ہے کہ ایک سرسبز و شاداب جنم آپ کے پیش نظر ہے اسکے سوا ترتیب و
تہذیب کتاب میں بھی عزیز موصوف نے خاص حصہ لیا ورنہ چند علمائے مختصر و نامام
وغیر مر لوط حالات کے سوا میں کیا لکھتا عافاۃ اللہ تعالیٰ عن جمیع الافات والجن
وَحَفِظَهُ عَشْرًا وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جہاں تک مجھے ممکن ہوا میں نے تحقیق و انکشاف حالات
واقعیہ میں تفصیر نہیں کی تاہم اپنے جمل و تصور بشری کا اعتراف کرتے ہوئے
عزیزان نیک نقش سے بادب و رجا استدعا کرتا ہوں کہ جو کچھ کمی و بیشی نا خواستہ
ہو گئی ہو بہ نیک نیتی خود حاشیہ پر تحریر فرما دین باز مرہ علماء و فضلا سے کسی بزرگ
کا تذکرہ بسبب عدم تیسر حالات و درج کتاب ہونے سے رہ گیا ہو میرے لسان نقصان
بشری پر محمول کر کے جدا گانہ بطور تہذیب و تہذیب کتاب کر دین بمضمون شعرے

جفا گر حیرست و گر پر بیان	بنا چار حشوش بود در میان
عیب جوئی و نکتہ چینی سے معاف فرما میں گو فطرت انسانی کا اقتضایہ ہے۔	
صد نقش ہندواری و کس را نظری نیست	چون رفت خطائے ہمہ را چشم بر آست
جن حضرات نے کوئی سوانح عمری لکھی ہے وہ خیال کر سکتے ہیں کہ ایک شخص کے حالات لکھنے میں کس قدر خون جگر کھانا اور دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے چہ جائیکہ شتر آستی علمائے حالات جمع کرنا اور صحیح واقعات کو غیر صحیح سے بہ تحقیق و تنقید جدا کرنا ایمین	
۱۵ محمدی حضرت مولف دامن فیض نے تاریخ رای سین کمال تحقیق و جدید بلغ تصنیف فرمائی ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگی ۱۲ سید شہزاد علی عفی عنہ۔	
۱۶ جب مسودہ تیار ہو گیا تو اکثر احباب و اعزہ کی پسند و جمید اصرار سے مستقل کتاب کی صورت میں بنا چاری طبع کرانا پڑا۔ ۱۲ منہ	

کیا کچھ مصائب کا سامنا نہوا ہوگا۔ سو اس کے مین سات سو میل پر وطن سے دور تھیکر یہ لکھ رہا ہوں تو کس قدر دشواری ہوگی اُسپر طرہ یہ کہ کوئی صاحب عزیزان وطن سے میری کسی تحریر کا جواب حسب نشانین دیتے۔ مجھ کو اس قدر فرصت اور فکر معاش سے فراغ نہیں کہ ایک مدت کے لیے صرف اسی غرض سے قیام وطن اور مزید تلاش و تحس کتب و مستودات کے لیے بار بار سفر اختیار کروں اور خدمت ملازمت سے سبکدوش ہو جاؤں ناچار حالات و معلومات ما حاضر پر اکتفا کیا گیا۔ التماس۔ چونکہ علمائے مذکورین مین ایک گروہ اہل کمال کا فن شریف طب سے بھی موصوف نظر آیا اس لیے بعض ایسے خدائق و ماہرین طب کو بھی جلد دینا پڑی جو علوم عقلیہ و نقلیہ مین کوئی خاص پایہ نہیں رکھتے کتب درسیہ رسمہ پڑھ کر فن طب کو باقاعدہ حاصل کیا اور نامور معالج و طبیب ہوئے ناظرین پر تمکین بمطالعہ حالات خود تفریق و امتیاز فرمالینگے۔ ہر چند کہ مین نے تلاش و تحس حالات علمائے متقدمین مین حتی الامکان کمی نہیں کی تاہم مجھ کو اعتراض کو نا ضرور ہے کہ بہت سے علمائے گرامی متقدمین کے حالات نہ لکھ سکا کیونکہ ان کے حالات مفصل و مجمل دستیاب نہوئے لہذا ان کے ذکر خیر سے مجبور رہا اگرچہ معبر بزرگوں سے اکثر متقدمین کی نسبت سنا کہ فلان فلان اپنے عصر مین بڑے نامور عالم باعمل مین مگر ان کی نسبت کیا لکھنا ناچار ترک اولیٰ سمجھا علماء مذکورہ و متروکہ مین اکثر سیاسات تمدنی و معاشی و دیگرہ مین بجد قابل و نامور تھے اور غزوات و جہاد کفار مین بڑی بڑی خدمات دینی و ملکی انجام دیں مگر انکا حال ہر جگہ لکھنا مکررات کا درج کرنا ہوا لہذا اس سے اجتناب کیا الا ماشاء اللہ۔

مناجات بحضرت مجیب الدعوات

یا آئی یا غفور یا رحیم خاص تیری بارگاہ اقدس دار علیٰ مین عاجزانہ و مختصانہ دُعا

کرتا ہوں میں بندہ غاصی سیاہکار صرف تیری رحمت وسیع کا امیدوار ہوں مجھ سے کوئی طاعت و عبادت بخلوص نیت نہیں ہوئی جس سے اُمید گلو غلاصی و مغفرت آخرت کر سکوں۔ اس ناچیز مسودہ کو جو تیرے عباد مخلصین و اولیائے متقین کا تذکرہ ہے تیری سرکار میں پیش کر کے تیری قبولیت اور عزت و حرمت دارین کا نتیجہ ہوں اس ہدیہ محقر کو زیور قبول سے مزیّن فرما کر مطبوع طبائع اولیٰ العلم فرما اور اس مذنب خاطی کو محض اپنے و نور رحمت سے بخش دے کیونکہ میں تجکو وُعدۃ لا تُرکِبُ لہُ بصدق لہما نکر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور تیرے بندہ خاص مقبول بارگاہ سرور کائنات حضرت خاتم النبیین و الرسل محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو رسول برحق بان کَر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ کی بخلوص قلوب شہادت دیتا ہوں اور اپنے نفس کو گنہگار ترین اُمت مرحومہ سمجھتا ہوں۔ میں تیرے اور تیرے بنی کے احکام کو فرض و سنت بے شک و لاریب واجب الاتباع جانتا ہوں تو بلاشبہ نمکتہ نواز غافر الذنب قابل التوبہ و ارحم الراحمین ہے۔ سُبْحَانَكَ رَبَّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۹۱۲

حررہ محمد عبد الباقی غفرلہ سسوانی مقام رالپن ریاست بھوپال ۲۵ جنوری ۱۹۱۲ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۳۱ھ۔

دیباچہ لکھنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ سسوان کے تاریخی و جغرافیائی حالات مختصر طور پر قبل از مقصود درج کتاب کردوں جو کہ ناظرین والا شان کے لیے باعث ازدیاد بصیرت ہین و باللہ التوفیق۔

تاریخی و جغرافیائی حالات سسوان

سسوان ایک قدیم شہر قسمت بانس برہیل ملک روہیل کھنڈ صوبہ محاکم متحدہ آگرہ

وادھ میں بدایون سے ۲۵ میل جانب غرب واقع ہے ابتدا سے علمداری انگریزین
 ایک مدت تک صدر ضلع رہا اور اب دفتر ضلع شہر بدایون میں ہے۔ پانسو برس
 سے پہلے حالات بتانے کے لیے یہاں کی تاریخ بالکل خاموش ہے البتہ پُراٹے کھنڈر
 اور منہدم عمارات کے اونچے اونچے سر بلنگ ٹیلہ دیکھنے والوں کو انقلاب عظیم کا پتا
 دیتے ہیں لفظ سمسون کی اصل حسب تصریح محققین سندسز باہن سے ماخوذ ہے اور
 یہاں کے راجہ کا نام تھا جو پہلی صدی عیسوی میں خاندان راجہ ساہباہن سے۔ یہاں
 حکمرانی کرتا تھا۔ بعض سنگین کتبے جو کُنہ عمارات کے کھنڈروں سے حاصل ہوئے
 صد ہا سال قبل مسیح کا پتہ دلشان دیتے ہیں ابتدا سے عہد انگریزی میں بعض کتبے
 محققین آثار قدیمہ نے کلکتہ بھیج دیے اور قدیم زبان کے ماہروں نے انکو پڑھا
 کہا جاتا ہے کہ یہ مقام راجگان فوج و دہلی کا شکار گاہ و سیر گاہ تھا واللہ اعلم بالصواب
 زمانہ ترقی اسلام میں آخر عہد سلاطین مغلیہ تیمور یہ تک یہاں حکام والا قدر جمعیت
 فوج سوار و پیادہ متعین رہے ابتداً شیوخ زبیری و افغانہ شہر انظام ملکی و مزاری
 کے لئے منتخب ہوتے رہے۔ عہد افسری شدہ ہجری میں قلیچ خان چوگان بیک
 یہاں کا حاکم ذی اختیار تھا اُسی کے زمانہ میں ملا عبدالقادر مشہور مورخ
 کا قیام کئی سال یہاں رہا۔ قدیم حکومت اسلامی کی ایک شاندار یادگار یہاں کا
 وہ سنگین کتبہ ہے جو سکندر ثانی سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں تعمیر قلعہ عظیم
 کا پتا دیتا ہے یہ خوشما تحریر بحروف ہنوت طغرا سے خط ثلث ہے الفات مقعدہ
 خطوط مستقیمہ طویلہ ہیں جو شل انگشتان کشیدہ متوازی نظر آتے ہیں تمام عبارت
 ایک موٹی سطر میں ڈیڑھ گز طویل ہوگی یہ بتھرا ب معین جامع مسجد میں پڑا ہے

لے یہ قلیچ خان چوگان بیک سورت و گجرات کا بھی صوبہ دار رہا ہے اس نے پرنسز لون کو جو ہمیشہ
 دریا میں ڈکیٹ کیا کرتے تھے چند مرتبہ تباہ کیا ۱۲ تاریخ گجرات مولفہ شاہ خراب مستف خاص
 ابر شاہ۔ فارسی مطبوعہ ٹاپ آہنی۔ ۱۳۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ عبارت کتبہ نذر ناظرین ہے۔

بنائے این حصن رفیع الارکان از برائے مامن اہل ایمان بنفسہ بان
مجلس اعلیٰ خدا یگانہ زبدہ سلاطین جہان سایہ رحمان علاء الدین داد اللہ
الواثق بنصر اللہ المجاہد فی سبیل اللہ ابو المظفر محمد شاہ السلطان
ناصر امیر المومنین خلد اللہ ملکہ تاریخ غزوہ جمادی الاولیٰ روز جمعہ
مبارک بسال ہفتصد سال از ہجرت نبی علیہ السلام والنتیجہ۔

ممکن ہے کہ منجھ سے حل عبارت میں لفظی تقدم و تاخر ہو گیا ہو کیونکہ سوا دخط
بالکل غیر مانوس ہے۔ اب قلعہ کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے مگر اب
اسی سال پیشتر اندرون قلعہ کی شاہی مسجد کے آثار نمایاں تھے وہ مٹن بزرگ
جن کی عمر نوے سال سے تجاوز ہے مسجد مذکور کی شکستہ فصیلین ریختہ دیوارین
وہ درہ کنوان اور دروازہ قلعہ کے پڑانے کھنڈر بچشم خود دیکھنا بیان کرتے ہیں۔
اب اسی کی بنیاد پر مسلمانان شہر نے جدید مسجد جامع نہایت عالی شان و خوشنما
بصرت کثیرتہ ہجری میں تعمیر کی اور یکمال جدوجہد دو سال کے اندر تکمیل کو
پہنچ گئی مگر افسوس ہے کہ تعمیر دروازہ ہنوز نا تمام ہے۔ بسی ملک العلماء
مولانا الحاج حضرت سید عبد الباقی صاحب سہوانی رحمہ اللہ قلعے مبلغ دو ہزار
روپیہ والی ریاست بھوپال سے چندہ میں وصول ہوا۔ اس تعمیر بنظیر کی تاریخین
شعراے نازک خیال نے بھنائے عجیبہ وغریبہ بکثرت لکھیں۔ ایک قطعہ تاریخ ارد

۱۹۹۰ء میں تخت نشین ہو کر اسی سال بدایوں پر فوج کشی کر دی سلطان رکن الدین شاہ
بدایوں جو جنگ شکست کھا کر بھاگ گیا سکندر ثانی قاجانہ داخل بدایوں ہوا جشن منجھ گیا
میں بھی مقیم رہا اسی زمانہ میں غالباً تعمیر قلعہ سہوان واقع ہوئی اور ستہ ۱۱ میں انجام کو پہنچی اس کے
پہلے محبت عم کو سلطان جلال الدین بھیجی اس جگہ ایک مدت تک اسے قیام کیا تھا۔ مقالہ دوم تاریخ خشتہ ۱۲
۱۲۰۰ء میں مسجد زیر اہتمام فقہد اسے عالم حضرت عم مکرم مولانا کلیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ
ابتداء سے انتہا تک تعمیر ہوئی اللہ الحمد۔ ۱۳

جو اندرونی محراب مسجد میں سنگ مرمر پر کندہ ہے سادہ دئے تکلف ہے۔ وہو ہذا۔

کیون نہ بخش ہو مسجد جامع پر دل	اس نزاکت پر ہے کیسی استوار
حسن و خوبی میں عمارت اس کی ہے	سمسوان کو باعث صد افتخار
سال ختم اس کی بنا کا اے جمیل	کر تم ہے حنائے پروردگار

یہ مسجد جامع مرتفع حصہ زمین پر قریب قاضی محلہ واقع ہے۔ یہاں آثار قدیمہ ہنود سے ایک چٹنبہ بصورت تالاب سرسوتہ نام تفرجگاہ خاص و عام آبادی سے ایک میل جانب شمال معبد اہل ہنود ہے یہ ایک طویل و غلیض سنگین و پختہ حوض ہے جو قوت پانی سے لبریز رہتا ہے طول ٹھینا پندرہ گز اور عرض کچھ کم ہے اندر اترنے اور نہانے کے لئے ہر طرف طویل پتھر کی سیڑھیاں ہیں۔ تیرتھ کے خاص آیام میں دور دراز مقامات سے عام ہنود پنڈت۔ سادھو۔ جوگی۔ برہمن۔ بھگت۔ امیر غریب مرد و عورت جو جوق بیان آکر نہانے اور غسل کرنے کو اپنے گناہوں کا کفارہ جانتے ہیں۔ اکثر ہنود مرد و عورت روزانہ صبح کو غسل کرتے ہیں۔ پانی اس میں ہمیشہ تاسینہ و کمر رہتا ہے حالانکہ بذریعہ ایک نالہ بدر رو کے ہر وقت نکلتا رہتا ہے بقول مشہور سبب یہ ہے کہ اس میں متعدد چٹنبے ہیں اسی لیے اس کا پانی کبھی کم ہی نہیں ہوتا۔ حوض کے کنارہ بجانب غرب ایک شرفروہ پختہ وسیع دالان بنا ہے جو سادھوؤں کے رہنے اور ٹھہرنے کے لیے وقف ہے دالان کی پشت پر کیوڑہ کی بیج در بیج کھنی جھاڑیاں دور تک چلی گئی ہیں کیوڑہ کی پیداوار اس کثرت سے دوسری جگہ نہیں سنی گئی اس منفرح جان و دل کا محزون جغرافیہ میں سمسوان ہی بتایا جاتا ہے بلاد اطراف و جوانب کے اہل شوق نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں سے جڑیں و شاخیں منگا کر

لے سرسوتہ لفظ مرکب معنی سرختر ہے یا مفرود سرسوتی سے ماخوذ ہے جو ایک ہندو لکشمی ہر گویا کہ سولج گنڈ ہنود ہی یہ بہت قدیم ہے کیا عجیب کہ لاجپان دہلی دکن کے عہدین تعمیر ہوا ہو۔ ۱۲ء

باغون میں لگائیں مگر نخل اُمید سرسبز نہوا یہاں کیوڑہ کے درخت متعدد جگہ ہیں اور یہ سرزمین اس کے لئے مخصوص ہے۔ اگرچہ گلاب چنبیلی بھی آبادی کے متصل بکثرت پیدا ہوتا ہے اور انکی باقاعدہ کاشت کی جاتی ہے۔ چند سال ہوئے کہ جیون رام بھال قوم میسری بھگت نے سرسوتہ کے شل ایک سنگین عوض جو عوض و طول میں اس سے کچھ کم ہے تعمیر کرایا ہے یہ بھی آب سرد کا قدرتی چشمہ ہے جو سرسوتہ سے پانچ چھ جریب بجانب غوب ہے اس پر کتبہ سنگین بخط ہندی نصب ہے۔ ایک اسلامی یادگار قدیم زیارت حضرت میران صاحب آبادی سے سمت جنوب میں ہے پختہ احاطہ کے اندر تھوڑے جیسر عظیم الشان گنبد ہے واقع ہے مشہور ہے کہ یہ مرزا حضرت سید محمد ابراہیم ^{رحمۃ اللہ علیہ} کا ہے جو ابتدائے اشاعت اسلام میں تخمیناً آغاز پانچویں صدی ہجری کو بحیثیت حضرت سید مسعود سالار غازی رحمہ کفار و مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور شہید ہوئے ہر موقع پر راجگان ہنود سے سخت محاربے ہوئے حضرت سید سالار رحمہ کا یہ سفر جہاد اجداد سے قنوج تک اسی راستہ سے ہوا۔ تعمیر مقبرہ و احاطہ و مسجد وغیرہ بعض اُمراء دربار جاناگیر بادشاہ کی کوشش سے یہاں انجام کو پہنچی۔ سلطنت تیموریہ کے ضعف و زوال پر سسوان رہیلہ کی حکومت سے نکل کر نواب شجاع الدولہ وزیر سلطنت و صوبہ دار اودھ کے زیر حکومت ہو گیا آخر کار بائیس سال کے بعد سنہ ۱۱۷۰ھ میں بعد نواب سعادت علی خان والی لکھنؤ و اودھ ملک روہیل کھنڈ قبضہ گورنمنٹ انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی آگیا اور بلحاظ خوبی موقع و عمدگی آب و ہوا و کثرت شکار سرکار نے سسوان کو صدر مقام ضلع بنایا اور ایک مدت تک اس حال پر رہا بعد سنہ ۱۱۸۳ھ میں دفتر ضلع بدایون کو منتقل ہوا شہر کا موجودہ جغرافیہ

ملے آپ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمہ کے مسند خاص و مشیر نظام قومی تھے جو سنہ ۱۱۸۳ھ کو ہند میں تشریف لاکر بجھا دوغزا علاقے کا مہاراجہ فرمائے رہے۔ انراخبار لاخیا ر مولہ شاہ عبدالغنی محدث دہلوی ۱۲۱۲ھ۔

یہ ہے کہ آبادی بنیں لہزار نفوس ہے مسلم و ہندو تقریباً مساوی تعداد میں ہیں اور مسلمانوں میں بجز مذہب سنت و جماعت کے دوسرا فرقہ نہیں ہے ہندو کی حالت تعلیمی و اقتصادی رو بہ ترقی ہے آبادی کے اکثر محکمے غیر متصل ہیں مساجد بکثرت و آباد ہیں واللہ الحمد۔ قاضی محمد مخصوص اہل اسلام و شرفائے سادات و شیوخ کا ممتاز مسکن ہے ثروت و وجاہت و علم و فضل و عزت میں خاص حیثیت رکھتا ہے۔ سسوان سے بجانب جنوب پانچ چھ میل پر دریائے گنگا موجزن ہے بحالت طغیانی یہ فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔ لطافت آب و ہوا و اعتدال موسمی کے باعث و بائی امراض دیگر مقامات کی طرح یہاں نہیں پھیلتے فصلی تغیرات کا اثر بھی کم ہوتا ہے حشرات الارض و موزی جانوروں کی بہت کمی ہے۔ لوگ عموماً ذکی و ذہین علوم و فنون صنعت و حرفت سے فطری مناسبت رکھتے ہیں۔ اکثر نام آور تحصیل کمال و شہر میں یگانہ آفاق گورے ہیں اسی لئے اہل نظر سسوان کو خطۂ یونان کے لقب سے بکارتے اور اس سرزمین کو دیگر مشہور قصبات و بلاد و مردم خیز پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں کے تمدن و تہذیب و ترقی علم و فضل کی مجمل تاریخ یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ سسوان میں سادات کرام کی آمد ساڑھے چار سو سال سے بجا موری عمدہ ہائے جاہلہ قضا و اقتاد نظام ملکی و فوجی بجانب دربار سلاطین اسلام ہوئی اور خدمات مفوضہ کی وجہ سے ان حضرات کا قیام بیان ہوا رفتہ رفتہ بعد حصول جاگیرات و معافیات مستقلہ و حقوق وراثت منصب و جاگیر سلسلہ سکونت بالاستقلال قائم ہو گیا۔ اولاً زبدۃ سادات عظام حضرت مولانا خواجہ سید محمد اسماعیل بن صفوۃ الاولیا حضرت ملک العلماء خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ نقوی مودودی جیسی قدس سرہما جنکا خاندان آغاز عہد سلاطین

سے آپ نے دربار سلاطین و دہی سے خطاب ملک العلماء پایا اور ہمراہی صاحبزادہ خود بھی رونق افروز سسوان ہوئے اور یہیں دفاتر پائی ۱۲ شرف السادات۔

اسلام دہلی سے دربار شاہی میں معزز و محترم چلا آتا تھا اور انکے آبا و اجداد قدیم سے مخدوم و مقتدا سے انام و ندیم و میثر سلطین عظام رہے تھے عہد سلطان سکندر شاہ لودھی بن سلطان بھلول میں بحصول جاگیر و منصب قضایمان تشریف لائے اور مقیم ہوئے۔ آپ نے کمال دیانت و معدلت و زہد و ورغ و پابندی شریعت غرا کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے اور مکارم و فضائل کسی و تقدس و نجابت وہی کے سبب دربار سلطانی میں آپ کا اکرام و احترام بخلوص عقیدت و ارادت کیا جاتا تھا اور مراتب و مناصب و جاگیر و معافیات و دائمی سلا بعد نسل عطا ہوتے رہے چنانچہ خاجہ محمد روح کی وفات کے بعد آپ کے خلف رشید حضرت خواجہ قاضی القضاۃ مولانا سید محمد عبدالشکور شہید جو کمالات علمی و غلی و برکات ظاہری و باطنی میں مثل آبے کرام فائق الاقران تھے باضافہ منصب و مواضع معافیات دائمی مستقضا سہسوان و مضافات پر متمکن ہوئے اور اس خطہ کو اپنا وطن و مسکن بنایا۔ ان ہر دو بزرگ رم کی توجہ و برکات سے یہاں کی حالت میں نمایاں تغیر ہوا پھر دو پسر کی بجاہ سالہ کوششوں نے اہل سہسوان کو شاہراہ تہذیب و تمدن پر لاڈ الا ہزار ہا کفار ہنود کو مومن اور مومنوں کو قبیح شریعت بنا دیا سیکڑ و ن جاہل آپ کے فیض سے اہل علم و فضل ہو گئے

۱۔ حضرت خواجہ سید محمد خیر چوہدری قاضی محمد سہیل ام کی ساتویں پشت قابل تہلیل ہے جن شہزادہ محمد شاہ شہید و سید سلطان علی شاہین بلوچ کے تالیق و متوفی خاص اور ملکی و قومی تھے جاگیر ملتان و پنجاب کا عہدہ انتظام کیا جنک تادمین تخت زخمی ہوئے اور محمد شاہ شہید ہوا پھر غرات الدین نے آپ کو وزیر بنایا آپ کی سعی سے کچھ دن محمد شہید و سید ہوا مگر بعد وفات غرات الدین ادرائے مزار الدین کی بجاہ کو تخت نشین کیا اور سید شہید کیا اور خواجہ صاحب کو داخدا دہلی کی مخالفت ہوئی۔ جب سلطان جلال الدین علی بادشاہ ہوا تو اس نے شہیدہ میں آپ کو کچھ عہدہ وزارت دیا بعد علاء الدین علی نے بھی خلعت وزارت پیش کیا مگر غرات متعلقہ وہم تاریخ فرستاد یہ ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید خیر را کہ بہ بینی ذات و پسند یہی صفات و اصابت اسے و بظلم ملکی و قومی استعمار کمال داشت بعد وزارت ممتاز گردانید و محلات و قوام سلطنت بر اسے صدرا بدیع آنحضرت و وزارت پناہ ملکہ خواجہ سید محمد سہیل عہدہ فضلہ سہسوان ششمہ میں مامور ہوئے سکندر شاہ لودھی نے ششمہ سے سترہ ایک سلطنت کی اس عہد آپ کو علاوہ معافیات و جاگیر مردوئی نہ ملے گا تو ان سرسبتہ دربار شاہی سے بطور صافی و دام نقد بعد قس عطا ہوئے سند فرمان سلطانی موجود ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی۔

ظہر علم مقامات و در و دراز سے اگر بیان مستفید ہوئے اور طابان معرفت و حقیقت کو
 ہدایت کی روشنی میں منزل مقصد کا پتا ملا۔ المحصل حضرت قاضی القضاۃ مورث اعلیٰ
 سادات مودودیہ مسسوان خواجہ سید عبدالشکور شہید رح نے غایت احترام و وجاہت دینی
 و دنیوی و افادہ خلق اللہ و فصل خصومات و عدل و سیاست شرعی کے ساتھ قریب تین سال
 کے و سادہ قضا و حکومت کو رونق دی آخر کار بروز جمعہ یوم عاشورائے محرم ۱۳۹۹ھ
 میں بعض اشرا رجمال کے ہاتھ سے مسجد قاضی محلہ چوک میں بحالت تلامذت قرآن شریف
 شربت شہادت نوش فرمایا۔ مادۂ تاریخ (بے شبہ شہید شد) ہے آپ ضرب تیغ
 سے شہید ہوئے اور بیگناہ خون کے قطرے اور ارق مصحف مجید پر گرے جو تبرکاً ایتک
 محفوظ ہے مرقد شریف مسجد چوک میں ہے۔ اسی سال ہندوستان کی سلطنت میں انقلاب
 عظیم رونما ہوا نصیر الدین محمد ہمایون کی حکومت کا دور اول ختم ہو کر شیر شاہ سوری
 بالاک تلج و تخت ہوا قاضی صاحب شہید رح کے عم نامور حضرت خواجہ سید عبد اللہ معروف
 بشاہ پنجین حاکم سبھل کی داد خواہی پر قاتلون اور مفسدون کو سزاے مناسب دی گئی۔
 آپ کے پلخ صاحبزادے جو سپر مجد و کمال کے رشتہ و ستارے حالیہ فضائل صورتی صوبی
 سے مزین تھے بہ تجدید فرا میں سلطانی وارث مناصب جلیلہ قضا و افتا و تولیت اوقات
 و حکومت مالی و ملکی ہو کر مورد انعامات و خلعت و جاگیر ہوئے۔ اسماء سامیہ ہیں۔
 مولانا قاضی محمد صالح مولانا مفتی محمد قاضی۔ خواجہ صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت نیکی
 مولانا محمد قاسم۔ مولانا محمد ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ سب حضرات دربار سلاطین عصر میں
 ۱۳۹۹ھ سے ۱۳۹۹ھ و ۱۳۹۹ھ تک س سال بادشاہ ہندوستان رہا سبب علیہ شیر شاہ افغان کی ایک بھاگ کر ایران گیا
 پھر بارہ ۱۳۹۹ھ میں ہندوستان پہنچ کر زندہ حکومت کی اسکی وفات کے بعد جلال الدین اگر تخت نشین ہوا ۱۴۱۲ھ۔
 ۱۳۹۹ھ نسو کتاب بستان فقیر ابو الیث سمہندی آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا وسیلہ و کرم خوردہ و
 ناہم میں نے دیکھا خاتمہ کے ورق پر ۱۳۹۹ھ جو درج ہے کاتب نے بابا اپنے محققانہ حواشی کتاب پر لکھے ہیں
 عبارت خاتمہ مع نام و نسب کاتب و تہرود کا ختم مندرج ہے ۱۴۱۲ھ سید اعجاز احمد مسسوانی عفی عنہ۔

بزمۂ علمائے دین و اولیائے متقین و ارکان و اعیان سلطنت مقرب و محترم رہے
جیسا کہ اسناد و فرامین و شقہ ہائے ہمایونی و اکبری و جہانگیری سے ثابت ہے
ان کے بعد ان کے اخلاف بھی دربار شاہجہانی و عالمگیری و غیرہ میں معزز و مقدر
اور مناصب عرونی پر فائز رہے۔ زمانہ مابعد میں یعنی آج سے سو سال کے اندر بذریعہ کسب
معاش و حصول امارت و ریاست بعض سادات مودودیہ شکوریہ نے دور و دراز
شہروں میں سکونت اختیار کی اور اب ان کی اولاد و احفاد بعزت و احترام وہاں
مسکن گزین ہیں مثلاً ریاست بڑودہ۔ گجرات و کھنڈو۔ وائس بریلی۔ و ترا آباد وغیرہ
میں علم و فضل و ثروت و عزت میں محسوس زمانہ ہیں حضرت قاضی صاحب شہید رحم
کی نسل ان کے فرزندوں کی جانب منسوب ہو کر پانچ قبائل میں منقسم ہے۔ صالحی
فاضلی۔ حاکمی۔ قاسمی۔ ہاشمی۔ ان سب خاندانوں میں گزشتہ چار سو سال کے
اندر بڑے بڑے نامور حکام و رؤسا و امرا اور جلیل القدر علما و فضلا جامع علوم
عقلیہ و نقلیہ و صالحات متقین و اولیائے کاملین ابدال و اقطاب زمانہ و اہل
حاذق و شعراے نازک خیال و نشانِ اعجاز نگار و غازیانِ صفت شکن و شجاعانِ تیغ و
تعدا و کثیر میں شہرہ آفاق ہوئے اور ان کے کمالات کی برکت اور فیضانِ صحبت
سے دیگر قبائل شہر و مردانِ وطن نے بھی ترقی کے زینہ پر قدم رکھا اور بفتحِ فضل
علمی و عملی ہوئے مگر افسوس کہ ان اسلافِ بالمال کے جانشین زمانہ حال میں النادر
کا محدود و محکم رکھنے ہیں اور تقریباً پچاس سال سے ابوابِ فضائل علوم و فنون
مسدود اور ترقی دہنی و دنیوی کے وسائل مفقود نظر آتے ہیں علمائے نام آور کی اولاد
تغیراتِ زمانہ کے شکوہ سنج اور صلحا و اولیاء کی ذریت تلاش و جوہ معاش میں خستہ حال
ہے امرا و رؤسا کے اعقاب پریشان روزگار اور دلیران شیرانگن کے اخلاف
زمانہ کے جبرتم کا شکار ہیں۔ اب نہ کوئی باکمال بزرگوں کے نام کو پوچھتا ہے

نہ کہیں شرافت و بجا بت کہتی ہے سلف کے آثار کمال مٹ گئے گنہگار نے برباد ہو گئے قیمتی و نادر روزگار کتابیں ردی میں فروخت ہوئیں مسودات قلمی بیاضھا تاجی و علمی بوسیدہ ہو کر خاک ہو گئیں غرض کہ ہماری منزل مقصود کا پتہ دینے والے بھی یکسر نابود ہو گئے اور اخلاف کو ان کے اسلاف کے علمی و عملی کارنامے بتانے والا بھی کوئی نہیں رہا اور باوجود سخت جدوجہد و کمال جستجو تالیف کتاب ہذا کے لئے صرف حالات علماء و فضلا بھی کمابھی دستیاب ہو سکے اور بحکم مَا لَا يَدْرُكُ كَلْمَهُ لَا يَتَرَكُ كَلْمَهُ مَاتِكُمْ سِرِّ تَنَاعَتِ كِرْتَاهُونِ۔ بیان یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس ناچیز تالیف کا آخذ مندرجہ ذیل ذرائع میں محدود ہے۔ اولاً بزرگان ثقات کی معتبر روایات اور ان کے چشم دید حالات متاخرین ثانیاً اسناد و فرائین شاہی جو اب تک بفضلہ اعیان خاندان کے پاس محفوظ ہیں ثالثاً کتاب شرف السادات ترقی حضرت عثم ماکرم سیدنا و مولانا عارف باللہ حکیم سید نذیر احمد شاہ مودودی چشتی قدس سرہ را الباعیا فی شمل بر مضامین مفیدہ مہمہ شمل تحقیق نسب سادات مودودیہ و شجرہ بزرگان و سیر بعض علماء و صلحاء قلمی یادگار حضرت انخی المعظم علامہ حاجی مولانا سید محمد عبد البہاری رحمہ اللہ تعالیٰ غامضاً اپنی تحقیقات اور اساتذہ کرام کی معلومات اور یہ زیادہ تر فضلاء متاخرین کے حالات میں ہے اور مصنفات

طہ خواجگان طب الاقطاب زمان حضرت سیدنا قطب الدین مودودی چشتی نقوی رضی اللہ عنہ قاضی سید محمد عبد لشکور شہید کٹیہو نسب میں پندرہویں پشت میں اور حضرت خواجہ صاحب رحمہ و اطہر سے انا ہم عالم بقام حضرت علی نقی علیہ السلام و علیہ السلام و علیہ السلام طبع میں ہزاراوس مقام چشت میں ہر چہ ہرارت سے بجا ہی شمال دوسری سال وفات ششم بعد سلطان مرزا الدین سجوی ہر ایک اولاد میں یہ کرامت مشہور و آلودہ ہر کہ سنگ دیوانہ اور سانپ کا زہر نہ اثر نہیں کرنا اور اگر کسی سانپ گزیدہ کے زخم پر دھنا یا طب دین لگا دین یا اسکو کھلا دین تو وہ بھی اچھا ہو جاتا ہے نہ زہر یا بندگن خدا اس دوا سے اتنی سے فائدہ اٹھا دین مشاہدات کا تذکرہ انہیں کیا جا سکتا اور کلمات الاولیاء و حق عقیدہ اسلام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ سے خلق شریف صرف میں مضیاب جوئی اوما پاک اولاد میں بھی بڑے بڑے بزرگان دین و اولیاء کا طبع علم نامور ہوئے ہندوستان میں دہلی و سلطان اسلام میں زیر و امیر و خیم و شیر رہے اور مناصب رفیعہ و مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ منہ ۱۲۔

اہل علم و آثار متبرکہ علیہ ما بین مسودات بیضیات سے صرف ان کا ذکر لکھا ہے جو مطبوع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں یا اپنے دیگر اوتھہ وطن کے کتب خانوں میں خود فقیر کی نظر سے گزرے ہیں یا عزیز گرامی مولوی سید ابجی از احمد معجز سلمہ ربہ نے بحیث خود دیکھیں ما و شما کے مقالات اور عام لوگوں کی روایات پر کان نہیں دھرا اور ممالک شاعرانہ مداحی و تعصبانہ نکتہ چینی اور غبارت آرائی سے اجتناب ملحوظ رکھا اگر اہل وطن اسکو دیکھیں اور سبق عبرت لیں تو ان کا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہیں۔

(۱) حضرت مولانا سید صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بندگی

رحمہ اللہ

آپ قاضی القضاۃ خواجہ سید محمد عبدالشکور شہید نقوی مودودی چشتی رحم کے تیسرے فرزند ہیں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ یہ پانچون بھائی جو اجداد سادات مودودیہ سہسوان ہیں سب علوم و فنون ظاہری و باطنی و فضائل صوری و معنوی میں شل اب و جدرم یگانہ و شہرہ آفاق تھے ہر ایک نے مسند علم و ارشاد پر رونق افروز ہو کر افادۂ علوم و ہدایت خلق و تبلیغ اسلام میں عمر عزیز صرف فرمائی اور بندگان خدا کو حشر فیوض و برکات سے دور دور تک سیراب کیا۔ چونکہ فقیر کو ان حضرات کے تفصیلی حالات و سینن ولادت و وفات بہم نہ ہو سکے اس لئے صرف بنیاد پر قبولیت عام و حسن عقیدت اہل عصر آپ کی ذات قدسی صفات کو منتخب کیا اور حالات ضروری بسوی تمام حاصل کئے۔ آپ کا زمانہ تولد قریب ۱۱۹۹ھ ہے بعد شہادت والد بزرگوار رحم برادران منظم سے تحصیل علوم ظاہری کی بعد دارالخلافت دہلی کا سفر کیا اور وہاں بقیۃ درس تکمیل کو پہنچا کر بیعت طریقت حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی خلیفہ اکبر شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز شکر بار قدس سرہ کے ہاتھ پر کی اور اجازت و خلافت بحصول عمر نہ و تاج

لیکھ سسوان تشریف لائے۔ درس علم و وعظ و ارشاد خلق میں زیادہ وقت صرف فرماتے اور خاص اوقات میں عبادت و مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہوتے آپ کے فیض تعلیم و تربیت سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے اور درجہ فضیلت کو پہنچے آپ کے چھوٹے بھائی مولانا سید محمد ہاشم طیند رشید صاحب درس و فیض عام ہوئے آخر میں آپ نے کچھ عزت اختیار فرمایا اور خدمتِ اولیاء اوقاتِ بلدہ سسوان اپنے بھائی مولانا سید محمد قاسم رحم کو تفویض فرمائی اور مسند درس و تدریس مولانا محمد ہاشم رحم کو عنایت کی آپ کی برکات ظاہری و باطنی و کرامات و خرق عادات کا شہرہ عالمگیر ہوا اہل حاجت رؤسا و احرار و زلاتک خدمت باسعادت میں حاضر ہو کر ملتی دعا ہوتے تھے آپ کے متعدد خلفاء مجاز ہوئے جن سے سلسلہ بیعت و ارادت جاری رہا وسعت و تحریک علوم و فنون میں بھی اپنا شل نہیں رکھتے تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند مریدین و متقدمین کے ساتھ زیارت قبور و فاتحہ خوانی کے لیے آبادی سے سمت جنوب تشریف لے گئے اور اُس موقع پر جہان میران صاحب شہید کا مزار ہے پہنچے اور پھر ہیون سے فرمایا کہ یہاں ایک مجاہد شہید دفن ہیں اور انھیں کے پہلو میں انکا گھوڑا مدفون ہے یہ لکھکر حضرت سید محمد ابراہیم شہید رحم اور انکے گھوڑے کے مدفون کا نشان زمین پر بنا دیا اور انکے حالات بیان فرمائے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا بعض امراے دربار سلطان جہانگیر جو حلقہ مریدین میں اس وقت ہمرکاب تھے تعمیرِ مقبرہ و احاطہ میں سامی ہوئے چنانچہ حکم بادشاہی و عمارتِ عظیم الشان مومسجد وغیرہ بہت جلد تیار ہو گئی کما ذکر ناہ سابقاً اس سے پہلے کسی کو واقعات اور نام و نشان قبر و صاحب قبر معلوم نہ تھا۔ ایک مقرب ندیم بادشاہ جہانگیر کو خدمت با برکت میں خاص عقیدت و ارادت تھی اور انجام کار وہ بزرگ و بابر شاہی سے قطع تعلق کر کے آستانہ عالی

لہ شرف السادات ذکر حضرت شاہ محمد حاکم بندگی فرما ۱۲ منہ ۱۱۵۰ بیاض حضرت انبی المعظم علیہ الرحمۃ ۱۲۔

حاضر ہوئے اور اپنی آخر عمر تک خدمت اقدس میں رہے اور سہسواں ہی میں وفات پائی قبر متصل مزار میران صاحب شہید ہے۔ آپ کی برکات و کرامات کثیرہ مشہور و زبان زد خاص و عام ہیں اس مختصر میں لکھنے کی گنجائش نہیں وفات شریف بمصر ۹۶ سال ۱۲۱۵ ہجری میں جمادى الاخریٰ ہوئی مرقہ مطہر اندر احاطہ مسجد پیرزادگان قاضی محلہ میں ہے مقبرہ پختہ ہے۔ آپ کا لقب شاہ ولایت ہے خاندان میں مدت تک سجادہ نشینی کا سلسلہ جاری رہا معانیات و تولیت وقف خیر آپ کی اولاد میں اب تک موجود ہیں اسناد معہ فرامین شاہی متعدد ہیں۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت نتیجہ طبع عزیزی مولوی

سید اعجاز احمد معجم سلیم رتہ

چو گشتہ رہگزارے عالم قدس	محمد حاکم ملک ہدایت
پئے سال وصالش گفت بمعجز	کبیر اویسا شاہ ولایت

(۲) حضرت مولانا خواجہ شاہ محمد اعطاء اللہ ثانی قدس سرہ بن مولانا

سید محمد ہاشم رح

آپ حضرت شاہ ولایت رح کے حقیقی بھتیجے اور علوم ظاہری و باطنی میں آپ کے تلمیذ رشید و مرید و خلیفہ اکبر ہیں اولیائے کاملین و عرفائے اصیلین میں آپ کا مرتبہ اعلیٰ و ارفع ہے بعد وفات مرشد شریعت و طریقت حضرت شاہ ولایت رح آپ مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے چونکہ حامل فضائل صوری و معنوی تھے طلب علم

لے کتاب ہذا میں اکثر قطعات تاریخ اردو و فارسی و عربی و ماوراء ہاس تاریخ آیات قرآنی اسی علامہ نان محمود دران کے نتائج طبع ہیں جو فی البدیہہ بغیر مالش راقم الحروف تصنیف و استنباط فرمائے ہیں و ذلک بفضل اللہ یوتین شیشہ ۱۳۸۵ھ

طاہری و مشاقان فیوض باطنی کو یکساں مستفید فرمایا اور مزج خلایق و مقتدا عالم ہوئے۔ مریدین و طلبہ علم کو ہمراہ لیکر اکثر غزوات و جہاد فی سبیل اللہ کیے اور کفار و مشرکین کو بارہا شکست دی اعلیٰ کلمۃ الحق و اشاعت اسلام بزبان ارشاد و تیغ و سان کو شش بلیغ فرمائی کفار ہندو و بعد اذ کثیر آپ کے دست مبارک پر بطیب خاطر ایمان لائے اور صد ہا منکرتین و مشرکین بمعانہ کرامات و خوارق غزوات مشرف باسلام ہوئے شرف السادات میں لکھا ہے کہ ”حضرت شیخ نور الدین بزرگ سبھلی نے کتاب اسرار العارفین میں آپ کے حالات و کمالات و کرامات و فضائل علمی و عملی کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے“ افسوس کتاب مذکور باوجود تلاش محروس طور کو نہ ملی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مدت تک آپ کی یہ شان رہی کہ کبھی جذب و سکر کا غلبہ ہو گیا اور کبھی سلوک غالب آگیا اور اس زمانہ میں ریاضت و عبادت جنگل میں پسند فرماتے اور شب و روز وہیں مقیم و مشاغل رہتے آپ کی ہیبت و رعب سے عموماً دونوں پر اثر ہوتا تھا وفات آنجناب بمرور ۹۰ سال ۹۱۰ھ ہجری میں ہوئی کذا فی شرف السادات مزار مقدس وطن میں آپ ہی کی تعمیر کردہ مسجد کے متصل پختہ حجرہ کے اندر ہے قبر پر نہایت رعب و جلال برستا ہے

قطعہ تاریخ ذفات شریف ثمرہ فکر عزیز معجز سلمہ ربہ۔ ۷

چوآن سرور اولیائے گرامی	خرامید در صحن بستان ضوآن
چو تاریخ جوئی پئے سال حلیت	ز تہجہ شنو۔ نخبہ اہل عرفان
(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی سید ابو محمد بن حجتہ اللہ مولانا مفتی سید محمد عاقل فاضلی رحمہما اللہ	
آپ جد محروس طور کے جد عالی منزلت تھے ولادت شریف اد اہل صدی دو از دہم ہجری	

آپ کا پتا معلوم نہوا طلبہ علم و اعزہ و اہل وطن تلاش میں جا بجا سرگردان رہے۔ آپ اس دوران میں ہاشم راہ غیبی بواسطہ مرشد اول یعنی خواجہ شاہ محمد رمضان الدہساروی قدس سرہ انکے شیخ خواجہ شاہ محمد سیف اللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں مقام سلون میں پہنچے یہ بزرگ حضرت شاہ سید محمد حمزہ مارہروی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے آپ نے ان سے بعد بیعت طریقہ قادریہ اجازت خلافت آبادی حاصل کر کے وطن کا قصد فرمایا اور قریب وطن ایک صحرا میں قیوم ہو گئے اس حالت میں ایک مدت بسر ہوئی پھر پری جا کر خواجہ شاہ سید علی اکبر مودودی خشتی سے خرقہ خلافت حاصل کیا اسکے بعد بھی برسوں غلبہ جذبات استغراق میں جنگل میں مشغول ذکر و فکر و عبادت و مجاہدہ رہے اور بعد افاقہ و التحانہ پر رونق افروز ہو کر گوشہ تجرید و توکل و کج عبادت میں بسر کی فیوض و برکات و کرامات عالی سے اہل طلب مستفید ہونے لگے اور شہرت کمالات نے صاحبان ارادہ و عقیدت کو دور دور سے کھینچ کر آستانہ پر ہو پچایا اہل حاجت غریب و امیر مقامات دور و دراز سے جوق جوق آکر طالب دعا و حاجی برکت ہوتے تھے آپ نے جاگیر و معاینات مورد ثنی جزو کل کو مصرف خیرات و صرف فقر و مساکین و معانان کے لیے مخصوص فرما کر زہد و توکل کا دامن پکڑا خدمت در ماندگان و پیا رگان ذوی القربے و یتیمی و محتاجین آپ کا خاص فرض ہو گیا بادشاہ عصر محمد شاہ غازی کو جب اس حالت کی اطلاع ہوئی تو چار مواضع زرفیز آپ کی معاینات قدیمین اور اضافہ فرمائے فرمان شاہی کے بعض فقرات بلفظ یہ ہیں "بشرافت و سیادت پناہ حقیقت و معرفت در شاہ مفتی سید نظر محمد شاہ گوشہ نشین و متوکل انداز صرفہ فقر و مساکین جمعیت خاطر نمیدارند و اوقات بعسرت میگزاردند لہذا نظر بر استحقاق شاہ موصوف نمودہ

۱۔ مقام سلون جزیرہ پنجوب ہند میں عریس کے قریب ہے ۲۔ قصہ مارہرہ ضلع ایٹہ ہے ۱۲۔ منہ

۳۔ جملہ حالات بیعت و شیوخ شرف السادات سے منقول ہیں۔ ۱۳۔

محمد مبارک اور شمس باغہ پر تعلیقات و حواشی لکھے جو آپ کے مسودات میں کلمہ و بوسیدہ
 ملے۔ بعد تحصیل علم آپ مسند افتا پر متمکن ہوئے اور چالیس سال بدیانت و تقویٰ
 فرائض منصبی انجام دیے۔ فارسی میں نشر و نظم لکھنے کا خاص ذوق تھا اور ہر دو صنف
 میں بسرعت و ارتجال تصنیف فرماتے تھے ایک ثنوی گلشن عشق برنگ یوسف زلیخا
 جامی نیتہ طبع والا مجلد ضخیم موجود ہے اُس میں راوی قصہ اپنے فرزند اصغر مولوی سید
 عسکریؒ کو ظاہر کیا ہے اور جابجا ان سے خطاب ہے۔ آپ کے سامنے آپ کے دو
 صاحبزادے نوجوان جمیل و وجہ زیور علم سے آراستہ رہے جنت المادہ ہوئے
 ایک مولانا سید ظہور احمد جو خلف اکبر تھے اُنکی اولاد پسر موجود ہے سلمہ اللہ تعالیٰ
 دوسرے مولوی سید ضیاء احمدؒ جنکے حسن و جمال صورت کا شہرہ بدرجہ غایت تھا
 لاولد فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تم حضرت مفتی صاحب امارت و ثروت خاندانی و وجاہت
 دینی و دنیوی میں ممتاز اور علم و فضل میں سرفراز تھے آپ کی توجہ و ترغیب سے آپکی
 اولاد اور برادر زادگان کو بلکہ عام طور پر لوگوں میں اکتساب علم کا شوق دامگیر ہوا۔
 آپ نے ابتدا سے سال ۱۲۸۵ھ میں رخصت فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ عزیز علامہ معجز سلمہ
 ربیع آیتہ پاک عِنْدَہُمْ قِصْرَاتُ الطَّرَفِ سے اعداد و تاریخ مستنبط کئے۔
 ۱۲۸۵ھ

۶۷) قدوۃ العارفین حضرت مولانا خواجہ سید آل احمد شاہ بن حضرت

ہنر پر ہمیشہ کولایت قدس سرہا

آپ جناب مفتی صاحب اعلیٰ اللہ مقام سے عمر میں دو سال چھوٹے حقیقی بھائی تھے
 ابتدائے تحصیل علوم ظاہری میں دطن میں شریک درس ہرادر منظم رہے جب انھوں
 نے وطن سے سفر کیا تو حضرت والد بزرگوارؒ کی خدمت میں شب دروز مصروف

سہ ماہ راقم السطور تھے ۱۲ منہ۔

استفادہ علوم و اسرار ظاہر و باطن رہے اور توجہ آنحضرت رحمہ اللہ فراموش نہ فرما کر درس علوم رسمہ آپ نے دقائق فن تصوف و تصانیف حضرت شیخ الاکبر بنگرار حل فرمائے خصوصاً حکیم معہ شرح شیخ محب اللہ الہادی و نقد النصوص مولانا جامی ۲۸۶ مرتبہ حضرت کے مطالعہ میں آئی اور پھر خود اسکی شرح بزبان عربی التبیان النصوص تصنیف فرما کر حضرت والد مبرور کی خدمت میں پیش کی آپ نے اسکے چند مقامات ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان پڑ چنانچہ روزانہ بعد نماز عصر اسکا ایک حصہ آپ سماتے اور باقیمائے سامی جا بجا محو و اثبات فرمائے اس کتاب کے ختم ہونے پر حضرت اقدس نے آپ کو ایک مجموعہ اپنی ملفوظات و مقالات خاص کا مرحمت فرمایا اور آپ کے حق میں دعائے خیر کی آپ نے غرض فرمایا اور مزار اقدس حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ پر تشریف لے گئے خدام آستانہ نے دو تک استقبال کیا اسپر بعض ہمراہیان حضرت نے خدام زیارت سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو کسے اطلاع دی ایک بزرگ معتمد خادم خاص مزار نے جواب دیا کہ شب کو کسی نے بہ آواز بلند کہا کہ صبح کو ایک شہزادہ چشت و پیرزادہ سلطان المشائخ آنے والا ہے چنانچہ ہم سب منتظر قدم میمنت لزوم برسم استقبال حاضر ہوئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ پھر دہلی تشریف لائے اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعزیز قدس سرہ دہلوی سے ملاقات ہوئی شاہ صاحب نے اپنی مسند چھوڑ کر آپ کو باصرار اسپر بٹھایا اور وقت رخصت کچھ دور تک مشائعت فرمائی القصد آپ بعد وفات حضرت ہنر برہمشیہ ولایت مسند نشین خلافت ہو کر قطب الاقطاب عصر و سر آمد اولیائے دہر ہوئے طالبین معرفت و طریقت کو فیوض و برکات روحانی سے مالا مال کیا اور بندگان خدا کو کمالات ظاہری و باطنی سے مہر فرمایا کہ امات کا دور دور از شہر ہوا۔ برآئی۔ رامپورہ مراد آباد و سنبھل۔ پٹی جھیت سے مشتاقان انوار الہی آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہو کر حلقہ مریدین میں داخل ہوتے اور اہل حاجات اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر معتقد خاص بنتے ہر صادر و وارواہن سیل و فقرا و مساکین کے لئے

انتظام خورد و نوش روزانہ موردی طریقہ پر بصرف کثیر جاری رہا حضرت کے چار
صاحبزادے حلیہ افضل و کمال سے آراستہ اور کام صورت و معنی سے متصف ہوئے ہر ایک
کا ذکر نیز بجائے خود مذکور ہوگا وصال آن حضرت بن ہشتاد سال ۱۲۵۹ھ ہجری میں
ہوا آیہ شریفہ قیلَ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَشْعُرَ سال وفات مستخرجہ عن علامہ سلمہ ربہ ہر لفظاً
۵۹ ۱۲ھ

قطبہ تاریخ

عارف کامل آل احمد شاہ	بود محبوب تجلی یزدان
گفت منجز چو با احد پیوست	رحلت قطب عارفین زمان

۱۲ ۵۹ھ

(۱) قطب زمین تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن
نقوی مودودی فاضلی قدس سرہ

بن مولنا حاجی سید محمد عارف علی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ بحر خاں علوم ظاہری و
باطنی و سرچشمہ کمالات صوری و معنوی تھے ذات قدسی صفات مصدر کمالات
لا خطی و منبع کرامات و فضائل البتہ و ملکیت تھی ولادت شریف تقریباً بارہویں
صدی ہجری کے اوخر میں اور بقول بعض تیرہویں صدی کے اوائل میں ہوئی
حضرت ہنزہ برہنہ ولایت قدس سرہ نے آپ کے والد بزرگوار کو جو کہ حضرت کے
قریبی برادر زادہ تھے آپ کے تولد کی بشارت پیشتر سے دی اور فرمایا کہ ”اس نفس نیکہ
میں کمالات حقیقہ و جلیہ کا ظہور کامل ہوگا“ اسی لئے حضرت تلج الاولیاء ۷
کو آنجناب رحمہ کی خدمت میں تقرب خاص تھا اور ابتدا سے برکات ظاہر و باطن کا بھینہ
ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے برادر کلان مولنا سید محمد بہار الدین حسن رحمہ

کے ساتھ وطن میں ہوئی کتب درسیہ فارسی و صرف و نحو عربی وغیرہ حضرت والد بزرگوار کی توجہ سے حاصل فرما کر وطن سے ریاست راجپور افغانستان بزمانہ نواب فضل اللہ خان تشریف لے گئے اور مدت قلیل میں تمام کتب معقولہ و منقولہ علوم متداولہ کمال بحث و تدقیق کے ساتھ مختلف کمالان عصر و اساتذہ فحول سے حد تکمیل کو پہنچائیں۔

حضرت ضبط و سرعت ادراک و ذہن و حافظہ خدا داد کی مدد سے ہر استاد فن پر آپ کا نقش فضل و کمال بیٹھ جاتا تھا اہل کمال ہر بحث و مناقشہ میں آپ کو حکم تسلیم کرتے تھے۔ دقائق و محاورات زبان فارسی و عربی و تعلقات و اختصار مصطلحات و بدیع و معنی و عروض و قافیہ و بلاغت میں درجہ کمال پر فائز تھے حتیٰ کہ استادان فن آپ سے مستفید ہوتے تھے۔ ملا غیاث الدین صاحب غیاث اللغات و شراح سکندر نامہ آپ کے خرمین فضل کے خوشہ چین تھے جب وہاں آپ کی شہرت عام ہوئی تو والی ملک نے چند مرتبہ کمال قدر و منزلت آپ سے ملاقات کی یہ حالت دیکھ کر آپ کے استغنا و زہد نے وہاں زیادہ قیام کی اجازت آپ کو نہ دی اور دفعۃً راجپور سے دہلی کا قصد فرمایا یہاں در سگاہین طلبہ علم سے معمور تھیں علوم تفسیر و حدیث و ادب و معقول و ریاضی کے دریا بہ رہے تھے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز و مولانا شاہ رفیع الدین و مولانا شاہ عبدالقادر ابنائے مجدد الوقت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ سند درس و افادہ پر وقت و فراغ تھے آپ نے مذکور الصدر حلقوں میں شرکت فرمائی اور حظ کامل حاصل کیا فنون حکیمہ و ریاضیہ میں وہ مہارت تامہ پیدا ہوئی کہ خود حضرت استاد مولانا شاہ محمد رفیع لڑکچہ آپ کی مدح رسائی ذہن فرماتے اور میٹر ہو کر طلبہ سے آپ کی قوت ادراک کا بار بار ذکر کرتے آپ کے جملہ اساتذہ و اہل علم آپ کی سیادت و نجابت و درع و تقدس کے باعث نہایت احترام و اکرام کرتے تھے اور مولانا شاہ عبدالعزیز

جلد اول

جلد اول

احکام

آپ کو موید بالقوة القدسیہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ اسی دوران میں آپ
 وقائن فن تصوف و نکات معارف اپنے مشائخ عظام سے حل فرماتے رہے
 آپ نے بعض کتب منہائیہ مولانا محمد بزرگ علی مارہروی رحمہ سے استفادہ فرمایا
 جو کہ کبار فضلاء مشاہیر سے متوطن قرخ آباد تھے مولانا سید عبدالحمید صاحب
 فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولوی شیخ امام بخش صہبائی سے بعض مصطلحات
 زبان فارسی پر آپ سے بحث ہوئی آخر کار جانبین کی روداد حضرت مولانا
 شاہ محمد عبدالعزیز رحمہ کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسکا فیصلہ مولانا سید تاج الدین
 صاحب کے موافق فرمایا غلطی مناسبت طبع و مکلفہ فطری کا یہ عالم تھا کہ جس فن میں کلام
 فرماتے اُسی کے امام و محقق معلوم ہوتے تھے۔ الحاصل یہ کہ کمال علوم و درسیہ و رسمہ
 و تحصیل فنون غریبہ و دقیقہ و قطع منازل معرفت و حقیقت و طی مراحل
 مجاہدہ و ریاضت وطن مالوت کو مراجعت فرمائی اور باصرار بعض اعوان بزرگ
 آپ کا عقد نکاح ہوا طبع و ارستگی پسند کا بایند علائق ہونا دشوار تھا آپس پر جوہد انتہات
 کا تقاضا اور پھر اہل قرابت جدیدہ کی ناگوار طبع ادا میں آپ کب برداشت
 کر سکتے تھے فوراً ماہ غربت اختیار کی اور کچھ مدت کے بعد طلاق بذریعہ تحریر
 ہوئی۔ اس آزادی نے کیفیت باطنی و ذوق معرفت کو ترقی دے کر شدت تقویت
 سے جا ملایا تو کیم قلب و تصفیہ باطن و ریاضت نفس و مجاہدات میں مشغولیت
 ہوئی اور مدت دراز تک بیابان و کوہ و صحرا میں اوقات گزاری فرمائی سفر بلاد
 دور و دراز اختیار کیا جذبہ شوق نے حرمین شریفین کی جانب رہنمائی کی اور
 براہ خشکی کابل و ایران و عراق کے شہروں اور مواضع میں قیام کرتے ہوئے
 ملک حجاز میں پہنچے اور کئی سال وہاں اقامت و سفر میں بسر ہوئے۔ اب

لے آپ کا ذکر خیر اس کتاب میں مذکور ہے ۱۲

حالت میں تغیر ہوا اور اطمینان قلب کے ساتھ وطن کو معاودت فرمائی قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سترہ بیان ممکن مسند رشد و ہدایت و قطب دائرہ عرفان و کرامت تھے بر غایت کفوف قربت و اجتماع مکارم و فضائل لا تعد آپ کا نکل اپنی صاحبزادی کے ساتھ منعقد فرمایا بی بی دلیہ صاحبہ ثانیہ رابو بصری تھیں از دواج موافق مزاج واقع ہوا کنج قناعت و توکل و گوشہ طاعت و ریاضت میں ایک دوسرے کا رفیق و دمساز تھا۔ آپ نے اسکے بعد وطن سے باہر قدم نہ رکھا اور تقریباً پچاس سال کامل زادیہ تجرید و تفرید میں بے ہمہ و باہمہ بسر بے حالت یہ تھی کہ نہ تعلقات قربت و یگانگت میں کوئی خاص دلچسپی ظاہر ہوتی تھی نہ آپ کے بیان پیری و مریدی کا سلسلہ تھا نہ تعلیم و تدریس طلبہ علم کی پابندی تھی نہ غفلت و غلبہ طالبان و معتقدان کا مشغلہ تھا نہ مجالس و مجالس علماء و فضلاء میں آمد و رفت تھی نہ اہل قربت سے زیادہ ملتا جلتا نہ اعیان شہر و اُمر اور دُسا سے ملاقات طالبان زیارت و مشاقان فیوض و برکات و اہل حاجات و دستکدہ پر حاضر ہو کر انوارِ جمال سے مستفید ہوتے اور غرض مطالب کرتے خواہشمندان فیوض علمی کو اکثر آبادی کے قریب بیابان اور جنگلون میں استفادہ کا موقع ملتا تو نہیں و انکسار و فروتنی کی کوئی حد نہ تھی سوکھی لکڑیاں جو جنگل سے خود چن کر گھر لاتے قریب شہر ہو چکر طلبہ علم و معتقدین ہمارا ہیون کے ہاتھوں سے باصرار تمام خود لے لیتے تاکہ آبادی کے اندر ان کو عار و کسر شان نہ ہو۔ کبھی کسی سے خود کلام کرنے میں سبقت نفرماتے ہمیشہ خاموشی قفل و ہن ہوتی با این ہمہ لطیفہ گوئی و ذیلہ سنجی و خوش طبعی سے محفوظ فرماتے۔ ہر وقت مراقب و صامت نوکر قلبی میں مشغول و محو تجلیات عرفان رہتے بظاہر معمولی حالت کے انسان اور حقیقت میں جنید و بایزید

مذکور

خود ساخت

خصائص

وقت و قطب الاقطاب دوران تھے اہل نمانہ کی ظاہر بین آنکھیں آپ کے نفس ہی کے کمالات کا اندازہ کرنے سے قاصر رہیں۔ استحضار علوم ظاہری باوجود ترک مشاغل درس و مطالعہ لاریب خرق عادت و کرامت تھا علوم رسمیہ و فنون غریبہ میں عموماً ملکہ خدا داد تھا جو دت حافظہ و قوت ادراک و مناسبت فطری سے ہمیشہ فضلاء عصر انکشت بہ ندان رہتے اور آپ کی امامت و فیضیت علمی کا اعتراف کرتے مسائل و دقیقہ و مباحث مہمہ و مغلقہ جنکے حل کرنے سے مشاہیر اہل فن عاجز ہوتے یا اہل علم میں جب کسی مسئلہ دقیق یا مغلق عبارت پر نزاع واقع ہوتا تو ان حضرت نور اکمال متانت و سہولت مختصر عبارت میں اصل مطلب ارشاد فرما کر تمام شکوک و اعتراضات رفع فرما دیتے جس سے ہر ایک مطمئن ہو جاتا برہان التکلیفین حضرت مولانا سید امیر حسن صاحب محدث رحمہ و علامہ تحریر مولانا شیخ محمد بشیر رحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ استحضار و تبحر علوم و فنون و قوت ذہن و حافظہ مجملہ کرامات اولیا و کمالات دہبی ہے۔ بعض اساتذہ عصر نے زکی و مستعد طلبہ علم کو کتب منتہائے کے مطالب دقیقہ سمجھا کر امتحاناً آپ کی خدمت میں بھیجا اور آپ نے بے تامل حسب عادت چند زبان فی الفاظ میں معلم و متعلم دونوں کی تشفی فرمادی اور کسی کو بھروسہ نہ تھا ایسا واقعہ بار بار پیش آیا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء علیہ علم صحرا میں یا راستہ چلتے آپ سے مستفید ہوتے تھے اور چند سال یہ وتیرہ رہا کہ بعد نماز عصر مسجد چوکین ایک جماعت ارباب علم و فضل کی مجمع ہوتی اور کتب اخلاق و تصوف مثل کیمیائے سعادت و احیاء العلوم و ثنوی منہوی و حدیقہ و فصوص الحکم وغیرہ اسے کوئی کتاب پڑھی جاتی اور اسکے خاص مقامات پر باہم بحث و جدال در دو و قدح کی جاتی حضرت والا بھی وہاں روزانہ تشریف لے جاتے اور صدائیں جلتی تھیں اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت یہی تھی کہ آپ سے استفادہ کیا جائے چنانچہ جب کسی مسئلہ عبارت

دقیق پر باہم نزاع ہو کر ہر جانب سے دلائل پیش ہوتے اور فیصلہ کی صورت ممکن نہ ہوتی تو حضرت توجہ فرماتے اور مطلب حل فرما کر سب کی تسکین کر دیتے۔ بظاہر آپ وجہ معاش کچھ نہ رکھتے تھے مگر مصارف اہل و عیال میں کوئی غسرت و تنگی کسی کو محسوس نہ ہوتی بلکہ ہمیشہ آپ اور تمام متعلقین بفرارغ و اطمینان زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ کے استغنائے نفس و بے نیازی کے باب میں یہ واقعہ مشہور عام ہے کہ جب دہلی میں آپ کا قیام تھا تو جرمن یا انگلستان سے چند مسائل سچیدہ علم ریاضی جو ہندسہ و مساحت سے متعلق تھے بذریعہ اخبار انگریزی ہندوستان میں پہنچے۔ معزز حکام شہر میں سے ایک یورپین نے برہمنوئی بعض علمائے مقتدر آپ سے ملاقات کی اور مسائل مشترکہ پیش کیے اسی کے ساتھ کہا کہ انکے جوابات شافی بلجانے پر مجھے اور آپ کو منفعت کثیر کی امید ہے کیونکہ جس جماعت نے انکو شائع کیا ہے انعام کثیر کا وعدہ کیا ہے۔ آپ نے وہ سوالات لیے اور پھر ملنے کا وعدہ کیا دوسرے روز وہ انگریز خود آیا اور آپ سے جوابات لیکر ولایت کو روانہ کر دیے چار پانچ ماہ گزرنے پر اس انگریز نے آپ کو طلب کیا مگر آپ نے نے پردائی کے ساتھ ٹال دیا مگر بعض بے تکلف احباب دانگیر ہوئے اور باصرار آپ کو اسکے بنگلہ پر لے گئے وہ آپ کو دیکھتے ہی جوش مسرت میں کھڑا ہو گیا اور آپ کو انعام حاصل کر لینے پر مبارک باد دی اسکے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پروفیسر ریاضی کی جگہ کا پردانہ آپ کے نام پہنچا جس میں حکم تقرر ملازمت بمشاہرہ چار سو روپیہ درج تھا آپ اسی روز دہلی سے بجانب علی گڑھ روانہ ہو گئے اور کسی کو سفر کی اطلاع نہ دی انگریز مذکور نے آپ کی تلاش میں نہایت سعی کی جب اس کو درود علی گڑھ کی خبر ہوئی تو خود پہنچا اور آپ سے مستدعی ملازمت مذکور ہو ۱۱ اور ساتھ ہی کہا کہ اسکے سوا

علیہ یہ رقم انعام نقد ایک ہزار سے زیادہ تھی جو اپنے باوجود اصرار مسترد فرمائی ۱۲ منہ۔

ایک رقم معقول نقد بھی آپ کو ملیگی آپ نے فرمایا کہ اس موقع کو کون چھوڑ سکتا ہے
 میں بے سرو سامانی کی حالت میں ہوں اس لیے دفعۃً کیونکہ کلکتہ چلا جاؤں انقص
 بلطائف الخیل اس بلا کو سر سے ٹالا اور وہاں سے سید سے وطن تشریف لائے
 سنا ہے کہ مدت تک آپ کی جستجو رہی۔ اکثر دیکھا گیا کہ والی ریاست راہپور نواب
 محمد کلب علی خان بہادر کی خاص سواریان مع متحدہ خاص و سوار دو چوہدار بائند عاے
 تشریف آوری رام پور آپ کی خدمت میں آئیں اور جو اب صاف لیکر خالی واپس
 لیکن رقم نذرانہ و سفر خرچ بھی قبول فرمائی۔ نوابان رام پور کا یہ اخلاص معتمد
 قدیم سے قائم تھا کیونکہ جب سہسوان صدر ضلع تھا تو نواب محمد سعید خان بہادر یہاں بوجہ
 ڈپٹی کلکٹری مامور اور قاضی محلہ میں مقیم ہوئے اور آپ سے رابطہ ارادت و عقیدت
 دل میں رکھتے تھے چنانچہ حصول نوابی و امارت و ریاست کو محض آنحضرت کی دعا کا
 اثر خیال کرتے تھے ان کی حیات میں آپ ایک دو مرتبہ رام پور تشریف لے گئے
 مگر ان کے انتقال کے بعد پھر قصد فرمایا اور ہمیشہ درخواستوں کو رد فرمایا مشہور شاعر
 حکیم مومن خان دہلوی جب بغرض ملاقات نواب محمد سعید خان بہادر واد و سہسوان ہوئے
 تو آپ کی خدمت میں معتمدانہ مستفیض ہوتے رہے عرفاً و صوفیہ بالاتفاق کہتے ہیں
 کہ فن تصوف و معارف میں حضرت تاج الاولیا کا ہمایہ نہیں دیکھا گیا اپنے عصر میں
 ثانی شیخ الاکبر تھے طریقہ قادریہ اولیسیہ میں آپ کو رئیس الموحدین حضرت خواجہ محمد
 ناصر محمد خان شاہچمن پوری قدس سرہ سے بیعت تھی کذا فی شرف السادات اور
 طریقہ نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ میں بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد نعیم اللہ صاحب
 رام پوری سے حاصل تھی۔ یہاں ایک واقعہ غریب یہ پیش آیا کہ انشائے تخریر حوال

والا

۱۔ یہ دعوات مولف کے چتر دیہ میں صاحب الفکر حضرت والدہ ماجدہ جیہ حیدرس طوہیت میں بخدمت حضرت
 تاج الاولیا و قدس سرہ ابتدائی کتب درسی لیکر بغرض استفادہ خیر و برکت حاضر ہوتا تھا۔ ۱۲ منہ۔

آن حضرت میں حضرت کا سلسلہ بیعت معلوم ہونے سے راقم مولف کو ایک خلیجان
 و قلق پیدا ہوا کیونکہ نہ مجھ کو ذاتی علم تھا نہ کسی اور عزیز وطن نے اُس کے متعلق
 کچھ لکھا اس فکیر دو تین روز گزر گئے اور حصول مطلب کی صورت نہ نظر آئی
 ناگاہ ایک مقدس بزرگ مفسر المہر سہراہی مکرئی فشی محمد اسد اللہ خان صاحب
 رامپوری تحصیلدار بمہوری ریاست بھوپال مقام رابین میں تشریف لائے اور
 دوران تذکرہ صلحا میں راقم سے فرمایا کہ میں ریاست رامپور میں حضرت مولانا
 سید تاج الدین حسن صاحب قبلہ کا مدت دراز تک خادم رہا ہوں اور حضرت
 کے خوان مکرم کا ادنیٰ تر نہ رہا ہوں یہ کہہ کر حضرت کا شجرہ سلسلہ بیعت تحریر فرما کر
 اس ناچیز کو عطا کیا اس فیضان غیبی پر جو کچھ استعجاب ہوا بیان سے باہر ہے طر فہ
 یہ کہ اسی روز ایک تحریر عزیز مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ ربہ کی سسوان سے
 بذریعہ ڈاک پہنچی جس میں آنحضرت نے عبارت شرف السادات متعلق بیعت طریقت
 بمعنی تمام حاصل کر کے برائے اندراج کتاب نقل کر کے بھیجی جو بحوالہ درج ہو چکی
 ہے عبارت شجرہ بیعت عطیہ مروغیبہ یہ ہے "حضرت مولانا سید محمد تاج الدین صاحب
 مجاز حضرت شاہ نعیم اللہ صاحب رامپوری وادشان مرید حضرت شاہ درگاہی صاحب
 پنجابی ثم الرافضوری وادشان مرید شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری وادشان مرید
 حضرت سید قطب الدین خلیلی وادشان مرید حضرت قبلہ عالم شاہ محمد زبیر صاحب
 سرسندی وادشان مرید جد خود حضرت شاہ نقشبند سہرندی وادشان مرید وولد
 حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد مصحوم وادشان مرید وولد حضرت ابام ربانی محمد و
 الف ثانی شیخ احمد سہرندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ در طریقہ عالیہ قادریہ و نقشبندیہ مرید۔
 تحریر شانہ دہم ذی الحجہ ۱۳۳۳ ہجری بمقام رابین نقطہ این تحریر یک از خدام ایمن
 بزرگواران مجاز طریقہ تخلص مجبور است۔" آپ کی کرامات و خوارق عادات و کائنات

کاباب نہایت وسیع ہے صد ہا واقعات روزمرہ حد تو اترو شہرت سے بھی بڑھ گئے ہیں اور اب تک بندگان خدا ابتداء و کثیر آپ کے دیکھنے والے زندہ موجود ہیں دل حق منزل میں دریا سے عرفان موجزن تھا اور سینہ معرفت گنجینہ روز و حدت سے معمور مگر لب خاموش مہر سکوت قفل و بہن بقول حضرت معنوی ؒ

بر زبان قفل ست و در دل راز با | لب خاموش و دل پراز آواز با |

قوت کشفیہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اظہار ماضی اور پیشین گوئی ان زبان حق بیان سے ادا ہوتی تھیں۔ تحریری تعویذ اور زبانی دعائیں اہل حاجت کے لیے اکسیر کا کام دیتی تھیں۔ اللہ ھو کی صدا ہر سانس میں بزور قلاب و سینہ سوتے جاگتے گونجتی ہوئی نکلتی تھی جس کے اثر سے ہمنشین کا دل ہلجاتا اور نئے عالم میں پہنچ جاتا بلکہ آپ سے دس قدم کے فاصلہ پر بھی وہ صدا آدمی کا دل ہلا دیتی تھی اور غافل شخص یکایک چونک پڑتا تھا یہ کیفیت دائمی تھی واقعہ عجیب و مشاہدہ غریب یہ ہے کہ وہی صدا اسی تاثیر کے ساتھ اب تک ہنگام صبح صادق طلوع آفتاب تک مزار مقدس سے روزانہ سنی جاتی ہے۔ میں ایسے واقعات کو بقاضاے آزاد خیالی ہمیشہ معتقد کی حُسن ارادت و تصویر متخیلہ پر محمول کرتا ہوں مگر بیان میری بھی عقل دنگ ہے کیونکہ اکثر متقیم وطن رکھراپنے گھر میں جو حضرت کے مرقد سے متصل ہے روزانہ وہ آواز فجر کو سنی حسین کوئی ریب و شک ممکن نہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ جو بزرگ آپ کے فیوض صحبت و برکات انفاس سے مستفید اور غرین علم کے خوشہ چین تھے وہ سب صاحب نسبت و باخدا درویش پائے گئے۔ آپ کی بڑی کرامت و کبریت یہ دیکھی گئی کہ جس نے دو چار سبق بھی کسی کتاب کے آپ سے پڑھ لیے وہ اہل علم میں شمار ہو گیا اور فیض ملت علمی سے محروم نہ رہا اور وجہ معاش کی طرف سے بھی تمام پریشان و خستہ نہوا بجا آمد خود کا تب حروف بھی اس شرف سے محروم نہیں ہے

عرفان و کرامات

صاحبزادہ

حضرت کے صاحبزادے مولوی سید محمود حسن صاحب محمود رحمہ اللہ جو میرے برادر غم زاد اور عمر میں مجھے قریب ۱۲ سال بڑے تھے چونکہ آپ اولاد ذکور میں اپنے والدین کے کھوتے تھے اس لیے آپ کو اُن سے خاص اُنس تھا مگر کبھی انکی تعلیم کی جانب توجہ نفرمائی اُنکا سن شعور طلبہ احباب میں گزرتا تھا انکی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے بار بار آپ سے کہا کہ میان محمود حسن کا وقت ضائع ہوتا ہے اور آپ کچھ خیال نہیں فرماتے اسکا کچھ جواب نہ ملتا تھا ایک مرتبہ سخت تقاضا ہوا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا کہ چھپا کوئی کتاب اٹھا لاؤ اور پڑھو اس حکم کی تعمیل ہوئی دو چار دن گلستان سعدی کا سبق پڑھا بعدہ دو چار سبق سکندر نامہ کے ہوئے پھر کوئی غزلی صرحت و نحو کی کتاب علی ہذا اُلقیاس چند کتب و رسائل مختلفہ مدت یکماہ میں جتہ جتہ آپ نے دکھائے اور پڑھائے تعلیم کا سلسلہ اس مدت یکماہ سے زیادہ نہیں پڑھا نہ اس درس کے بعد پھر بھی پڑھنے کی نوبت آئی با انیمہ صاحبزادہ صاحب کی حالت یہ ہو گئی کہ مولوی منشی شاعر محقق فصیح و طبع استاد فنون مر و تہ بن گئے اس قلب ماہیت پر تمام خاندان و اہل وطن حیران تھے افسوس آپ نے حضرت کی حیات میں بسنے شباب شہر محلہ میں ستر سالہ ہجری میں رحلت فرمائی خبر وفات آنے سے دور و قریب وطن میں حضرت تلج الاولیاء روح ابدیدہ و محزون نظر آئے جب کوئی قریب آتا تھا تو رومال سے آنسو بونچے لیتے تھے۔ جب خبر وحشت اُتر دین میں پہنچی تو لوگوں کو آپ کی چشم گریان و بلال طبع کا سبب معلوم ہوا اس واقعہ سے چند ماہ بعد حضرت نے بھی وفات پائی۔

۱۵ سال ولادت آپ کا سن ۱۳۲۵ھ ہے عمر شریف ۳۱ سال ہوئی جودت ذہن و ذکاوت طبع میں فائق الافران کمالات و مصلحت علی و علی بن العجمہ بردر گار تھے شعر اردو کم اور فارسی زیادہ فرماتے رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کچھ کلام فارسی تذکرہ صبح گلشن میں مندرج ہے ۱۲ منہ دام فیض۔

تین چار روز معمولی حرارت سے آپ کو بخار رہا ایک روز کچھ افاقہ معلوم ہوا دوسرے دن صبح کو نماز فجر کے بعد ۵ آخر میں بروز شنبہ بائیس شوال ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۹۷۶ سال اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ مرقد مطہر اندرون احاطہ خام قاضی محلہ سے جانب شمال زیر دیوار مکان موروثی راقم الحروف واقع ہے قدس اللہ سرہ وانا بربانہ عزیز علامہ مولوی سید اعجاز احمد سکس رہنے جو آن حضرت قدس سرہ کے حقیقی نواسے ہیں مادہ تاریخ آیہ شریفہ - خُلِّفَ جَزْءٌ مِّنْ تَنْزِيهِكَ سَخِرَ مِنْكَ يَوْمَ تَخْرُجُ كَيْدُ الْفَارِسِيِّ بِفَرَايشِ رَاقِمٍ لِّكَ وَهَذَا

۱۲

مرشد آفاق تاج الدین حسن در نماز فجر ہنگام سجود گفت بجمع سال تاریخ وفات	سید السادات تاج فرق دین گشت محو ذات رب العظیم مقتداے دور و قطب رفین ۹۳ ۱۲ھ
--	---

۸) مولانا سید محمد مبارز علی صاحب فاضلی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کے تولد و وفات کا سنہ صحیح نہیں معلوم تاہم یہ قیاس قریب یقین ہے کہ آپ کا زمانہ بارہویں صدی ہجری کے آخر اور تیرہویں صدی کے اول میں محدّد ہے۔ آپ نے اکتساب علم کے لیے سفر کیا اور مشاہیر اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ تمام فرمائی بعد فرغ مشاغل درس و تدریس و تصنیف و تالیف بھی مدت تک جاری رہے آپ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے معرفت و منہد و تقویٰ و اتبع کتاب و سنت میں راسخ القدم و فحول الفضلای عصر سے تھے۔ چند مرتبہ براہ خشکی حرمین شریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے سفر اخیر میں چشت و سبزوارد و خراسان میں قیام کرتے ہوئے مدینہ منورہ فائز ہوئے اور چند سال مسجد نبوی میں درس و وعظ فرمایا آخر مکہ مکرمہ پہونحکر بعد اواسے حج رحلت فرمائی

رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے بیٹے اور پوتے عالم تمبھر ہوئے۔ آپ کی تصانیف ابتدائی سے
حاشیہ شرح ہدایت الحکمتہ صدرائے شیرازی مولوی حکیم سید اسد علی صاحب رحم نے
لیکھا تھا ان کا بیان ہے کہ وقت مضامین دانداز زبان عجیب و غریب تھا از شرف
اسادات۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے چند سال آگرہ میں بھی بمقتلہ درس و وعظ قیام فرمایا
رحمہ اللہ تع

(۹) مولوی خطیب محمد معین الدین بن خطیب بخش الدین نصاریٰ رحمہ اللہ

آپ کے اجداد عمد حکومت جہانگیر سے خطیب مسجد جامع سہوان رہے آپ کی ولادت
اوائل صدی سیزدہم ہجری میں واقع ہوئی تحصیل علوم و فنون متداولہ رام پور و گنٹو
میں کی بعدہ دہلی کا سفر کیا اور علوم دینیہ حدیث و تفسیر وغیرہ حضرت مولانا محمد عبدالحمید
مولانا محمد اسماعیل شیدہ رحمہ اللہ سے حاصل کر کے ایک
مدت تک مصروف و غلط و اشاعت کلمۃ الحق و تبلیغ اسلام رہے اور برقاقت حضرت
استاذہ محد و حین جابجا وعظ و نصیحت خلاق اللہ کے لیے سفر تھے پھر وطن واپس آکر
حق ہدایت و ارشاد و بی غلط بخلوص قلب ادا فرمایا پابندی نماز و روزہ و زکوٰۃ
کا عام سبق دیا اور ابلاغ شریعت و رد شرک و بدعت کا غفلہ ڈال دیا حتیٰ کہ
لوگوں کو بزور تازیانہ نماز پڑھوائی مسجدوں کو آباد کیا پنج و تہہ چاشتین بابت دی
کے ساتھ قائم کین رسوم جاہلیت تقریبات شادی و غم سے دور کین۔ گھر گھر نذرانی
کا چچا پھیلا غریب و امیر جو اداسے نماز و شرکت جماعت میں تساہل کرتا آپ
نے خوف و خطر و زہ شرع کو کام میں لاتے کسی سے خوف نہ کرتے ادنیٰ سے اعلیٰ تک
آپ کے تازیانہ سے خائف و مرغوب رہتا اور کسی کو تعمیل حکم میں مجال سرتابی نہ دیتی
آپ کی یہ سعی شہر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ قریات و موضع قریب و جوار میں بھی اکثر پائی۔

دورہ فرماتے تھے اور لوگوں کے دلوں پر آپ کا دینی رعب و خوف ایسا طاری ہوتا تھا کہ کسی حاکم جابر کا بھی نہوگا۔

اہمیت حق است این از خلق نیست اہمیت ابن مرد صاحب حق نیست

وفات شریف کو ساٹھ برس گزر گئے ہیں مگر ابھی تک عام دلون پر آپ کی دینی خوشن اور خالص عملوں کا اثر باقی ہے اور بیباکانہ دغظ و تنبیہ کے قصے زبان زد خاص و عام ہیں۔ ایک حاکم قصبہ تحصیلدار صاحب نہایت مغرور و جابر مشہور تھے اداے غازیں بھی تساہل کرتے تھے ایک مرتبہ اتفاقاً آپ نے مسجد ملحق محکمہ تحصیل میں نماز باجماعت ادا کی اور تحصیلدار صاحب کو شریک جماعت بنا کر تحصیل میں برسر اجلاس تشریف لے گئے اور بعد سلام علیک سبب عدم شرکت جماعت دریافت کیا اور جواب عقول نہ ملنے پر حکم فرضیت نماز و تاکید جماعت مع عظمت و جبروت الہی و وعید شدید بیان کیا اور منجبر نکو اگر کسی سے کھینچ کر مسجد کو لے آئے تحصیلدار صاحب اُننان و خیزان آپکے ڈر سے کلپتے ہوئے مسجد پہنچے اور فریضہ ادا کیا اور آپ کی تاثیر خلوص سے آئندہ پابند نماز و جماعت ہو گئے۔ ایک گنوار مسلمان کو موضع سید پور میں ترک نماز پر درۂ سے مارنا اور مسجد کو بجانا چاہا وہ ڈر کر بھاگا اور آپ اسکے پیچھے دوڑے وہ ایک درخت پر چڑھ گیا آپ بھی باوجود عدم مہارت بخاطر چڑھ گئے یہ دیکھ کر وہ گنوار نیچے کود پڑا آپ بھی فوراً کودے جسکی وجہ سے جا بجا جسم مبارک پر چوٹ آئی مگر کوشش سے منہ نہ موڑا اور اسکا تعاقب کیا آخر کار کمال کبد و اسی میں وہ جاہل ایک گنڈوئین کے اندر گر گیا آپ بھی اسکے پیچھے قصد آگود پڑے اور پانی میں غوطے کھانے لگے۔ اس پاس سے کچھ کاشتکار دوڑے اور دونوں کو باہر نکالا۔ راقم السطور نے ۱۹۶۷ء میں اس غریب کاشتکار مسلمان کو سید پور میں دیکھا اور واقعہ مذکورہ کی تصدیق کی وہ دہاتی ضعیف دُسن تھا اور پابندی نمازیں اس کی

شہرت تھی اپنے تمام خاندان پر تاکید نماز کرتا تھا۔ آپ کے خصوصیات میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی غیر مسلم بلکہ غیر مفسر حاکم و امیر کی تکریم فرماتے اور جس کا ٹونہیں ہدایت و وعظ کے لیے جاتے وہاں کے باشندوں کی دعوت طعام قبول نہ کرتے اگرچہ در و ز قیام ہوتا تو بذریعہ محنت و حُرمت بسر اوقات فرماتے۔ مساکین و بیوگان و یتیم کی اعانت بذات خود کرتے اور مالداروں کو اس کی ترغیب دیتے۔ آخر زمانہ میں قصبہ ڈبائی ضلع بلنہ شہر میں بغرض تعلیم و تلقین مسائل دین و اصلاح حال مسلمان زیادہ قیام فرمانے لگے وہیں ایک بد بخت شقی نے موقع پا کر آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا اسکے اثر سے آپ نے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب ادائے نماز میں غدر سے دو سال قبل عالم بقا کو رحلت فرمائی وہاں ایک خلق کثیر نے نماز جنازہ ادا کی کہا جاتا ہے کہ قصبہ ندکوہ کی عام مردم شماری سے سہ چنڈ آدمی شریک نماز ہوا یہ ابنوہ دیکھ کر حصار جنازہ سخت متحیر تھے اور سمجھ میں نہ آیا کہ اس قدر آدمی کہاں سے اور کیونکر جمع ہو گئے بعد و نعش مبارک سمسون لائی گئی اور بیان بھی حاضرین نماز جنازہ کی وہی کثرت تھی بزرگان دین کا اعتقاد ہے کہ یہ ابنوہ ملائکہ رحمت کا تھا۔ حضرت والد علامہ مولوی سید سرلج احمد رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ آج خواجہ عالم سرور کائنات رسول اللہ صلیم نے وفات پائی اس کو مولانا بزرگ علی صاحب ماہرودی قدس سرہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کسی عالم دین و ہادی برحق کا انتقال ہوا چنانچہ اسی دن شام کو نعش وطن کو آئی۔ عزیز مورخ متحیر سلمہ رہے۔

بفرمایش راقم قلم تاریخ تصنیف فرمایا۔

مقدس دین میں دلچسپی | بود و تدقی نیکو پرورش | اہل تاریخ وفات ان بزرگ | گفت بحر یادداشت پرورش

(۱۱) مولوی سید قدرت اللہ بن سید خیر الحق فاضلی راجہؒ
آپ کے حالات باوجود نقص و تحقیق دریافت نہ ہوئے اسلئے ولادت و وفات کا

بھی پند ملا صرف اس قدر معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ آخر بارہویں صدی ہجری ہے اور بطالب علم چند سفر کیے دہلی میں حضرت مجدد وقت مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحم سے کتب احادیث و تفسیر پڑھ کر سند فراغ حاصل کی اور عالم بہر فنون عقلیہ و نقلیہ کے ہوئے آپ کے بعض اہل خاندان نے آپ کی کچھ تصانیف کا بھی ذکر کیا مگر فقیر کے مطابق کوئی کتاب نہیں آئی اس لئے قلم انداز کیا۔ آپ نے وطن میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۱) مولانا سید عبد العلی بن سید تراب علی فاضل رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ مولانا محمد مبارک علیؒ سابق الذکر کے پوتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم وطن و رامپور میں بحیثیت مولانا مفتی سید نور احمد رحمہما علماے عصر سے پائی پھر دہلی جا کر اخلاف مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمہما سے علوم دینیہ استفادہ کیے اس درس میں حضرت مولانا سید حیدر علی صاحب رامپوری غم التوکل بھی آپ کے شریک و دمساز ہیں اور رابطہ اتحاد فیما بین آخر تک قائم رہا چنانچہ بعد حکومت نواب وزیر الدولہ ریاست ٹونک میں مولانا سید حیدر علی صاحب کا توسل و تقریب ہوا اور زمرہ علما و اطباء و دربار میں منصب و وجاہت میں ممتاز ہوئے اس زمانہ میں مولوی سید عبد العلی صاحب بارادہ سفر حج متعلقین سہوان سے ریاست ٹونک تشریف لے گئے اور مولانا رہنے آپ کا استقبال کیا اور باصرار تمام چند روز ہمان رکھا اور والی ریاست سے بھی دو ایک مرتبہ ملاقات کا اتفاق ہوا نواب وزیر الدولہ نہایت نیک منش و قدر دان اہل علم و فن و دیندار و متقی تھے انھوں نے آپ کے علم و فضل و زہد و تقویٰ و عزت خاندانی کو بنظر عظمت دیکھ کر ریاست میں قیام و تعلق کرنے کی آپ سے استدعا کی اور یہ طے ہوا کہ بعد واپسی سفر حج ریاست میں آئیں گے

ساتھ نواب صاحب نے ایک رقم معقول بطور زاد سفر عطا کی جسکو آپ نے شکریہ
 کے ساتھ واپس فرمایا اور کہا کہ بغیر خدمت میں اسکا مستحق نہیں ہوں نیز یہ رقم
 میری ضرورت سے زیادہ ہے میرے پاس خرچ کافی ہے۔ الحاصل بعد مراجعت
 حرمین شریفین ٹونک میں بعد نظامت ضلع سرحد مامور ہو کر کمال عزت و
 احترام دیانت و دروغ بسر کی نواب صاحب آپ کی قدر دانی کرتے اور دربار میں
 اپنے قریب جگہ دیتے تھے اس عہد میں ہر علم دین کے اہل کمال کا وہاں مجمع
 تھا آپ کی ذات سے بھی مشاغل علمی کا سلسلہ قائم رہا اور جلسہ اہل علم میں نہایت
 و مباشات میں شریک رہے۔ مولانا محمد افضل حق خیر آبادی حکیم مولوی امام الدین خان
 دہلوی حکیم مولوی کفایت اللہ امر دہلوی مولانا سید جید علی رام پوری منوگلین
 سے آپ کے روابط دوستانہ تھے جب فاضل خیر آبادی رح و علامہ رام پوری لکھی
 درمیان مناظرات و مشاجرات ہوئے اور مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رح کے
 بعض تصانیف کا رد فاضل خیر آبادی نے لکھا تو آپ تائید الحق مولانا سید جید علی
 صاحب کے معین و ہم خیال رہے اور مخفیین حضرت شہید قدس سرہ کا جواب
 باصواب دیا۔ جب آپ نے بتقریب عقد نکاح اولاد خود ریاست سے رخصت
 چاہی تو نواب صاحب مدوح نے خاص نزاکت و احتشام و دستہ فوج و قیام پوران
 کے ساتھ فرخص فرمایا اور تمام مصارف سفر و شادی کی کفالت کی چنانچہ اپنے
 وطن پہونچ کر بیرون شہر خیمہ نصب کیے اور تمام شہر کو ایک ہفتہ اپنا مہمان
 رکھ کر الوان اطعمہ لذیذہ سے عام ضیافت و دعوت دی۔ فیاضی و سیر و شہریت
 و قبیلہ پروری کے اوصاف سے موصوف تھے ہر خویش و بیگانہ کو احسان و
 کرم سے مرہون رکھنا آپ کا مشہور شعار تھا۔ ٹونک سے دوبارہ سفر حج بقصد حجرت
 حرمین شریفین فرمایا اور وطن تشریف لائے نواب محمد سعید خان بہادر والی ریاست

تمام انکس

مختصلا

آواز النعمی دہقان

رام پور جو بزمانہ قیام سسوان آپ سے رابطہ خلوص رکھتے تھے متمنی قدم ریاست ہوئے اور باصرار بیکرا رام پور میں چند روز مہمان رکھا اور قیام کی استدعا کی آپ نے ارادہ ہجرت ظاہر کیا اور رخصت ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گئے چند ماہ قیام کے بعد وہیں وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۸۶ ہجری کا ہے نواب صاحب رام پور نے آپ کے صاحبزادے مولوی حکیم محمد یعقوب اور مولوی سید محمد میرزا کو وظیفہ طالب علمی ستر روپیہ ماہوار باظہار خلوص عقیدت دیا جو نواب یوسف علی خان کے عہد تک قائم رہا۔ تاریخ وفات سامی عزیزی مولوی سید اعجاز احمد متعجب سلمہ نے آیہ یُعْطِيهِمْ لَكَ أَجْرًا سے مستخرج کی جزاء اللہ خیر ا ۶۰ ۱۲ ۶۰

(۱۲) مولانا محمد حسن بن مولوی محمد شرف علی رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ عالم اکمل و فاضل اجل تھے طلب علم کے لیے سفر کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ بمسعی تمام حاصل کیے و مینات میں آپ کو خاص تہنیتا شہر اکبر آباد معروف بہ آگرہ میں قیام فرمایا اور درس و تدریس و غلط کا مشغلہ رکھا۔ زہد و ورغ و اتقا سے فرین تھے اور لوگوں کو ابتلاخ قرآن و حدیث و ترک بدعات کی جانب ہدایت فرماتے تھے ایک گروہ کثیر اہل حق کا آپ سے خلوص عقیدت رکھتا تھا۔ انوس کہ راقم آتم کو آپ کے سلسلہ تلمذ و تصنیفات کے متعلق کچھ حال معلوم ہو سکا وفات شریف کو تقریباً ساٹھ سال منقضى ہوئے۔ آپ کے پدر بزرگوار مولوی شرف علی صاحب دھوڑا ملک پنجاب سے ابتدائے حکومت رنجیت سنگھ و مظالم قوم سکھ میں سسوان تشریف لائے فضائل علمی و عملی و شرافت خاندانی سے موصوف تھے چونکہ اس تاریک زمانہ میں پنجاب کے مسلمانوں کا مذہب و جان و مال خطرو میں تھا آپ نے اپنی تمام جاگیر مکانات کو خیر باد لکھ کر متعلقین و خدمتگزاران خاص وہاں سے ہجرت فرمائی۔ بڑے موجد و دیندار

تھے عوام کو شرک و رسومات مبتدعہ سے زجر و منع فرماتے تھے۔ آپ کے محاسن و مکارم معاینہ کر کے سادات نے آپ کا خیر مقدم کیا ان سے قرابتیں پیدا ہوئیں آپ کی نسل اباسات بعد اذکثر ہے۔

(۱۳) مولانا مفتی سید ظہور احمد بن مولانا مفتی سید نور احمد رحمہما اللہ

ولادت مبارک تحیناً ۱۲۸۵ ہجری میں ہے کتب درسیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد علامہ سے اور بعض کتب فتنائیہ ادب و فن حکمت و ریاضی حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ سے استفادہ کر کے فراغ حاصل کیا متانت طبع و اصابت رائے میں ممتاز تھے ایک مدت منصب افتا کی خدمت بحکم پدر بزرگوار ادا کی اور درس و تدریس علوم کا سلسلہ جاری رکھا اپنے برادر اوسط مولانا سید ضیاء احمد رحمہ کی تعلیم پر خاص توجہ پائی اور ایک کتاب مبسوط فن بلاغت و منطق میں بانداز مفتاح سکا کی غنی میں تصنیف کی جو ہنوز مسودہ ہے۔ شہر مراد آباد میں بھدہ تحصیل داری مامور ہوئے اور کمال دیانت و سطوت و معالمت کے ساتھ فرائض انجام دیے و دونوں بھائی علاوہ کمال علم و فضل و ریاست و اغراض خاندانی حسن و جمال صورت میں بھی یکساں تھے و دونوں حضرت نے بسن شباب عمد حیات والدین رحلت فرمائی جیسا کہ سابقاً بذیل ترجمہ حضرت مفتی سید نور احمد صاحب رحمہ ذکر ہوا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی مفتی سید مقبول احمد رحمہ نے کتار جد بزرگوار میں تربیت پائی اور وارث عمدہ افتادہ رہے ہوئے اب ان کی اولاد ساکن مراد آباد ہے وفات صاحب ترجمہ آخر ۱۲۸۵ ہجری میں واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ حضرت ہنر برمشہ ولایت کے پوتے تھے۔

(۱۴) مولانا حافظ سید ولاد خان خلف اکبر قدوہ العارفین خجہ سید آل محمد شاہ قدس سرہ آپ ہنر برمشہ ولایت کے پوتے اور اپنے بھائیوں میں جو ارکان اربعہ کمال

ولادت

تفصیل علم و اساتذہ

ملازمت لکھنؤ

تفصیل کلام و شعر

صوری و معنوی تھے بن و سال میں بڑے تھے ہر ایک کا ذکر غیر بالترتیب بلا فصل نذر خاصہ ہو گا۔ آپ کا بن ولادت تقریباً ۱۲۸۵ ہجری ہے۔ بحکم حضرت والد ماجد خود بمعیت اپنے بھیلے بھائی یعنی مولانا لدی سید سراج احمد رح طلب علم کے لیے مراد آباد گئے اور پھر وہاں سے رام پور پہنچے اکثر کتب درسیہ ادب و منطق و فقہ و اصول وغیرہ علامہ مفتی شرف الدین صاحب رح رامپوری کے حلقہ درس میں تدبیر و تحقیق کے ساتھ پڑھیں بعد لکھنؤ جا کر ابو البرکات مولانا تراب علی لکھنوی و علامہ ادیب مولوی محمد اسماعیل لندن مراد آبادی سے تکمیل درس فرمائی۔ ذہن دراک و طبع غوص رکھتے تھے ہر فن کے اصول و فروع پر بہت جلد حاوی ہو گئے۔ خوشنویسی و انشا پردازی عربی و فارسی میں یدِ طولی حاصل تھا تحقیق لغات و مصطلحات و دقائق علوم میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے عربی و فارسی کے اہل ادب آپ کو بدائع الزمان و البواقی کا ہمایہ تسلیم کرتے تھے بزمانہ سلطنت اودھ و لکھنؤ بقدر دانی وزیر الممالک آپ عمدہ تحصیلدار کی سلطان پور پر مامور فرمائے گئے بعد چند عہدالت دیوانی و منصفی کے حاکم اعلیٰ ہوئے مشہور ہے کہ آپ کا فیصلہ لغایت قابلانہ اور تجویز نہایت پر زور ہوتی تھی حکام بالادست شان عبارت و محاسن لفظی و معنوی دیکھ کر متعجب ہوتے تھے اور اپیل میں کوئی اس کی تردید نہ کر سکتا تھا آخر نظام سلطنت میں آثار ابروی ملا خطہ کرتے ہوئے قطع تعلق ملازمت فرمایا اور باوجود اصرار اراکین حکومت وطن موقوف کا راستہ لیا اور کنج عولت و عبادت میں ہمیشہ متوکلانہ بسر فرمائی۔ اسی دوران میں اپنے حبیب ارشاد حضرت والدہ ماجدہ خود سات ماہ کے اندر تمام قرآن مجید حفظ کر کے محراب تراویح سنائی یہ قوت حافظہ اتناک ضرب المثل ہے آپ کی مطبوعہ و مقبولہ تصانیف

۱۔ وطن قدیم اور آسائیں و متوسل لکھنؤ علوم معقولات و ادبیات علامہ صاحب تصانیف کثیر تھے بوقت سلطنت امیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ صاحب حکومت آپ لندن بھیجے گئے وہاں ایک لکچری سے کلام کیا تصانیف سے شرح مقامات حریری و حاشیہ مندی غیر مشہور ہیں سزا سنات ۱۳۰۵ھ کا۔ ۲۔ کلام ۱۳۰۵ھ آپ کے احیاء علم و دین پر جامع و شہرہ آفاق ہے آپ نے عوام و اہل علم و ادب میں قدامت و توحید و بندگی آپ اعظم لکھنے والے اور

سے متعلق اللغات ہے جو خلف اکبر یعنی حافظ سید ابن احمد رحمہ کی ابتدائی تعلیم کے لیے تالیف فرمائی تھی حجم پانچ جز مطبوعہ اگرچہ نصاب لغت عربی فارسی ہے۔ ابتداً اعراب علم صرف عربی زبان اُردو لغز تعلیم برادر خرد بطریق صرف میر قیام لکھنؤ میں تصنیف فرمائی تھی ۱۶ جز مطبوعہ لکھنؤ ہے۔ شمس الفی عربی لکھنؤ میں مترجم طبع ہوئی ہے۔ شرح حسن و عشق نعمتی ان عالی مطبوعہ لکھنؤ دکانپور اصل کتاب کے حاشیہ پر اب تک اس شرح کے حوالے درج ہوتے ہیں مصنف کے شعر ابتدائی کے مصرعہ ع حدیث عشق شد زیب بیانم۔ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بجائے لفظ زیب حسن زیادہ مناسب ہے تاکہ صنعت براۃ الالتمال پیدا ہو اس اصلاح نے شعر کا حسن بڑھا دیا۔ سراج التحقیق عربی میں ضابطہ تہذیب منطق کی مبسوط شرح ہے اب تک اس پایہ کی کوئی شرح نہیں لکھی گئی یہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اپنے بھائی مولوی سید سراج احمد رحمہ کی فرمایش سے تصنیف کی گئی ضابطہ تہذیب کے جواب میں بھی شرائط اشکل اربعہ کو خود بعبارت موجز و بلیغ تحریر فرمایا ہے اسکے سوا بعض کتب درسیہ ادب و منطق و فلسفہ پر شرح و حاشی قلمی بخط حضرت مصنف و بعض تصانیف مولانا محمد اسماعیل مراد آبادی آپ کی مکتوبہ موجود ہیں خطوط و ترجمہ و تعلق و تفسیر میں یکساں و نگاہ تھی آخر وطن میں اپنے بھائی کے صد مہ وقات سے مضمحل و غمزدہ ہو کر بعمر پنجاہ سال اوائل ۱۲۸۵ھ میں رحلت فرمائی مزار شریف حیدرہ میں ہم ہلوے مرقد والد بزرگوار ہے رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ من لدیہ۔ آپ نے تین پیر عقرب میں چھوڑے سال وفات قطعہ تاریخ مندرجہ ذیل سے ہو یا ہے۔

سید اولاد احمد علم عصر	کرد آہنگ سیرخ بنت	الکعبہ بنات انجش	اولاد باب خلد باد شہت
(۱۵) رئیس تعلیم حضرت مولانا والدنا سید سراج احمد بن خواجہ حضرت			

سید آل احمد شاہ انار اللہ برکاتہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۸۵ھ ہجری میں ہے آپ مولانا سید اولاد احمد مغفور سے

قریب تین سال عمر میں چھوٹے تھے۔ غمدلی درس نشور میں بمشاغل درس و تعلیم و
قیام بلاد و سفر و ملازمت و کسب معاش میں اکثر دونوں بھائی ہم صحبت و رفیق رہے
تفصیل مشلخ و اساتذہ علوم آپ کے بھائی کے حال میں مذکور ہوئی مزید علیہ یہ کہ
بعد فراغ علوم درسیہ آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولانا شاہ محمد اسحاق تلمیذ و بنیرہ حضرت
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند صحاح سببہ فراتاً و سماعاً حاصل کی سن ۱۰۷۵
مگر حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز م کو سنا کہ
سندلی آپ سے رابطہ خلقت و مودت بھی مستحکم تھا چنانچہ شاہ صاحب گنج مراد آباد
سے آپ کی ملاقات کے لیے بارہا کاکوری شریف گئے البتہ بعد تکمیل درس
آپ وطن ہو کر بڑے بھائی صاحب کی خدمت میں پھر لکھنؤ واپس ہوئے علما و فضلاء عصر
سے صحبتین رہیں اور علمی مذاکرات میں آپ کے پوچھنے سے جان بڑ گئی جس طرح
مولانا سید اولاد احمد صاحب ہر فن میں رزانت رائے و متانت طبع و زور تحریر و
انجمن نگاری میں ضرب المثل تھے اسی طرح آپ سرعت ادراک و ذکاوت طبع و جودت
استدلال و جسارت و خوش بیانی میں بے مثل تھے رسائی ذہن کا یہ عالم تھا کہ بجا
درس استاد نے سبق کا مطلب ابھی پورا نہیں بیان کیا کہ آپ نے تقریر کو آخر تک
سمجھ لیا اور اسپر دو ایک شبہ بھی وارد کر دیے استاد نے جواب کی تمہید شروع
کی اور آپ نے جواب الجواب سنا دیا آپ کے سرعت فہم و فطانت طبع کی مشہور
روایت ہے کہ بزمانہ تعلیم ابتدائی کسی صاحب نے آپ سے کوئی صیغہ صرفی امتحاناً
پوچھا اس کا جواب با صواب دے دیا پھر حضرت سائل نے دریافت کیا کہ یہ کس
باب سے ہے اس کے جواب میں کچھ تامل ہوا اسی موقع سے قریب مگر آپ کی نظر
سے غائب بڑے بھائی آپ کے استاد کے پانوں آہستہ آہستہ داب رہے تھے
لیکن کان اس طرف لگے تھے جب آپ کو تامل پایا تو بکنا یہ لطیفہ استاد کے

بھائی

نظری

ان

پانوں پر زور سے ہاتھ مارے جسکی آواز بلند ہو کر آپ کے کان تک پہنچی اور ذہن رساجواب سائل میں کامیاب ہو گیا فرمایا کہ باب ضرب یضرب سے ہے حضرت استاد خاموش پڑے ہوئے یہ تمام واقعہ سن رہے تھے یہ عجیب فطانت دیکھ کر ضبط نہوا اور دفعۃً اٹھ کر بیٹھ گئے اور دونوں نو عمروں کی ذکاوت و جودت ذہن کی دیر تحسین و آفرین کی یہ اور اس قسم کے اکثر واقعات آپ کی قوت ادراک و سرشت فہم کے متعلق وطن و غیر میں زبان زد خاص و عام ہیں۔ مباحث علمیہ و درس و مذاکرات میں عجیب و غریب موشگافیاں فرماتے اور زور کلام و قوت استدلال سے مخاطب کو مبہوت کر دیتے تھے حرات و حق گوئی و قوت گویائی سے لوگ مرعوب رہتے تھے گنگا سیکھی لکھنؤ میں بزانہ سلطنت شاہان اودھ کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر ناظم ضلع میتاپور اور اُن کے چھوٹے بھائی میر فدا حسین خان بہادر پکتان فوج تھے یہ دونوں بھائی معزز سادات فاضلی متوطن سہوان دلیروں و نجاغ و بامروت و سخی و ہرا در نواز صاحب اقتدار و جاہ و حشم تھے اور ان کے توسل سے گروہ کثیر اعزہ و اہل وطن کا لکھنؤ میں برسرِ ملازمت و تعلق معاش تھا حضرت فائدہ ماجد علیہ الرحمہ اور جناب پکتان صاحب موصوف کا یوم ولادت ایک ہی تھا اس وجہ سے دونوں حضرات بدو عمر سے سوائے قرابت خاندانی رابطہ محبت و محبتی بھی رکھتے تھے اور کلکٹر صاحب ممدوح آپ کے اظہار کلمات و آواز نہ ناموری پر بخوش حب الوطنی بغایت شادمانی و فخر و ناز فرماتے تھے اور بعض معزز خدمات حکومت کے لیے آپ سے استدعا کی لیکن آپ نے باستغناء نفس دولت کمال پر قناعت فرمائی اور مشاغل علمیہ تدریس و تصنیف و بحث و صحبت ارباب علم میں وقت عزیز صرف فرمایا علمائے عصر سے مباحثات تحریری و تقریری کیے اور فن کلام و قوت مناظرہ میں آپ کی مہارت و سبقت کا غلغلہ بلند ہوا مجالس اخیان و رؤسے دربار میں

بھی اکثر تقریب مناظرہ مکالمہ اہل علم آپ شریک ہو کر تیغ زبان کے جوہر دکھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ وزیر السلطنت اودھ کے دربار میں موجود تھے اور امراد والاں حکومت کے سوا علما و مجتہدین شیعہ یا یہ پایہ اپنے مقامات پر مودب اور صدر جلسہ میں ایک مجتہد العصر بلباس فاخرہ تھکن تھے ان کے رعب و ادب نے سب کو ساکت و سراسر فکندہ بنا دیا تھا مجتہد العصر نے نزاعِ سنی و شیعہ کے متعلق کچھ تقریر کی اور آخر میں بزورِ طبع یہ فیصلہ سنایا کہ اصحابِ ثلاثہ کے نسبت شیعہ جو کچھ مطاعن و الزام بیان کرتے ہیں گتیتہ انکارِ خلاف عقل سلیم ہے کوئی عمارت بے بنیاد بلند نہیں ہوتی وہ مشہور واقعات اگر سب سچ ہیں ہن ہنوں مگر کوئی بھی صحیح نہ ہو یہ غیر ممکن ہے بقول شاعر ع۔ تانبا شد چیز کے مردم نگوید چیز ہا ۱ اس تقریر پر خود وزیر سلطنت اور دیگر اہل و حضار دربار نے حجاب و احسنت کا نعرہ بلند کیا اور علمائے شیعہ نے خوب خوب داد دی کہا ہو و ابہم۔ یہ رنگ دیکھ کر آپ سے نہ ہا گیا اور بے تامل مجتہد صاحب سے بلند آواز سے خطاب کیا کہ بجائے پیروم شد ع۔ تانبا شد چیز کے مردم نگوید چیز ہا ۱ مشرکین نے خدا سے تعالے کے لیے جو ہزار دن شریک و سیم تجویز کیے ان سب کا انکار کمان تک ہو سکتا ہے کچھ اصل تو ضرور ہے ع۔ تانبا شد چیز کے مردم نگوید چیز ہا ۱ یہود و نصارا نے اُس و احد لا شریک کے ابناء و نبات ثابت کئے ع۔ قبل ان الالہ ذو ولد۔ یہ سنین تو بھانجے بھتیجے ضرور ہونگے ع۔ تانبا شد چیز کے الخ جناب سرور کائنات صلعم کو ساجد و کاہن کہا گیل ع۔ قبل ان الرسول قد کتا۔ اگر اس قدر نہیں تو شہد باز نظر بند تو ضرور ہونگے ع۔ تانبا شد الخ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو میدان و کافر کہا یہ نہیں تو ضعیف ایمان و عاصی ضرور مانتا پڑے گا کیونکہ ع۔ تانبا شد الخ اس تقریر سے تمام علمائے شیعہ کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا اور مجتہد صاحب تو عواس باختہ ہو گئے جلسہ پر تاشا چھا گیا اور کچھ دیر کے لیے خاموشی ہو گئی آخر وزیر سلطنت علی نقی خان بہادر نے آپ سے

خطاب کیا کہ مولنا آپ کی نصیح و مبلغ تقریر اور زور کلام کی جو تعریف سنی تھی وہ حقیقت
 صحیح ہے اور جس موضوع پر آپ نے اس وقت استدلال فرمایا وہ ایسا ہی ہے
 مخالف اسکا جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔ وزیر کے دل پر آپ کی بیباکانہ حق گوئی
 کا بہت کچھ اثر ہوا چنانچہ ایک بار محل خاص سلطانی نے کسی واقعہ ناگوار پر برہم ہو کر شہر
 کے ایک محلہ کے تمام مکانات منہدم و مسمار کرنے کا حکم دیا بادشاہ بیگم کے حکم سے
 کسی کو مجال سرتابی نہ تھی رعیت سخت پریشان ہوئی اور کلکٹر صاحب مدد ورح و پتہ ان صاحب
 بھی اسی محلہ میں ساکن تھے اور ان کی عالی شان عمارتیں وہیں واقع تھیں ملکہ جہان
 کے مزاج میں سوائے وزیر سلطنت علی نقی بہادر کے کسی کو دخل نہ تھا آپ نے اس
 ہنگامہ رنجیز پر وزیر موصوف سے رعایا کی سفارش کی اور خود ملکہ جہان کی خدمت میں
 جا کر بطلاقت لسانی قر خداوندی و باز پرس روز جزا کا خوف دلایا اور بے توسط کسی کے
 اس مہم کو بندگان خدا کے سر سے دھنچ کیا۔ جب مولنا فضل حق خیر آبادیؒ لکھنؤ تشریف
 لائے شہر میں عام شہرت ہوئی اور اراکین درویش نے خیر مقدم کیا علامہ موصوف کو
 کلکٹر صاحب سے بوجہ تعلق نظامت سیٹاپور و خیر آبادی ریلوے محبت تھا کلکٹر صاحب مرحوم
 نے ایک جمع کثیر علماء و ائمہ کے ساتھ ان کی دعوت و مہمانی کا اہتمام فرمایا اور آپ سے
 بھی شرکت دعوت کی خواہش کی اور ہنس کر فرمایا کہ آج آپ کی جرأت و طاقت لسان کا
 امتحان ہے کیونکہ بڑے نامور سے مقابلہ ہے چنانچہ شب کو کھانے سے قبل معززین
 نے دونوں حضرات میں ہمارے کرایا اور ایک سے دوسرے کی بغایت تعریف کی جب
 بعد فراغ طعام ادھر ادھر کی باتیں شروع ہوئیں اور علوم و وجہ کے متعلق بھی
 کچھ گفتگو ہوئی تو آپ نے علامہ خیر آبادی سے بے تکلفانہ سوال کیا کہ ”حضرت علم منق
 کی غرض و غایت ارشاد فرمائیے“ جواب دیا کہ اسکو ادنیٰ طلبہ بھی جانتے ہیں آپ نے
 فرمایا کہ اس میں مجبوس شبہ ہے فاضل موصوف نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے ذہن فکر

ذہنی و ہمدردی

لامات طاقت خیر آبادی و طلبہ علم

واستدلال میں غلطی نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ طرفہ تماشل ہے کہ متقدمین و متاخرین میں کوئی شخص اس غرض کو حاصل نہ کر سکا قدما میں اشتراقیں و مشائیں کے اختلافات اور ہر فرقہ کے فلسفیانہ استدلال ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں متاخرین نے قدما کی غلطیاں ثابت کیے نئے دعاوی قائم کیے اور بزور دلائل انکو حق بتایا اور ان پر بھی باہم اتفاق ہوا شیخن و امام رازی و طوسی و شیخ الاشراق کے مشاجرات اور اختلافات مسالک عجیب حیرت انگیز تھا ہے خود علم منطق کی کتابوں پر نظر کیجئے تو ماتن اپنے پیشروں کے اقوال رد کرتا ہے اور شارح اس کے جوابات دیتا ہے اور محشی ماتن کی تائید کرتا ہے۔

وہم کہ جبراً اور یہ سب منطقی فن میزان میں اپنی امامت تسلیم کر چکے ہیں یہ کیا قیامت ہے ؟ مولانا نے جواب میں کچھ معقولیانہ توجہ فرمائی مگر آپ نے جواب جواب میں اپنے مدعا کو اور بھی روشن فرمادیا اور سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا اس کے بعد مولانا سے اکثر دو شانہ ملاقاتیں ہوئیں اور مذکرات علمی بھی رہے مولانا نے کلمہ صاحب ہمدرد آپ کی وسعت نظر و استحضار علم و قوت بیان کی چند مرتبہ کما حقہ تعریف کی۔ آپ کے اور مولانا کے مسلک میں یہ اختلاف تھا کہ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید ۱۶۷۱ اور مولانا تفتل صاحب سے چند مسائل اعتقادی امکان نظیر وغیرہ میں تحریری بحثیں ہوئیں اور ایک مدت تک باہم چھیڑ چھاڑ عالمانہ ہی مولانا نے دلائل منطقیانہ و فلسفیانہ بہت صرف کئے مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید ۱۶۷۱ نے رسالہ یکروزہ میں انکار و ابطال کیا فریقین میں کسی نے اپنے مخالف کی تکفیر و نفیق نہیں کی بعد شہادت شاہ صاحب ۱۶۷۱ ٹونک میں مولانا سید حیدر علی رامپوری اور مولانا خیر آبادی کے باہم پھر ان مسائل پر مباحثے ہوئے اور طرفین سے تصنیف رسائل کی نوبت آئی سید صاحب ۱۶۷۱ شاہ صاحب کے ہم عقیدہ تھے اور مولانا شاہ محمد عبد العزیز محدث دہلوی ۱۶۷۱ کے شاگرد رشید ان کے بعد ایک گروہ پیدا ہوا جس نے عوام میں غلط فہمیاں پھیلا کر بزرگان دین و موحیان

نعت حق علی سید محمد

و محدثین کے بغض و عداوت کو اپنا فرض نہ بھی سمجھا اور مولانا شہید و شاہ محمد اسحاق
 محدث و مجدد عصر مولانا شاہ محمد دلی اللہ رحمہ اللہ کی شان میں کلمات ناسزا کہنا اور
 عوام کو ان کی جانب سے بدظن کرنا شعار ٹھہرایا۔ ان فرض آپ تبیع کتاب و سنت و
 ماحی مشرک و بدعت تھے طریقہ محدثین و اخلاف مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ کی
 حمایت و نصرت اور ابطال اقوال مبتدعین و مضلین کو فرض جانتے تھے۔ مولانا
 خیر آبادی نے ایک جلسہ میں فرمایا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب جس چیز کو حلال کہیں اسکو
 میں حرام اور جسکو وہ حرام کہیں اسکو میں حلال ثابت کر سکتا ہوں آپ اس موقع پر
 تشریف فرما تھے فرمایا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے مان بہن بیٹی کو حرام اور زوجہ کو حلال فرمایا کہ
 آپ ایسے موقع پر کیا کچھ کار باب بدل و کلام و اہل بدعت کی جوابدہی میں آپ کو خاص ملکہ
 تھا میدان بحث و مناظرہ میں ہمیشہ بحکم الحق یعلو ولا یغالی غالب و منصور ہے اور
 تمام تر سعی اشاعت حق و اعلیٰ کلمۃ اللہ میں تھی مولوی محمد فضل رسول صاحب
 بدایونی نے حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ کی کتاب تقویت الایمان کا رد لکھ کر بنام
 احقاق الحق شائع کیا جب وہ لکھنؤ میں آپ کی نظر سے گزرا تو بفرمایش فضل علی حق
 آپ نے اسکا محققانہ و منصفانہ جواب باصواب ایک جلسہ میں تصنیف فرما کر
 بیت السلطنت لکھنؤ میں طبع کرا دیا تصانیف علمائے سہسوان سے پہلی کتاب یہی
 ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور اپنے باب میں لاجواب سمجھی گئی اسکا نام سب لایا
 ہے۔ مولانا مفتی محمد سعد اللہ رامپوری سے آپ کا رابطہ مجاہدست و مودت تھا جب بعض
 اراکین حکومت اودھ اور کاکٹر میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی نے آپ کو تعلق
 ملازمت سلطنت پر مجبور کیا تو مفتی صاحب رحمہ بھی مصر ہوئے۔ یہاں تک کہ غمہ
 تحصیلداری قصبہ کاکڑی ضلع لکھنؤ پر مامور کئے گئے اور پانچ چھ سال فرض حد
 عجیب قابلیت و ناموری کے ساتھ انجام دیے اس نواح میں اب تک آپ کے علم و

کتابت

ملاقات حکومت

و فضل و ذہن و ذکا کے حیرت خیز قصے مشہور ہیں فریقین مقدمہ کا اظہار ختم نہیں ہوا اور طبع رسانی اصل واقعات کا پتہ لگایا و کلا قانونی و واقعاتی گتھیاں سلجھانے کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے اور حکام بالادست نظام سیاسی و ملکی و تدارک حکومت میں آپ سے مشورہ کرتے اور آپ کی احصابت رائے و حکمت عملی کی تحسین بلیغ کرتے تھے اور یہ اعتراف و اہلیت ہمیں تک محدود نہ تھا بلکہ جب مابین سلطنت اودھ و گورنمنٹ انگریز تجدید عہد نامہ ہوئی اور حدود ملک و الحاق بعض مقامات میں صورت نزاع درپیش ہوئی تو بایامے وزیر سلطنت آپ کو نیابت وکیل سلطنت اودھ کا منصب دیا گیا اور یہ عہدہ آپ کے لیے نیا قائم ہوا آپ نے اقل مدت میں تمام سیاسی پیچیدگیاں اور نزاعی صورتیں رفع فرما کر طرفین کو مطمئن کیا اراکین حکومت اودھ کی پریشانی زائل ہوئی اور کچھ حصہ ملک بھی مثل نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آیا اس جن کارگزاری کے صلہ میں آپ خلعت و بالائی سے ممتاز کئے گئے اور ترقی منصب کا سلسلہ درپیش ہوا اپنے بزمانہ تحصیلداری مظالم حکام و سوء انتظام حکومت و خوف نتائج بد سے متواتر وزیر سلطنت و دیگر متعین کو مطلع فرمایا تھا اور انتظام جدید و اصلاح ملک کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اس کا نتیجہ کچھ نہوا ارکان حکومت کی عیش پسندی و غفلت اور حکام کی خود غرضی و شہوتانی و بیدادگری حد سے متجاوز تھی یہ اتبری ملاحظہ فرما کر آپ ۱۲۷۲ھ ہجری میں ملازمت کی ذمہ دار ہون سے سبکدوش ہو گئے مفتی محمد عباس صاحب رئیس کا کورجی جو آپ کا نہایت احترام فرماتے تھے اور اپنا دیوانخانہ و مکان آپ کے لیے دو تین سال کو وقف کر دیا تھا قیام کا کوری پر اصرار کیا اور دیگر اخیان قصبہ بھی دامگیر ہوئے آپ نے زمانہ کی حالت اور اپنی مصالح پر نظر فرما کر موہ متعلقین و بان اقامت فرمائی اسکے بعد ہی مصائب غدر کا آغاز ہوا اور تمام ہند میں آتش فساد مشتعل ہوئی جب بحکم آلہ فتنہ عظیم فرہو کر امن عام کا حکم ہوا تو ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں آپ وطن تشریف لائے

ملازمت

دراستی

اتفاقاً ایک انگریز جس نے بجانب سرکار انگلشیہ اودھ میں خدمت انجام دی تھی آپ کے خوب واقف اور جوہر عقل و فہم و قوت بیان و ذکاوت خوب دیکھ چکا تھا یہاں غمہ و حجبی پر مامور تھا اُس نے آپ کو وکالت کی ترغیب مع سند وکالت دی تقریباً دو سال یہ مشغلہ قائم رہا و کلا سے عصر کو آپ کے خلاف مقدمہ لینا بڑی دشواری کا سامنا تھا اتفاقاً قانون کے وہی معنی عدالتین تسلیم کرتی تھیں جس پر آپ زور دیتے تھے دافعیان تو نہیں کا منشا اور وضع قانون کے موجبات آپ کی تقریر سے ذہن نشین ہو جاتے تھے اس لیے حکام کا فیصلہ آپ کی رائے کے خلاف کمتر صادر ہوتا تھا با این ہمہ کبھی کوئی مقدمہ خلاف حق نہیں لیا اور دروغ و طمع سازی سے برکنار رہے آخر اس شغل کو ترک فرما کر فائز نشینی و عزت گزینی اختیار فرمائی اپنے اور اہل و عیال کے لیے بغرض حصول رزق حلال کچھ تجارتی کاروبار اور جائیداد موروثی آبائی کو کافی خیال فرمایا اور شب و روز عبادت و ذکر و وعظ و ارشاد و عباد و درس قرآن و حدیث میں بسر فرماتے اور بعض اوقات صحبت حضرت تاج الاولیاء قطب عصر مولانا سید تاج الدین جن قدس سرہ میں مستفید فیوض و کائنات رہتے۔ آپ کی تصانیف کا ایک بیش بہا ذخیرہ فتنہ غدر و حوادث سفر میں تلف ہو گیا اسکا اکثر حصہ رد شرک و بدعت و حمایت توحید و سنت میں تھا متفرق مسودات کے ناقص اجزا ہنوز موجود ہیں ایک کتاب علم سیاست و نظم مملکت میں دستبردار انقلاب سے محفوظ ہے اس میں ہر عنوان آیات قرآنی و احادیث نبوی سے مرتب کیا گیا ہے اور مواد تاریخی و دلائل عقلی سے اسکی توضیح فرمائی ہے آپ کا کتب خانہ مختلف علوم کی کتابوں سے مشحون تھا کتب حدیث و کلام و سیر و رجال کی تعداد زیادہ تھی چونکہ حضرت مولانا حاجی سید محمد عبدالباری صاحب علیہ الرحمہ جو آپ کے خلف الصدق اکبر اور فیقر اتم کے حقیقی برابر اور بزرگ تھے بطلب و تحصیل علم و وطن سے باہر رہے اور بعد فراغ درس بوجہ تعلقات ملازمت و معاش بلاد دور و دراز میں اقامت گزری

مشغول

تصانیف

ہوئے اور حقیر بنفس طلب علم آن حضرت کی خدمت میں رہا اس لیے بڑا حصہ کتب خانہ کا برباد ہو گیا عمدہ عمدہ کتابیں خاک کا ڈھیر ہو گئیں۔ آپ کے اخلاقی خصائص میں جن خلقِ مروت و کرم و ہمدردی و حاجت روائی قابل ذکر اوصاف ہیں حضرت مبرور نے بتایا کہ ۱۹۔ شوال ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸ سال دارفانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا اللہ وانا الیہ راجعون ڈھ مزار مقدس حطرہ میں ہم پہلو سے مرقد پروردگار علیہا الرحمہ ہر اس سانچہ کی تاریخ جناب مفتی محمد سعد اللہ رامپوری نے قطعہ ذیل میں نظم فرمائی ہے

مٹوئی سید سراج احمد کرد رحلت ازین جہان حریف از پئے سال رحلت آشفته	عالم دین و مرشد عالم رخت بدست سوے باغ ارم خاموشی سراج دین گفتم
---	--

(۱۲) حضرت مولانا شاہ سید نیاز احمد شہید بن خواجہ سید آل احمد شاہ

مودودی قدس سرہما

آپ کا سال تولد ۱۲۳۳ھ ہے آپ اپنے بھائی صاحب موصوف الصدر سے تین سال عمر میں چھوٹے اور اپنی بہنوں اور ایک بھائی سے بڑے تھے آپ بدو عمر سے زیور صلاح و سعادت سے آراستہ اور حالیہ زہد و تقویٰ سے پیراستہ تھے اسی وجہ سے ہر اداران محترم و منظم آپ کا پاس ادب فرماتے اور آپ کی رائے صائب کو ہر مشورہ میں قابل اتباع جانتے تھے تحصیل علوم درسیہ لکھنؤ و دہلی میں فرمائی فن حدیث و فقہ سے خاص مناسبت تھی بعد تکمیل دہلی میں چند سال قیام فرمایا اور طلبہ علم کو درس دیا فنون پہگری و مشق تیر اندازی و شمشیر زنی و شسواری میں مہارت تانتہ حاصل کر کے بعض بزرگان دین کے ہاتھ پر بیعت جماد کی اور ترک غزوہ ہوئے کفار و مشرکین سے جنگ کی۔ پھر وطن واپس ہو کر حضرت والد ماجد

قدس سرہ کے دست مبارک پر بطریق حضرات صوفیہ بیعت کر کے مشغول طاعت و ذکر و فکر و مجاہدہ نفس و تزکیہ قلب ہوئے باین ہمہ شان امارت و ریاست و عہد و وقار کے تھا متکون و سادہ عظمت و احترام رہے۔ اتفاقاً و درع میں پایہ عالی تھا اور نفاسست پسندی و سلیقہ شکاری و خود داری میں سرفراز و ممتاز تھے آخر بعد واقعہ عذر کفار اشترار کے ہاتھ سے ۱۲۸۷ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء میں عمر ۳۹ سال وطن میں شہرت شہادت نوش فرمایا دست مبارک میں تسبیح اور لب پر کلمہ شہادت تھا۔ تاریخ وفات قطعہ فارسی میں نظم کی گئی ہے۔

شہادت یافت چون سبط پیمبر	انیا ز احمد کہ بود از آل احمد
چو روح پاک او در جنت آسود	دخول خلدہ تار بخش بر آمد

مزار اقدس خطیب محلہ میں کنکار کا ہے۔ آپ کے خلف مولوی سید غفور احمد صاحب نہایت لائق فن ریاضی کے ماہر خوشنویس تھے ریاست بھوپال میں تحصیلدار بلقیس گنج رہے اور وہیں ۱۲۹۹ھ میں عمر ۴۳ سال وفات پائی بامروت باوقار و سلیقہ تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۷) مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ خلف اصغر حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ رحمہما اللہ

ولادت شریف تقریباً ۱۲۸۷ ہجری کے آخر میں ہے آپ اپنے والدین کے اصغر اولاد ہیں اور وقت وصال حضرت والد بزرگوار ۴۴ ہجری ۱۲۹۰ء سالہ تحصیل علوم درسیہ میں مشغول تھے اپنے برادران معظم سے لکھنؤ میں اور قابل مولوی شیخ احمد حسن مراد آبادی تلمیذ حکمت باب مولانا فضل حق خیر آبادی و دیگر فضلاء عصر سے تعلیم پائی پھر علی تشریف لے گئے اور مدت دراز قیام کیا کتب ادب و بلاغت مولوی محمد فیض الحسن

سہارنپوری و فلسفہ و منطق مولوی فضل حق خیر آبادی و مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی سے استفادہ کو کے علوم دینیہ تفسیر و حدیث تکمیل کو پہنچائی، بعدہ فن طب مشہور طبیب عصب حکیم سید فیض علی تلینڈر شید حکیم قدرت اللہ و حکیم عزت اللہ خان شاگردان حکیم محمد شریف خان مرحوم سے حاصل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی۔ بچانال فیض سانی خلق اللہ مصروف علاج و مداوا ہوئے اور درس و مطب کا سلسلہ بڑے پیمانہ پر جاری ہوا اور اس میں خاص شہرت و نیکنامی حاصل ہوئی مطب و علاج مرضی کو آپ نے ذریعہ کسب معاش بنایا غویا و مساکین کو ہمیشہ اُمر پر ترجیح دی بسر اوقات جاگیر و مسافیات موردنی و آبائی پر تھی اور اُسکا بڑا حصہ صرفہ محتاجین و فقرا پر کیا۔ اسی دوران میں مطالعہ کتب معرفت و نفوس کا شوق ہوا ملفوظات حضرت ہنزیر برمشہ دلایت اور بعض تصانیف حضرت والد ماجد الکثر مطالعہ فرماتے اور عبادت و ریاضت و کثرت ذکر میں وقت زیادہ صرف فرماتے لگے بعد چندے دفعہ بحکم بشارت غیبی خیر الاولیٰ صلیمن حضرت شاہ محمد رحیم اللہ خان سنبھلی مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہوانی قدس سرہما کی خدمت میں پہنچے اور بیعت طریقت باخذ خرقہ و تاج خلافت عمل میں آئی یہ ودیعت آبائی و میراث اسلاف کرام شاہ صاحب رحم نے خطا فرما کر آپ کو رخصت کیا۔ بتائید ربانی مقامات سلوک و عرفان و منازل کشف و ایقان طے فرما کر متوجہ ارشاد و ہدایت بندگان خدا و مداوای امراض روحانی ہوئے۔ ابتلع کتاب و سنت میں قدم راسخ اور حقائق و معارف باطن میں پایہ عالی تھا۔ بدعات مردجہ صوفیہ سے احتراز و اجتناب واجب جانتے اور معتقدین کو متابعت قرآن و حدیث کی تلقین فرماتے۔ کسی امیر و غویب کا نذرانہ و شکرانہ قبول نفرماتے اور ہمیشہ دو لختانہ فیض کا شانہ پر رونق افروز رہتے سلسلہ بیعت و رشادت قائم تھا معتقدین مقامات دور و دراز سے آکر مرید ہوتے اور ہفتون آپ کے ہمان رہتے مگر غرور و بدولت کبھی مریدوں میں دورہ نفرماتے الا ماشاء اللہ

میرزا

ہا

میرزا

اعوانہ خاندان و ذوی القربیٰ میں شامی و بیوگان و بیچارگان کی سرپرستی بخلوص فرماتے اور سب کی خبر گیری فرض سمجھتے کبھی کسی کے پاس محض ملاقات یا مصاحبت کے لیے تشریف نہ لے جاتے رو سادہ حاکم خود دو لنگدہ پر گروہ گروہ حاضر ہوتے اور خواہش علاج و جمانی کو تے آپ کی مجلس میں بجز ذکر خدا و رسول و علما و صلحا و ندوی اذکار نہوتے تھے آپ کے استغناء و توکل کی ادنیٰ مثال یہ واقعہ ہے کہ امیر الملک و الاجاہ نواب سید صدیق الحسن خان بہادر رم سے بزمانہ طلب علم دہلی میں آپ کا رابطہ موانست مستحکم تھا اب بعد نوابی ریاست بھوپال حضرت کا ذکر فیض تو سسط ملک العلماء مولانا حاجی سید محمد خند الباری سسوانی ۷۷ جو حضرت کے حقیقی برادر زادہ تھے نواب صاحب ممدوح کے گوش زد ہوا تو بفرط اشتیاق ملاقات و یاد آوری اتحاد قدیم استدعالے تشریف آوری کی اور بطریق زاد سفر ایک ہزار روپیہ نقد ارسال خدمت کیا آپ نے قدم رنج گوارا فرمایا اور بارغیہ و شکر یہ روپیہ واپس فرمایا چندے مکاتبت و مراسلت فیما بین رہی اور آپ نے اظہار سرت و لطف فرمایا تصنیف و تالیف کے مشغلہ سے کبھی خالی نہیں روزانہ کچھ اوراق تصوف و اخلاق و حالات ادویا و سیر و مناقب میں تصنیف فرماتے متعدد کتابیں مجلد ضخیم میں طبع و اشاعت کی جانب توجہ نہیں فرمائی۔ اردو فارسی و عربی تینوں زبانوں میں بے تکلف فی البدیہ عبارت تحریر فرماتے نظم کی طرف بھی میلان طبع تھا چنانچہ ایک مجلد قصائد فارسی حمد و ثناء و منقبت اصحاب و اہلبیت اطہار و مدح بزرگان دین میں مرتب ہے۔ تصنیف علویہ کئی موشوعہ کالیحات و اقتباس آیات و احادیث فضائل مرتضوی و رموز و کنایات معرفت و تصوف سے بھرا ہوا اور صنائع لفظی و معنوی سے معمور ہے اس کی عجیب و غریب شرح جو متکفل حل نکات و غوامض و تفسیر آیات و احادیث و بطریق ہے آپ کے صاحبزادہ صاحب سلمہ المترم نے آپ کی افادت و ارشادات سے تالیف کی ہے اور خود حضرت نے اس پر نظر نانی فرمائی ہے اپنے باب میں بمثل

و عیدیم النظیر ہے۔ شرف السادات بزبان اُردو حالات فقر ادا و لیائے سادات
 مسوان و تراجم بعض دیگر اہل کمال شاہد وسعت معلومات و تجربہ علم ہے محرم بطور
 کو اس مبارک مسودہ سے جا بجا مدد ملی ہے ایک تجلید سیرت و حالات حضرت خواجہ
 خواجگان قطب الاقطاب زمان خواجہ سید قطب الدین مودودی دہشتی رضی اللہ عنہ میں بیان
 اُردو موجود ہے اس کے سوا چند رسائل عربی و فارسی علم تصوف میں اور ایک تجلید
 مصطلحات حضرات صوفیہ میں ہے۔ آپ ہر سال ایک مرتبہ دعوت عام درویشان
 و فقر بصرہ کثیر فرماتے اس میں دور دور سے درویش سالک و مجذوب آکر مہمان
 ہوتے تھے جب زمانہ حیات آخر ہوا تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اذکار و اوراد
 خانہ دانی و ملفوظات خاص حضرات آباے کرام و تصنیفات خود مع چند کتب تصوف
 و معرفت و ختمہ و سجادہ خلافت تفویض فرما کر و صایاے نافعہ تلقین فرمائیں اور
 بخارہ ہمسقا بمعر ۶۶ سال ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ ہجری میں بعد نماز مغرب کلمہ
 تشہد پڑھتے ہوئے رہ گئے عالم بقا ہوئے تغدہ اللہ بغفرانہ۔ مادۃ سال وفات آیہ کریمہ
 اِذَا الْحَبِیْتَةُ اَسْرَتْ لِقَتْ سے عزیز مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربیع نے مستخرج
 ۱۳۷۹ ۹ فرمایا جزا ۱۵۷۱۳ اللہ تعالیٰ فیضاً

(۱۵) مولوی حکیم محمد بدر الدین فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کے والد شیخ محمد صدر الدین عمری مقام تھانہ سرملک پنجاب سے سن شباب میں
 مسوان آئے مولانا شرف علی رح نے آپ کی شرافت جسی و نسبی کی وجہ سے آپ کا
 عقد نکاح اپنی دختر سے منع فرمایا ان کے بطن سے حکیم بدر الدین صاحب ادا اہل
 صدی سیزدہم میں متولد ہوئے ادرمع برادر حقیقی خود یعنی مولوی حکیم نیاز احمد صاحب
 بطلب علم سفر کیا فضلاء مشورین و علماء شہر دہلی سے اکتساب علوم درسیہ

ابتداء کر کے ہر دو فاضل متتبع ہوئے اور فن طب کی طرف توجہ فرمائی حضرت مولانا شاہ
رفیع الدین دہلوی رحمہ سے قانون شیخ بالاستیعاب پڑھا اور بعد تکمیل و فراغ درس مطب
آپ بیت اسطنت لکھنؤ میں رولق افروز ہوئے رسالہ دارنواب فقیر محمد خان بہادر نے بکمال
قدر دانی آپ کو اپنا مشیر و نذیم خاص بنایا اور آپ کو اطہار کمال کا موقع دیا۔ اعیان رؤسا و
آمرانے آپ کی طرف معالجات میں رجوع کی دائرہ علاج و مطب وسیع ہوا اور شہرت و نیکنامی
عام ہوئی آپ طبیب فاضل و حکیم کامل تھے قانون شیخ الریس پر حواشی و تعلیقات
تحریر فرمائے طلبہ علم کو ایک مدت درس دیا توسط نواب صاحب موصوف محلات شاہی
دشاہزادگان کا بھی علاج و مداوا کیا اور صلہ و جائزہ کثیر پایا۔ طرز معاشرت ابتدا سے
رسمی نہ رہا۔ اسپر امرے لکھنؤ کی صحبت اطعمہ لذیذ و پرتکلف کا شوق تھا دستار خوان پر
اجباب کا مجمع ہوتا تھا باور چنانہ کے مصارف زیادہ تھے سیر چشمی و مروت و احسان و
مہمان نوازی آپ کے خاص اوصاف تھے جنکا ظہور اولاد امجاد میں بھی کامل طور پر تھا۔ چار
صاحبزادے معدن علم و حکمت کے جو اہر درخشان ہوئے ہر ایک کا تذکرہ بجائے خود درج
ہوگا۔ چند بار مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اور اپنے ہی علان سے بفضلہ تعالیٰ شفا پائی
آخر بمقام قصبہ سندیلہ ۱۲۶۱ ہجری میں بعض مذکور فوات پائی حمہ اللہ تعالیٰ

(۱۹) مولوی حکیم نیاز احمد بن شیخ صدر الدین فاروقی رحمہ اللہ
آپ کی تعلیم و کتاب علوم کی حالت ذکر ہو چکی ہے آپ بھی اپنے بھائی حکیم الدین کے
مثل حکیم حاذق و طبیب فاضل تھے شہر دہلی میں درس و مطب فرمایا مولانا سید زبیر حسین
محدث دہلوی رحمہ نے آپ سے شرح سلم ملاحسن و کلیات نفیسی وغیرہ پڑھی اور ایک
جماعت طلبہ آپ سے فیضیاب ہوئی حالات محدث دہلوی رحمہ میں آپ کا تذکرہ بھی قریب
اساتذہ میں مذکور ہے وفات کا صحیح سن دریافت نہوسکا آپ کے نامور خلف حکیم
محمد نور الحسن آج تھے حمہ اللہ تم

(۲۰) مولوی حکیم سید محمد اسد علی بن میر وجہ اللہ فاضل رحمہما اللہ ولادت تیرھویں صدی ہجری کے ابتدائیں ہے جب سن شہور کو پہونچے تو کسب علم کا خیال آیا لکھنؤ کا سفر کیا وہاں سے بنارس گئے مولانا غلام حسین بنارسی سے علوم غفریہ و ریاضیہ استفادہ کئے اور پھر لکھنؤ میں مولوی قدرت علی صاحب لکھنؤی و بعض فضلاء فرنگی محل سے تحصیل و تکمیل فنون درسیہ کمال توجہ و محنت فرمائی مطالعہ کتب و مذاکرہ علم میں شب و روز منہمک و مشغول رہے بعد فراغ درس علم طب کا شوق ہوا اور کئی سال نامور شاہی طبیب حکیم میسج الدولہ لکھنؤی کے پاس درس و طب میں مصروف رہ کر سند فضیلت حاصل کی اور انکے تلمیذ رشید شمار کیے گئے اور مولانا حکیم محمد انور علی وغیرہ نامور علما و اطباء سے مشاجرات مناقشات رہے بعد وہ وطن واپس ہوئے اور تا آخر کیمین باہر نہیں گئے یہاں درس علوم متداولہ و طب و علاج فرنگی میں اوقات صرف فرمائی اور بغایت سادگی و بے تکلفی کے ساتھ بسر کی بے طمع و تواضع و انکسار نفس و ہمدردی و غربا میں ضرب المثل ہوئے ایک جماعت اہل علم آپکے تلمذ سے بہرہ یاب ہوئی آپ فضلاء منطہیین و علمائے بھجربین سے تھے تقریباً ۳۰۰ ہجری میں بھرم ۶ سال وطن میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ آپکے حقیقی برادر زادہ مولوی سید ابن حسن صاحب بھرہ ۹ سال موجود ہیں اور بندہ بن سلیم و عقل مستقیم اتباع قرآن و حدیث میں ثابت قدم اور اعانت و نصرت اہل حق میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں اور مقدمات قانونی و عدالتی میں مہارت و دلچسپی تام ہے معاملہ فہمی و حلم و مستعدی و سادگی میں امتیاز خاص رکھتے ہیں اور بایں سن و سال قانونی موٹکا فون کے دبستی ہے اور نواغی معاملات میں مہما کن حصہ لیتے ہیں سلمۃ اللہ تعالیٰ و البقاء۔

(۲۱) مولانا سید محمد عبد الحسیب بن سید ہدایت علی قاسمی رح سال تولد ۱۲۳۰ ہجری ہے کتب درسیہ فارسی و صرف و نحو عربی اپنے نانا نشی

سید فتح علی رح سے وطن میں تعلیم پا کر شہر مراد آباد بطلب علم گئے اور مولوی احمد حسن صاحب
 و مولانا قطب عالم صاحب مراد آبادی سے کتب درسیہ معقول و منقول و علم طب حاصل کیا
 اوروہ دینیات کا زیادہ حصہ مولانا عالم علی محدث تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے
 استفادہ فرمایا پھر وطن آ کر کچھ مدت قطب الالقیات تاج الاولیا حضرت مولانا سید
 محمد تاج الدین حسن قدس سرہ سے علوم معارف و اخلاق و تصوف و نکات فنون غریبہ
 و دقائق زبان فارسی و مقامات حقیقت حاصل کیے اور استفادہ فیوض و برکات کما فیہ
 کیا۔ اور طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں آنحضرت سے بیعت کی اور خاندان چشتیہ میں
 سید الحاج ہدین مولانا سرفراز علی صاحب جو پوری رہ کے مرید ہوئے بقدر دانی و تاضی
 محمد خمس الاسلام عباسی بدایونی بمختلفہ درس و تدریس علوم بدایون میں چند سال قیام
 فرمایا اور اہل شہر سے جماعت کثیر نے آپ سے استفادہ کیا بعدہ ریاست دان پور ضلع
 بلند شہر میں علم دوست رؤسائے آکھو اپنے بیان بلا کوکھا اور ایک مدت تک آپ کی
 خدمت گزار کی تھے کہ سفر حج میں شریفین میں آپ انکے ہمراہ تھے اور حج و زیارت سے
 مشرف ہوئے۔ علاوہ جامعیت علوم غریبہ عقلیہ و نقلیہ فارسی دانی و انشا نگاری
 و حل مضامین و مصطلحات و فن تصوف میں و شگاہ خاص رکھتے تھے اور بغایت نیک نفس
 فرشتہ صورت بزرگ تھے بزمانہ آخر وطن میں آٹھ سال تک طلبہ علوم کو حشمہ فیض سے
 سیراب فرمایا اور ایک مدت مرض فلج میں مبتلا رہ کر بعموم ۷۷ سال ۱۲۸۷ھ میں وفات پائی
 رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مزار نور متصل دروازہ جنوبی مسجد شاہ عطا محمد رح ہے آپ کے تین صاحبزادے
 ذی علم طبیب موجود ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ اعزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ نے جو آپ کے
 تلمیذ رشید ہیں قطعہ تاریخ سال وفات موزن فرمایا ہے

عالم عصہ صوفی صافی	بود عبد الحمید خوش سیرت
از پنے سال رحلتش معجز	گفت نے ریب داخل جنیت
	۱۳ ۱۳

(۲۲) مولوی حکیم سیّد شفاق حسین بن مولوی سیّد بشیر الدین ہاشمی رح
 آپکی ولادت تقریباً ۱۲۰۰ھ میں ہوئی کتب ابتدائہ وطن میں بڑھکر بطائب علم سفر کیا۔ بدایون
 میں مولانا محمد فضل رسول رح سے اور بریلی میں مولوی رحیم اللہ رح سے کتب فنون عقلیہ و فنیہ
 فرا کر دی ہوئے اور شاہی طبیب حکیم احسن اللہ خان دہلوی سے علم طب و مطب حاصل کیا
 پھر وطن واپس آکر درس و مطب کی جانب متوجہ ہوئے اور صحبت و مجالست علماء و فضلاء
 عصر میں مولانا سید اولاد احمد و مولانا سید سراج احمد رحمہما اللہ میں زیادہ وقت صرف کرتے اور
 مذاکرات و مشاغل علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ علم فقہ و تربیت و ریاضی میں مہارت زیادہ
 تھی تعلیم کی طرف خاص رجحان تھا مسائل و فروع میں فقہ پر عمل پیرا تھے بعد شورش غدر
 بندریہ ملازمت انگریزی و تعلیم و تربیت اولاد و متعلقین بانس بریلی میں فرود کش ہوئے حکام و
 درعیاء شہر و قوم نے آپ کی بڑی عظمت و عزت کی ملک متوسط ہند میں بعدہ ڈپٹی کلر
 مدت مدید مامور رہے پھر پنشن لیکر بریلی میں خدمات قومی و اسلامی کمال حمیت و ہمدردی
 ادا کیں اجرائے یتیم خانہ و تعلیم گاہ آپکی عمدہ یادگارین ہیں آنریری مجسٹریٹ و ڈائریکٹریٹ
 مینوسل بورڈ سے ممتاز تھے۔ تربیت و تعلیم اولاد کی مثال بھی اعلیٰ و ارفع قائم کی تینوں
 صاحبزادوں کو حافظ و قاری قرآن و عالم و حاجی بنایا اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم دلائی چنانچہ سب
 آپ کے سامنے بڑے غمدون پر فائز ہوئے آپ نہایت پختہ مزاج مدبر و دراندیش
 سعادت دینی و دنیوی سے ہمہ در شہرت و نیکنامی میں بلند پایہ تھے باوجود سکونت
 بریلی نکاح پسران و دختران خاندان و اعزہ وطن میں گئے اور باہر غیر کفو میں قرآن
 نہیں کی آپ نے بھر ۷۷ سال ۳۱۱ھ مطابق یکم جون ۱۹۱۰ء میں رحلت فرمائی
 مزار خلیف بلخ تر شاہ بانس بریلی میں ہے رحمہ اللہ

(۲۳) حکیم محمد نور الحسن بن حکیم شیخ نیاز احمد فاروقی رحمہ اللہ
 آپ حکیم محمد بدر الدین سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ تھے علوم ابتدائی صرف و نحو

و منطق وغیرہ مولوی حکیم سید اسد علی سہسوانی سے تحصیل کیے۔ بعدہ رامپور جا کر کتب و رسم
متداولہ علماء عصر سے بڑھیں پھر صناعت آبائی علم طب دہلی و لکھنؤ میں اطباء
نامی سے حاصل کر کے مشغول طب بنے کتب معقولات و فقہ میں مہارت و رس
حاصل تھی طلبہ علم آپ سے اکثر مستفید ہوتے تھے مطب کی طرف توجہ خاص تھی
اور تشخیص امراض و تجویز دوا دین میں سرآمد اطباء زمان تھے رؤسا و امرا کی استدعا
پر وطن سے باہر گئے اور خاص ناموری حاصل کی اضلاع باند شہر و علیگڑھ میں
رؤسا عظام نے بقدر دانی تمام آپ کو ایک مدت رکھا۔ آخرین سیٹھ
لکھنوی چند رئیس شہر متھرا نے باصرہ تمام مشاہرہ معقول پر آپ کو بلایا اور فروکش
کیا دولت و ثروت کثیر سے متمتع ہوئے اور مال و نقد بسیار پس انداز فرمایا۔ آخر
عہد تک متھرا میں بکثرت دینکنامی بسر کی بعض مسائل فقہیہ میں آپ سے اور
مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی رحمہ سے تحریری بحثیں ہوئیں۔ اولاد ذکور میں ایک
فرزند زوجہ اولیٰ سے اور ایک زوجہ ثانیہ سے آپ کے اعقاب ہیں معرکہ الالام
موتوں پر بمقابلہ اطباء نامور شل حکیم محمود خان صاحب دہلوی و حکیم محمد ابراہیم خان
لکھنوی وغیرہ آپ نے معالجہ و دوا کیا اور کامیاب ہوئے آخر ۱۲۹۶ھ میں
بمقام متھرا ۶۴ سال رہ کر اسے دارالقباء ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۴) مولوی حکیم سید الہی بخش بن سید نبی بخش صالحی رحمہ اللہ

آپ حکیم نور الحسن صاحب کے ہم سن اور تحصیل علوم میں سہسوان و رامپور میں بہت
ورفیق رہے مولوی حکیم سید اسد علی رحمہ سے کتب درسیہ پڑھ کر رامپور میں مختلف
اساتذہ سے تکمیل درس کی بعض کتب معقولات شمس العلماء مولانا محمد عبدالحق خیربادی
سے بھی استفادہ کیں بعد تلمیذ فیضات عظام و طریقہ مطب حکیم علی حسن خان لکھنوی

سے حاصل کر کے سند فراغ لی اور وطن واپس آکر علاج و تداوی مرضی میں مصروف ہوئے
کم تخی و قنات طبع آپ کا وصف تھا مواقع بحث و مذاکرہ سے مجتنب رہتے تھے مطب
ذریعہ معاش تھا اس لیے آپ خویش و بگاندہ سے یکسان تعلقات رکھتے تھے تقلید شخصی
پر جمود تھا۔ آپ کے خلف رشید مولوی حکیم سید محمود عالم مرحوم فری استعداد و نامور
حبیب فرخاندان ہوئے جیسا کہ مذکور ہوگا۔ ۱۲۹۶ھ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی
مراۃ المشہرہ وطن میں ہے۔ عمر تخمیناً ۶۵ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۵) مولوی سید نیاز حسن بن حاجی میر فرخند علی رحمہ اللہ

آپ کے جدا علی قصبہ اکروٹیہ سے سہسواں آکر متوطن ہوئے رفتہ رفتہ سادات سے
قربت قائم ہو گئی۔ آپ نے مولوی الہی بخش و حکیم نور الحسن کے ساتھ مولانا اسد علی
صاحب سے وطن میں اور اپنے مامون مولانا عبد الحمید رحمہ سے استفادہ کیا اور پھر سفر
رام پور میں بھی ہر دو صاحبان کے رفیق و ہم سبق رہے ذہین و ذکی اپنے ساتھیوں
میں قوت ادراک و فطانت سے موصوف تھے تحصیل درسیات کے بعد تعلق بعض
حکام انگریز ملک پنجاب میں بعد تحصیل داری مامور کیے گئے مشاغل علمی سے خالی
نہ رہے اور علم و دست حکام آپ کی تدریسی کرتے تھے مولوی سید ممتاز حسن
آپ کے چھوٹے بھائی ڈپٹی انسپٹر مدارس پنجاب مقرر ہوئے جو علوم جدیدہ سے
بہرہ ور ریاضی میں ماہر حکام میں معزز تھے۔ پنجاب میں ۱۲۹۶ھ و ۱۲۹۷ھ میں
دونوں حضرات نے بترتیب مذکور وفات پائی رحمہما اللہ تعالیٰ

(۲۶) مولوی حکیم سید محمد یعقوب بن مولانا سید عبد العلی صاحبزادہ رحمہما اللہ

آپ اہلیت علم و فضل سے صاحب و جاہت و تقویٰ تھے۔ سن و سال میں ہزار ارباب

علم و حکمت مذکور الصدر سے بڑے اور تحصیل علم میں سیالوت تھے وطن میں مولانا اسد علی صاحب سے اکتساب علم کیا اور پھر رامپور و ٹونک میں تحصیل علوم و فنون کی مولوی عبد الواجد بنیامپوری سے کتب درسیہ پڑھیں اور مولانا سید حیدر علی ٹونکی کی خدمت میں استفادہ کیا حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی مقیم ٹونک سے کتب طب کی تکمیل کی اور ایک کثرت مطب میں مشغول رہے اس فن سے مناسبت خاص تھی زہد و درغ و پابندی شرع و صلاح و سعادت و ذکر و عبادت سے موزن اور محاسبین اخلاق و فضائل موردی و آباء سے مجملے تھے نواب محمد علی خان والی ٹونک نے آپ کے حقوق موردی و عزت و شرافت قدیم کا اعتراف کر کے باکرام و احترام آپ کو معتقد خاص بنایا پھر بعد مغربی نواب مدوح اُنکے ولی عہد نواب محمد ابراہیم علی دام اقبالہ نے شہین ہو کر طبیب ریاست کے منصب پر ممتاز کیا اور بکمال عقیدت و خلوص آپ کی عظمت و عزت کی تعظیم خواص اودیہ و علم نباتات و معدنیات و ترکیب اودیہ میں کامل اور تشخیص امراض و ادراک اسباب و علامات میں فائق الاقران تھے معرفت قواعد غرض و قارورہ و حداقت علاج بدرجہ غایت تھی دوا خانہ ریاست کے مہتمم بھی تھے ہمیشہ دیانت و تشرع کے ساتھ فرائض ادا کئے اور خویش و بیگانہ سے بحسن خلق و احسان و کرم ہمدردی فرمانی صبر و استقامت و رضامین ثابت قدم تھے جو عمر بھر اولاد سعید پر صبر جمیل کیا اب آپ کے دو خلف صالح موجود ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد میر رح ندیم و صاحب نواب اور صاحب سلیقہ خاص و مبصر و مدبر تھے صاحبزادگان ریاست آپ کا احترام کرتے تھے اکثر تربیت و اتالیقی نواب زادگان آپ کو تفویض ہوئی آپ کا ازدواج ثانی راقم کی خواہر گلان مرحومہ کے ساتھ ہوا آپ کو حضرت تلج الاولیاء قدس سرہ کے ساتھ ارادت خاص تھی اکثر ندیم خلوت رہتے تھے ۱۲۹۵ ہجری میں بمرض آکلمہ دہن آگرہ میں وفات پائی۔

حضرت صاحب ترجمہ نے ریاست ٹونک میں برص فالج ۱۳۱۳ھ میں رحلت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ -

(۲۷) امام اکملین مولانا علامہ سید امیر حسن بن میر لیاقت علی

فاضل رحمۃ اللہ

ولادت باکراست تقریباً ۱۲۴۳ھ ہجری ہے عمر کا ابتدائی حصہ تحصیل علم سے بالکل خالی رہا غفوان شباب میں بعد از دواج و تامل محض بمقتضی حجت و غیرت نفس طلب علم کے لیے کمر بستہ ہوئے اور وطن سے نکل کر علیگڑھ کول کا راستہ لیا وہاں علامہ عصر مولانا محمد عبد الجلیل مجاہد اسرائیلی رحمہ کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور تلافی اوقات مافات میں توجہ مبذول ہوئی۔ عہد فیاض سے جہر ذہن و ذکاوت حافظہ و سرعت فہم و ضبط کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا اس وجہ سے اسرع اوقات میں منازل اکتساب واز دیا و بصیرت طے فرمائے اور دقائق علم کی راہیں کھل گئیں بعدہ فرخ آباد میں مولوی بشیر الدین رحمہ تنوچی سے تحصیل علم کی پھر بعض وسائل باعث سفر مکھن ہوئے وہاں علمائے فرنگی محل و ابوالبرکات مولانا تراب علی رحمہ سے تکمیل فنون عقلیہ و حکمیہ وغیرہ فرمائی مگر تشنگی کم نہ ہوئی اور اُس سے پیاس نہ بجھی وہاں سے وہلی کا رخ کیا اور جندے مولانا مفتی صدر الدین خان بباد کے حلقہ دُرس سے استفادہ فرما کر شیخ الحدیث مولانا شاہ سیدند حسین رحمہ و مولانا شاہ عبد الغنی محدث مجددی رحمہ و مولانا شیخ عبدالحق بنارسوی تلمیذ علامہ شوکانی رحمہ کی خدمت میں کُتب صحیح و غیرہ سماعاً و قراءۃً حاصل کر کے سندِ آپ کے سوا دیگر مشائخ کرام سے اسانید کُتب حدیث اخذ فرما کر وطنِ شریف لائے اس میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہونا اور اس قلیل مدت میں فراغ حاصل کرنا اسکے ساتھ تجر و وسعت نظر و سلیقہ و عظم و بحث فوق الوصف ہر شخص کو موجب

صدی حیرت و استعجاب ہوا جو کچھ اساتذہ سے پڑھا اور مذاکرات میں حل ہوا اور جو مضامین مطالعہ کتب سے حاصل ہوئے بن و عن مستحضر فی الذہن تھے وطن کے توہیان علم کا بازار سرد پایا اہل فضل رحلت کر چکے تھے اور جو باقی تھے بسبب تعلقاً معاش وطن سے باہر تھے آپ نے سوتوں کو جگایا غافلون کو سُہیا کیا بیدنیوں کو دیندار اور جاہلون کو عالم بنانے کی کوشش میں خور و خواب کی پروا نہ کی مہرِ قیام ضبط و استقامت و تحمل سے کام لیا اور موغظہ حسنہ و تواضع و ملاطفت پر کار بند رہے انجام کار خلوص قلوب نے مساعی دینی میں رنگ تاثیر دکھایا اور بھولے بھٹکوں کو شاہراہ مقصود پر پہنچ لائے بیدین پابندِ شرع اور غافل عامل اور جاہل عالم ہو گئے یہ لاریب کرامت نفس قدسی و تائید الہی تھی۔ سبحان اللہ و محمدہ۔ ایک جماعت کثیر نے طلب علم پر کمر باندھ لیا اور آپ کے ہمراہ رکاب ہوئی باصرار اعیان تجارت اور دوسرے دہلی چند سال آپ نے دہلی میں قیام فرما کر لشکان علم و ہدایت کو چشمہ فیض و غطرشاد سے سیراب کیا از باب مل باطلہ و ادیان فسوخہ سے تحریری و تقریری مباحثات کیے جنہن بجز حمایت دین برحق و اعلائے کلمۃ اللہ ریا و عجب کا نشان نہ تھا اسی وجہ سے ہر معرکہ میں غالب و منصور رہے۔ جامعیت فنون معقول و منقول و فروع و اصول کے ساتھ معرفت حقائق دینیہ و حکم شرعیہ و علوم کتاب و سنت میں امام عصرؒ مجدد وقت تھے چونکہ شرائط اجتماع و تواجد استنباطِ مجمع تھے اس سبب سے تقلیدِ شخصی سے پرکنا و مجتہد فی الذہب تھے ہر جزئیہ کو دلائل کتاب و سنت سے ثابت فرماتے اور اور منحرفین کو صراط المستقیم پر پہنچا دیتے رد بدعات و نہی منکرات میں یدِ طولی رکھتے تھے علم کلام و اصول میں فائق الاقران اور تحقیق مسائل متنازعہ میں بیدیل زمان تھے کتب ادیان مختلفہ پر نظر تھی اور کمال قوت حافظہ مضامین و عبارات بلفظ مستحضر رکھتے تھے خوش بیانی کی تاثیر دلون کو مسخر کرتی اور حسن خلق کی ادا دشمن کو درست

ارشادِ مبارک

فیضانِ علمی

ہدایت و نفاذ

بنادیتی تھی مخالفین آپ کے دغظ میں بدچسپی تمام محو ہوتے اور اہل بدع داہوا آئے
 عقائد باطلہ و اعمال سیئہ سے تائب ہو کر جاتے۔ درس و افادہ کی یہ برکت مشاہدہ کی گئی
 کہ مبتدی اقل مدت میں درجہ نفیسات پر فائز ہو گئے اور آپ کے مستفیدین صحبت ہادی
 و رہنمائی دین بن گئے ہر سو توحید و خدا پرستی کے آواز سے بلند ہوئے اور ہر مجلس
 میں قال اللہ و قال الرسول کے چرچے ہونے لگے قیام واپسی کے زمانہ میں شہر علم و
 فضل و آوازہ کمال دور دور تک پہنچ چکا تھا بنابرین عائد شہر میرٹھ و علم و دست
 تجارت و جمعیت دینی و قدر دانی اہل حق سے موصوف تھے آپ سے قیام میرٹھ پر مقرر
 ہوئے خصوصاً رئیس تجارت و اوقار شیخ آئی بخش مرحوم نے آپ کی خیر مقدم کی یادگار میں
 ایک وسیع مدرسہ اسلامیہ غزنی کی بنا ڈالی اور اسکا سنگ بنیاد حضرت کے دست مبارک
 سے رکھا گیا اور وہ مدرسہ دینیہ بالکل آپ کی حفاظت و نگہ رانی میں رہے دیا آپ نے
 بھی بخوش نیت وجہ اللہ اپنی اوقات کو اسکی خدمت کے لیے وقف فرما دیا۔ علاوہ
 طلبہ شہر دور و دراز مقامات سے طالبان علم آکر آپ کے خرمن فیض سے خوشہ چین
 ہوئے اور دامن مراد گلمائے مقصود سے بھر کر اساتذہ عصر ہوئے۔ وطن سے
 بالخصوص شرفائے سادات و اہل تربیت سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور
 انکو جلیہ علم و فضل سے آراستہ فرمایا جنہیں بہت سے علامہ زمان و فخر دوران نکلے چنانچہ
 آپ کے خلف شمس العلماء مولنا سید امیر احمد رحم و تلمیذ خاص رئیس الفضلا مولنا حاجی
 سید عبد الباقی رحم و مولنا حاجی سید سبط احمد رحم و مولوی سید محمد نذیر رحم ان حضرات کا تذکرہ
 مفصل ورج ہوگا اہل وطن کے سوا آپ کے نامور شاگرد مولنا محمد تراب علی شہ آبادی
 سلمہ و قاضی محمد احتشام الدین مراد آبادی وغیرہا بالاسیعیاب آپ کے چشمہ فیض سے
 سیراب ہوئے اس دور میں سسوان سے جو کچھ آوازہ علم و فضل بلند ہوا وہ سب آپ ہی
 کی برکات انفا سے کا اثر تھا جزاء اللہ عنہ عن جمیع المسلمین خبراً۔ آخر زمانہ میں مدرسہ میرٹھ کا

تذکرہ

نامور شاگرد

نظام اپنے نابین و تلامذہ کے ہاتھ میں دے کر پابندی سے آزاد ہو گئے میرٹھ میں کم اور وطن و علیگڑھ میں زیادہ قیام فرماتے تھے وطن میں درس قرآن و حدیث و مذاکرہ و مناظرہ میں صرف اوقات فرماتے اور طلبہ مستعدین کو باہم دینی مسائل میں بطور بحث مشغول کرتے عوام کو ترک منیات و پابندی صوم و صلوٰۃ کی طرف مجسّم مساعی ترغیب دیتے مسجد غلام علی شاہ میں روزانہ درس ہوتا طلبہ علم مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہر جمعہ کو آپ دغل قرآن و حدیث سے جمع کثیر کو مستفید فرماتے اگر کوئی غیر مذہب آجاتا تو نہایت خوبی کے ساتھ مطالب کی باگ اسکے مذہب کی طرف پھیر کر نرمی و خوش بیانی کا جوہر دکھاتے ہوئے اصولاً و فرداً احقاق حق و الباطل باطل فرما کر مخالفت کی تشفی کر دیتے مذہب باطلہ کے جزئیات مع ادّک و مالہا دماغیہا بیان کرتے۔ پادری ہاسکن یورٹن میقم بدایون و پادری اسکاٹ انگریز میقم بریلی جو فرقہ نصرائے نامور سیس و عالم تھے اور بڑے محقق و مناظر تھے جاتے تھے بارہا آپ سے برسر بحث ہوئے اور آپ کی دست نظر و تحقیق مذاہب کالو ہامان گئے۔ اکثر مسوان بھی آپ کی ملاقات کو آئے اور دغل سٹھے و دنوں کا اعتراف تھا کہ ایسا محقق آج کوئی اور نہیں ہے آپ کو الزام و اسکاٹ خصم میں قوت خدا واد سے پادری اسکاٹ نے جب ولایت میں آپ کے انتقال کی خبر سنی تو انگلستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار میں آپ کے متعلق مضمون طویل شائع کیا جس میں آپ کی علمی و تحقیقی فضیلت و قوت بحث دکھا کر آپ کو علمائے ہند میں ہمیشہ و مکتا تسلیم کیا ہے۔ اَنْفَضَلَ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ علامہ مخیر مولانا محمد بشیر صاحب محدث سسوانی ۱۲۷۱ھ آپ ہی کے فیض صحبت و ارشاد سے سالک جادہ تحقیق و تمارک تقلید ہوئے اور جب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی سے مسئلہ وجوب زیارت پر مباحثہ و مناظرہ ہوا اور طرفین سے مسائل تصنیف کر شائع ہوئے تو آپ کی آخری تصنیف جس پر کہ بحث کا خاتمہ ہوا منہ زور غیر مکمل تھی کہ

قیام وطن

تائید و غطا و سناٹا

دست خاتم

اتفاق سے مولنا محمد بشیر صاحب حضرت مولنا سے ملاقی ہوئے اور بعض مقامات مجوشہ
 میں اپنا تحریف و ضعف بیان فرمایا اور مولنا لکھنوی کا رسالہ پیش کیا آپ نے فوراً فرمایا
 کہ آپ کے مقابل کی تصنیف کا ماخذ کتاب شفاء استقام علامہ سبکیؒ ہے اور اس کا
 جواب باصواب در ذیل صراحتاً منسلک مصنف امام محمد بن عبدالمادی رحمہ سے ساتھ ہی اسکے
 بعض مقامات جو ذہن میں محفوظ تھے سنا دیے اس بشارت و اشارت سے کچھ
 کام چلا اور کتاب کی جستجو ہوئی آخر آپ ہی نے مولوی غیاث الدین ساکن بمبئی سے وہ
 کتاب مطلوب منگا کر مولنا کے حوالہ کی اور جواب مکمل ہو کر لا جواب ثابت ہوا۔ آپ کی
 تصنیفات مسائل متنازعہ و رد بدعات و حمایت سنت میں تلامذہ و احباب کے نام سے
 شائع ہوئیں انکی تعداد کثیر ہے رسائل متوسطہ ہمیشہ ایک دو جلسہ میں لکھا دیتے اور
 نقل عبارات مستندہ کے لیے کتابوں کی حروف کتر رجوع فرماتے بعد وفات حافظہ کتب
 فقہ و اصول و فتاویٰ و کلام کی طویل عبارتیں بلفظہ زبانی پڑھ کر سنا تے کاتب انکو لکھنے
 کر لیتا اگر صفحہ وسطہ باب وغیرہ کا صحیح پتا بھی بتا دیتے جسیر سامعین تحیر و تعجب ہوتے
 تھے۔ رسالہ ملک عشرۃ کا ملہ مولفہ مولوی سید محمد نذیر سہسوانی میں لکھا ہے کہ آپ نے
 النبیات شفا پر ایک حاشیہ تسمیٰ بحر داما تصنیف فرمایا تھا یہ یاسر حیدر آباد دکن
 میں جب بعض کتب شیعہ کی تردید و جواب نویسی کا انتظام درمیش ہوا اور والی
 دکن نے ملک المناظرین حضرت مولنا محمد حیدر علی فیض آبادی تلمیذ رشید مولنا
 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مصنف منتہی الکلام وازالۃ الغین کو باوجود کبر سن و
 ضعف قوی اس امر مہتمم بالشان کا مشغل بنایا آپ نے طوعاً و کرہاً بعد غرض و ضعف و
 اضمحلال پیری قبول فرمایا اور استدعا کی کہ کوئی معین صاحب بصیرت و عالم وسیع نظر
 شریک مٹم آپ کو دیا جائے چنانچہ آپ ہی کے انتخاب و تجویز پر حضرت مولنا مرحوم کو
 ہمشاہرہ چار سو روپیہ ماہوار بوجہ اضافہ آئندہ مایک مزار روپیہ ماہوار طلب کیا گیا اعزۃ

فیضان

چند آباد

واجباً بنے بھی ترغیب دی مگر آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اوقات درس و وعظ کو مباحثات و مشاجرات میں صرف کرنا اور تقرب امر اوّٰد و عیش و تنعم اختیار کرنا نہیں چاہتا ایک دیندار عالم کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے۔ یہاں سے آپ کے شغلات نفس و قناعت و خلوص سنی کا پتہ لگتا ہے اور میدان علم و تحقیق و بحث و مناظرہ میں ایک علامہ عصر کی نظر نے آپ کی ذات جمع کمالات کو تمام ہند میں منتخب کیا اس سے آپ کی فضیلت و اعتراف اہل فضل ظاہر ہے جن خلق و تواضع و بذلہ سخی و رنگینی طبع خاص شمار تھا گویا ع جوانوں میں جوان بڑھون میں بڑھے لڑکوں میں لڑکے یا آخرین آپ کے مشاغل کا بڑا حصہ عبادت و ذکر و ریاضت نفس تھے ایک مرتبہ بذوق شوق تمام حضرت شاہ رحیم اللہ خان سنبھلی خلیفہ و مرید حضرت خواجہ سید اکبر احمد شاہ ہسوانی قدس سرہ کی خدمت میں وطن سے سنبھل گئے اور حسن ارادت و خلوص قلب چند روز مستفیض صحبت رہے۔ اگرچہ بطریقہ معرفۃ العقاد و محبت نہیں ہوا مگر فیض روحانی و تجلیات ربانی سے مالا مال ہو کر وطن واپس ہوئے اور شیخ کے کمال و کرامات کے بجد مدح تھے۔ اسکے بعد حالت میں زیادہ تغیر ہوا اور جذبہ معرفت نے تمام شغلات سے بکدوش کر کے کنج خلوت میں زاویہ نشین بنا دیا بجز ذکر و فکر و مجاہدہ کوئی کام نہ کرتے تھے اسی حالت میں علیگڑھ تشریف لے گئے اور دہین معمولی ناسازی طبع میں بروز دوشنبہ یازدہم صفر ۱۲۹۱ ہجری کو جو ارجمت کی طرف منتقل ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ اس حادثہ کی تاریخ انجی مکرم مولوی سید محمود حسن بن حضرت تاج الاولیاء نے بصنعت صوری و معنوی فی البدیہہ تصنیف فرمائی ہے

رحلت حضرت سے کیون عالم نہوا تکلمہ	عم سے سینہ شوق ہو ہر طفل و جوان و پیر کا
روی نذر محمود کو ہاتھ نے ہر سال فوت	لکھ صفر کی گیارہویں اور شکر نے ہر پہلو کا
کرنزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ رہنے آید پاک ذکر حسیہ کی بگلی خیر سے	۹۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

اعداد مطلوبہ مستخرج کیے جزاء اللہ تعالیٰ

(۲۸) مولوی شیخ محمد سخاوت حسین خلف محمد فضل حسین نصاریٰ

آپ نے اقلہم ادا بادرام پور کا سفر کیا اور علمائے وقت سے تحصیل فنون رسمیتہ سہ کی بعدہ لکھنؤ گئے اور عربیت و فقہ و اصول کی تکمیل کی اور بعد فراغ درس نظامیہ و علوم متداولہ وطن واپس ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہوئے صرف و نحو عربی سے آپ کو خاص مناسبت تھی جزئیات مسائل نوک زبان پر تھے اور تصانیف ائمہ نحو مختصر رکھتے تھے اکثر بحث و مذاکرہ میں اپنے مقابل کو مشاجرات نحویہ میں لجا کر لڑم و ساکت فرمادیتے تھے۔ سلسلہ طریقت میں شاہ محرم علی صاحب خیر آبادیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور صوفیت مردوۂ عام سے قدم آگے نہ بڑھایا باوجود علم و فضل ظاہر نقیض مزارات و استعانت اموات و بدعات عرس و نذر غیر اللہ کو مباح خیال کرتے اور عظمت لغزئہ و علم کو موجب ثواب سمجھتے تھے تعظیم مرشد کا یہاں تک حق ادا کرتے کہ تصبیر خیر آباد پونچھ کر پانڈوں سے نعلین اتار دیتے اور کوچہ و بازار میں برہنہ پا پھرتے مجالس میلاد و سوانح میں شریک ہوتے سمسوان میں آپ کے خالہ زادہ مولوی سید عبدالصمد شاہ رحم آپ کے شاگرد رشید تھے نواح بلند شہر علیگڑھ میں بقدر دانی رؤسائے علم و دست برسون قیام فرمایا اور طلبہ علم آپ کے فیض تعلیم سے بہرہ ور ہوئے مہمان نوازی و سیرت خیر آپ کا وصف خاص تھا ایک دو مہمان کے لیے اپنی گھر کی بکری گائے ذبح کر دیتے تھے اسم باسٹے تھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی قطب الدین رحمہ بر دیسی برہمچاری سبیل ہند مقابل فرقہ آریہ اس زمانہ میں مشہور دیار و اصرار ہیں اکثر لکھنؤ میں قیام رکھتے ہیں۔ آپ کی رحلت بمر ۱۲ سال ۱۳۸۵ھ میں بمقام خیر آباد ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ عفاۃ

(۲۹) مولوی حکیم سید احمد حسن بن قاضی سید محمد حسن صاحبی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے ابتداءً وطن میں تحصیل علم کی اور پھر دہلی جا کر فنون متداولہ اکتساب فرمائے چونکہ ابتدا سے فارسیت کی جانب بھی میلان طبع اور نظم و نشر فارسی لکھنے کا شوق تھا دہلی میں مرزا اسد اللہ خان غالب سے مشورہ کرتے اور کالان فن کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے بعد تکمیل درس غربی بتوسل بعض اعزہ مقتدر و ذمی جہاں ریاست بڑودہ ملک گجرات تشریف لے گئے وہاں نامور طبیب حکیم ہاشم علی خان موہانی سے علم طب استفادہ کیا اور مطلب و علاج میں مصروف ہوئے بوجہ تعلقات ملازمت ریاست و قدر دانی رد سا بڑودہ میں سکونت اختیار فرمائی اور اپنے اقارب و اخوان کو بھی پاس بلا کر خدمات ریاست پر مامور کر دیا بامروت و سیر چشم دکریم و مہمان نواز و قدر شناس اہل علم تھے مطالعہ کتب و صحبت ارباب کمال و تصنیف و تالیف و شاعری و انشا نگاری میں زیادہ دلچسپی کے ساتھ اوقات بسر فرماتے علما و شعرا سے صادر و وار کو بشوق تمام مہمان رکھتے تھے مولنا سید احمد حسن عرشی قنوجی رح بن مولنا سید اولاد حسن رح جو نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم کے برادر کلان صاحب فضل و کمال تھے جب بوزم حج بیت اللہ چلے تو بڑودہ میں آپ کے مہمان رہے اور رح بن وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۰۸ ہجری کا ہے۔ نواب صاحب مدوح رح سے اسی بنا پر آپ کا تعارف و رابطہ و داد ہوا اور اکثر کتب مصنفہ آپ کو بھیجیں نواب صاحب رح نے اتحاد النبلاء وغیرہ میں تحت ترجمہ مولنا عرشی رح آپ کا ذکر خیر لکھا ہے اُردو سے ملے میں مرزا غالب کے چند خطوط دوستانہ آپ کے نام ہیں۔ آپ کا کتب خانہ علوم و فنون مختلفہ کی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا بڑودہ میں ۱۲۰۸ ہجری کو بومر ۶۵ سال ۱۲۰۸ فرمایا آپ کے فرزند ارجمند سید محمود حسین سلمہ ربہ عالمین پدر ہیں۔ آپ

محرر سطور کے قریبی خال با فضائل تھے حمزہ اللہ تعالیٰ

(۳۰) مولوی حکیم امداد حسین بن شیخ امیر اللہ رحمہ اللہ زبیری

آپ اپنے سلف کے سر پایہ ناز خلف اور فرزندان تھے مسکن آبائی محلہ دہلیز ہے
قاضی محلہ کے اہل کمال کی صحبت نے تحصیل علم کا شوق دل میں پیدا کیا اور اساتذہ کرام
سے مستفید ہو کر بطلب علم سفر کا بنور و لکھنؤ کیا ذکاوت ذہنی و استعداد فطری سے
چند سال میں کتب درسیہ مقبول و منقول علمائے وقت سے بنور و تدریس پڑھیں فنون
منطق و فلسفہ و ریاضی میں مہارت تامہ حاصل کی اور فاضل شجر ہوئے اور علم طب و طریقہ
علاج و طب بجمت تمام حاصل کر کے بعد مدت وطن مالوت کا رخ کیا مزاج میں صفائی
و تکلف تھا نازک و ماغی و لطافت طبع بدرجہ غایت تھی لکھنؤ کی طرز معاشرت و تہذیب
پر کار بند ہوئے نفس و پالکی میں سوار ہونا پسند فرماتے افسوس کہ زمانہ نا قدر شناس ہے
با این ہمہ علم و فضل و حذاقت خلیق و متواضع بھی تھے مگر خود داری کے ساتھ لہذا اہل وطن
نے اجنبیت کی نظر سے دیکھا اور غوام کو آپ کی سنجیدگی سے وحشت ہوئی مطلب کو
فروغ و نو سکا آخر بجااست نامساعدت روزگار بمرورہم سال عالم بقا کو رحلت فرمائی
سنہ ۱۲۹۵ھ سال وفات ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۱) حکیم شیخ مصطفیٰ علی ولد منشی کریم الدین صدیقی رح

آپ مولوی حکیم بدر الدین رح کے خواہر زادہ تھے غنی صرف و نحو وغیرہ سے فارغ ہو کر
کتب طبیہ فارسی و عربی میں توغل کیا اور حکیم صاحب موصوف سے طریق علاج و مداوا
میں مستفید ہوئے شخصی امراض و تجویز معالجہ میں حاذق تھے زبان فارسی و تعلیم کتب
درسیہ فارسی میں ممتاز تھے کتب طبیہ فارسی کا ہمیشہ درس قائم رکھا آپ کے متشاہر

ملانہ سے آپ کے فرزند حکیم انوار الحسن اور اعزہ مین حکیم سید ابن علی و حکیم سید عبدالحق و حکیم سید نظر حسن و حکیم شیخ بدر احسن وغیرہم ہوئے آخر عمر مین نابینا ہو گئے اور عمر ۷۸ سال ۱۲۹۳ ہجری مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۲) حضرت مولانا شاہ محمد سعید بن مولوی سید بہا الدین حسن فاضل

آپ حضرت تاج الاولیاء رحمہ کے قیسی برادر زادہ تھے ابتدائی زمانہ حضرت ہی کی خدمت مین بسر کیا اور تربیت تعلیم فرزندانہ پائی نظر کیا اثر نے حالت مین تغیر و طبیعت مین آزادی پیدا کر دی باین ہمہ تحصیل علوم و اکتساب فنون کی جانب متوجہ ہوئے کلام اللہ شریف منہ تورات سبعہ و توحید حفظ کیا اس کے بعد چند سال مین وہلی و لکھنؤ قیام فرما کر علوم درسیہ مقولہ و منقولہ و تفسیر و حدیث و فقہ تحصیل کیے سرعت فہم و ذکاوت و قوت حافظہ کا وصف بمرتبہ نہایت رکھتے تھے جذب معرفت و کیفیت وجد و ذوق عرفان فطری تھا لہذا علوم ظاہری کے ساتھ معارف باطنی کا دریا موجزن رہا ہنگام ملاوت قرآن مجید جو ش رقت قلب ہوتا اور آیدیدہ ہو جاتے خشیت الہی کا اثر تشریف و لرزہ اندام سے ظاہر ہوتا اور کبھی استغراق و محویت کی حالت طاری ہو جاتی۔ تکمیل تحصیل ظاہری و باطنی مراحل باطنی کے بعد وطن تشریف لائے باتباع سنت و حکم حضرت عقد لکھ کیا اور چند سال مقیم رہے بعد لکھنؤ کا رخ کیا اور تا آخر حیات وہیں رہے تعلقات دنیوی کو وطن سے نکلنے ہی خیر باد کہی۔ ہر صنف خط مین خوشنویس کا قلم تھے کتابت قرآن کا مشغلہ کیا اور مطالبہ کو باحترام کا بیان لکھ کر دین اور بسر اوقات فرمائی مجاہدہ نفس و تزکیہ باطن و عبادت شغل شمار و زری تھا بعدہ جذب و مسکری منزل مین قدم پہنچا مگر غلات شریعت مصطفوی کوئی امر سرزد نہوا تاویہ فرانس و حسن مین ثابت قدم تبع قرآن و حدیث رہے اور باوجود عدم اشتغال علوم ظاہری

نہایت پرستگار اور ارقاب حکیم و شاعرانہ کمال میں

فیض خان

بنی عام

ملقات راقم

و ترک درس و مطالعہ آپ کے استحضار علم پر علمائے زمانہ انگشت بدندان ہوتے تھے
معضلات فنون و دقائق علوم بے غور و فکر حل فرمادیتے اور عبارات کتب زبانی سُنا
دیتے۔ تاثر و قبولیت کا یہ عالم تھا کہ عمائد امر اور وُسا اور حکام و اعیان شہر لکھنؤ
و مصافحات کا در دولت پر انبوه رہتا اور نوبت نبوت حاضر خدمت بابرکت ہو کر ملتی و دعا
تقاضا حاجات ہوتے عامہ مخلوق ہندو و مسلمان بغرض استمداد و رجوع کرتے
مقتدرہ انگریز و حکام ہر صنفہ کلکٹر و کمشنر وغیرہ بھی حاضر ہو کر تکریم و تعظیم بجالاتے
تھے مشہور صاحب مطبع غشی نول کشوری۔ ایس۔ آئی۔ آپ کو اپنی عزت و دولت
کا ذریعہ سمجھتے اور بکمال عقیدت روزانہ حاضر خدمت ہوتے اور ہر تیسرے روز آپ کے
کھانے کے لیے خود کھانا لیکر آتے اور دست بستہ سامنے کھڑے رہتے۔ اسی
کھانے پر آپ فناخت فرماتے تھے اور کسیکا ہدیہ و نذر نقد و خمس قبول نہ فرماتے
اغزوہ وطن سے جب کوئی فائز خدمت ہوتا تھن خلق و محبت پیش آتے۔ راتھم طور
ایک مرتبہ وطن سے ریاست بھوپال کو واپس جاتے ہوئے راستہ میں لکھنؤ
اُترا اور حاضر خدمت اقدس ہوا بغیر تعارف و ملاقات سابق بطریق بزرگانہ
میرانام لیکر اظہار مسترت فرمایا اُسٹھ کر بنڈیگر ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا اور خود بخود
حصول مقصد کی بشارت دی چنانچہ بھوپال پہونچکر اسکا فوراً ظہور ہوا وقتِ خلعت
بستہ کھو لکر ایک روٹی کا ٹکڑا اور پان کی گلوڑی رحمت فرما کر دعاے غنائی
نفس و سلامتی ایمان دی۔ مجھ کو اُس حالت کشفی و اطلاع مافی الضمیر پر آجتک
حیرت ہے برکت پارہٴ نان یہ پاتا ہوں کہ محمد اللہ اب تک محتاج غیر اللہ و منت کش
مخلوق نہوا بلکہ اہل مال و دولت سے زیادہ فارغ البالی و خوشحالی میں بسر
کی اور محمود و محسا درہا۔ اب گلوڑی پان کی برکت کا امیدوار ہوں کہ رحمت الہی
سے خاتمہ بخیر ہو سر سبز نخل ایمان و سرخروئی آخرت سے بہرہ ور ہوں

وَاللّٰهُ لَیْسَ عَلَیْهِ عَزِیْزٌ ذٰلِکَ وَقَاتِ شَرِیْفٌ لِّکَھْنُوْمِیْنِ سَلَمَۃُ اِیْمَرِیْ میں ہوئی کسی بیدین شقی نے آپ کے کھانے میں زہر ملا کر شہید کیا قدس اللہ تعالیٰ مترہ و جہرہ۔ اس واقعہ کی تاریخ سید المورخین عزیز معجز سلمہ بنے یہ لکھی ہے ۵	امام ظاہر و باطن امین میر خدا باغت از پئے تاریخ مصرع معجز
نمود عزم سفر سوے جنت الملکے وفات شاہ محمد سعید ثور ہدے	

(۳۳) شمس العلماء مولانا سید امیر احمد بن مولانا سید امیر حسن محدث جمہا

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۲۷ھ ہجری میں ہے جب آپ کے والد بزرگوار بعد فراغ
اکتساب علوم وطن واپس ہوئے تو آپ کی تعلیم کی جانب توجہ فرمائی اور قیام دہلی
و میرٹھ میں آپ کو اپنے پاس رکھا فجواسے الودکھنویہ جو مدت ذہن قوت فطریہ
میں عدیم النظیر تھے تیز فہم و تجارت و جولانی طبع و بیباکی سے موصوف اور
بحث و جدل کی طرف راغب تھے اقل مدت میں جملہ علوم درسیہ و کتب متداولہ اپنے
پدر بزرگوار سے جو مدت و اتقان کے ساتھ استفادہ فرما کر مشغول درس و تدریس
ہوئے خیر التعلیم مولانا الحاج اخوان سید محمد عبد الباری رحمہ آپ کے ہمدرس و ہم عصر
مشاغل رہے اور باہم ارتباط و دوستانہ و محبت برادرانہ رکھتے تھے۔ بعد
قطع تعلقات میرٹھ حضرت شمس العلماء نے دہلی و برجہ آگرہ لکھنؤ بریلی بدایون آنولہ وغیرہ
مختلف اوقات میں قیام فرمایا اور ہر جگہ طلبہ علم درس و تعلیم سے مستفید ہوئے جاتے
فنون عقلیہ و نقلیہ و مذاق ادب و معقولات و افطانت و تفلسط طبع و استحضار علوم
و جودت حافظہ میں سرآمد فضلاء عصر تھے جس کتاب کو دیکھ لیتے وہ ذہن میں
محفوظ ہو جاتی اکثر عبارات طویلہ زبانی نقل فرماتے اکثر اشعار عربی و فارسی و دیوان
مثنوی و مقامات حریری کا حفظ تھے متون منطق و حکمت و نحو و بلاغت کے درس میں

میرٹھ

دہلی

اقوال کثیرہ شارحین و محشیین بیان فرماتے اور بحث و مناظرہ میں طرز استدلال متکلمانہ و فلسفیانہ پر قادر تھے اور بوجہ جامعیت علوم و استحضار مضامین مقابل پر غالب آتے تھے نام آور علماء سے مجالس بحث و مجادلہ منعقد کیں اور گاہ بشوق طبع و جدت ذہن خلاف مخالف پرخند و اصرار کیا اور اپنے دعاوی کی تائید اور خصم کی تردید زور شور سے کی گفتگو ابتدا میں زیادہ تھا۔ تقریباً سترہ اعمین گورنمنٹ ہند نے عربی و ہینکو لہر مدارج جاری کئے اور اگرہ میں اسی صیغہ کی مدرسہ اول پر آپ مامور ہوئے اور قریب تین سال فرائض درس و تعلیم انجام دیے وہیں حقیر راقم سطور بھی آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوا اور ایک جماعت کثیرہ طلبہ علم کے ساتھ آپ سے اکتساب علم کیا علامہ مولانا محمد بشیر سہسوانی رزم مدرسہ سنٹینٹ جوئس کلچر مین عربی فارسی کے پروفیسر تھے اور آپ مدرسہ عربی کے صدر مدرسین اور میرے اخ معظم حضرت مولانا سید محمد عبدالباقی رحمہ اللہ علم ادب و ریاضی کے مدرس اعلیٰ تھے ہر سہ فضلاء سہسوان اپنے اپنے مکان پر بھی مختلف فنون معقول و منقول طلبہ علم کو پڑھاتے اور نصیحت و تالیف و بحث و مناظرات و وعظ و درس میں شب و روز مصروف رہتے تھے قبزون ہموطن اور باہمی تعلقات قرابت کے سوا رابطہ محبت و یگانگی بدرجہ غایت رکھتے تھے۔ شمس العلماء ر اکثر اپنے زور طبع میں غیر کی موافقت گوارا نہ فرماتے اور مسائل مختلفہ میں مولانا شیخ محمد بشیر رحمہ کے مقابل ہو جاتے تھے اور تردید میں زور قلم و زبان صرف فرمادیتے تھے اور کبھی نزاع بڑھ کر باہمی شک و شبہ کی کیفیت بھی نمایاں ہو جاتی تھی اور فاضل علامہ انجی معظم رحمہ جو دونوں حضرات پر اثر خاص رکھتے تھے باہم مصالحت و تجدید اخلاص میں سعی فرما کر کچھ شیر و شکر کر دیتے تھے اور دونوں بزرگ بصفہ قلب متحد ہو جاتے تھے ہر تہہ ارباب کمال حقیقہ کے استاد تھے سلوک جاوہ تحقیق و اتباع خاص کتاب سنت ہر ایک کا نصب العین تھا پیروی عقائد سلف و دشمن و بدعت میں ہر ایک ممتاز تھا

حضرت شمس العجا جب بتقریب نکلح اول قصبہ نیر آباد میں میر محمد حسین خان بہادر سوانی کے مکان پر فرود کش تھے مولانا محمد عبدالحق بن مولانا محمد فضل حق خیر آبادی رح سے ملاقی ہوئے اور باہم آمد و رفت رہی مولانا خیر آبادی کی بعض تلامذہ ممتاز بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ایک صحبت میں آپ نے باشندے تذکرہ علم و فضل مولانا فضل حق رح مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید کے مقابلہ میں انکی نفسانیت و تعصب اور کمزوری بیان فرمائی یہ واقعہ جب مولانا کے گوش زد ہوا تو نہایت برا فرودختہ ہوئے اور باہم کشیدگی پیدا ہوئی آپ نے اپنے اثبات مدعا میں ایک رسالہ مبسوط مسمیٰ نقض الہامیل فی الذب عن الشيخ اسماعیل مسئلہ مکان نظیر میں مولانا فضل حق رح کے رسالہ کا رد لکھا اور اُنکے خلاف الرشید موصوف کی خدمت میں بتوسط بعض اعیان رد و سا بھیجا مگر صدا سے برخاستہ کا مضمون دیکھ کر بعد انتظار بسیار کتاب ہدیہ سعیدیہ وغیرہ مصنفات مولانا فضل حق رح پر دہل اعتراضات منطقیانہ و فلسفیانہ فوری تحریر فرما کر اور روانہ کیے اور متقاضی جواب ہوئے اسکے بعد مختلف مقامات پر آپ نے بوساطت اعیان رد و سا مثلاً دہلی میں موقع دربار شہ ۱۲۸۶ء اور لکھنؤ و آگرہ میں مولانا سے مطالبہ تحریر جوابات کیا اور ریاست رام پور میں بھی تحریک بحث و مناظرہ کی لہذا اعتراضات متعلق فن معقول رسالہ مطبوعہ ملک عشرہ کاملہ میں مولوی سید محمد نذیر مرحوم نے جمع فرما کر شائع کیے بزبانہ قیام بدایون شہ ۱۲۹۰ ہجری میں و بارہ مسئلہ امکان و امتناع نظیر مولوی محمد عبد القادر بن مولوی محمد فضل رح رسول بدایونی آپ کے فریق مخالف ہوئے اور مجلس مناظرہ شہر سے بعید محلہ شیخ پور میں ہاتھام شیخ انتظام الدین صاحب رئیس غصہ منعقد ہوئی چند روز متواتر تحریرات جانبین کی پیشکش رہی آپ کی طرف سے جواب بدلائل عقلیہ و تعلیمیہ مع نقل عبارات مستندہ ہمزورہ بلکہ فی الغور پہنچا تھا اور کوئی کتاب بھی آپ کے ہمراہ نہ تھی فریق آخر کی جانب سے بعد نظر بسیار و تقاضے مسلسل جواب موصول ہوتا حالانکہ ایک بڑا کتب خانہ ہمراہ تھا اور حسب

ضرورت بدایوں سے بھی کتب کثیرہ طلب کی جاتی تھیں شرکائے جلسہ مناظرہ
 وحاضرین شیخوں اور تمام حالات کا معائنہ و موازنہ کیتے تھے علامہ رؤسا و اعیان اہل
 کو مباحثہ کے نتائج کا انتظار تھا کہ ایک روز عین شدت گرمائیں دوپہر کے وقت
 سنا گیا کہ حضرت مولائے بدایونی پیادہ پا اپنے مکان کو تشریف لے گئے سلسلہ
 بحث ختم ہو گیا مفصل حالات و تجربات ہر دو فریق کتاب مناظرہ احمدیہ مولفہ مولوی
 سید محمد نذیر صاحب مرحوم میں مندرج ہیں من شاء اللہ الاطلاع فلیزج الیہ تحقیقت
 امر یہ ہے کہ آپ علوم و فنون کے بحر زخارا اور جامعیت معقول و منقول میں دریا
 ناپیدا کنار تھے اُسپر ذکاوت و فطانت ذہن و قوت حافظہ کا جو ہر آپ کے
 نفس کو وہ چند کرتا تھا دو ایک فن کا عالم آپ کے سامنے متجسس و ششدر رہ جاتا
 تھا۔ عبارت و انشا نگاری عربی و فارسی میں دست گاہ کامل و ملکہ خدا داد
 رکھتے تھے بدیہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ متعدد کاتبوں کو مختلف مضامین عربی و
 فارسی ایک ساتھ لکھاتے اور ربط عبارت و سلسلہ مضمون میں کہیں فرق نہ آتا
 نہ خود توقف فرماتے تھے۔ صد راوشمس باز فہ وافق المبین و شرح جفنی وغیرہ کے
 درس میں بحر زخار تھے قدیم حکماء یونان و حکماء اسلام کے اختلافات بقرات
 عبارات بیان فرماتے۔ نیز ادیب کامل الفن تھے ہزار ہا شعر عربی زمانہ جاہلیت
 و اسلامی یاد تھے اسی طرح اُردو فارسی کے شعرا زبر تھے غرض کہ فلسفہ حکمت و ادب
 میں آپ کا درجہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ بروقت درس کبھی کتاب نہ دیکھتے تھے
 درس سے بیٹھ کر مضامین کے دریا بہا دیتے۔ آپ کے مشہور تلامذہ سے مولوی
 محمد اسحق خان بریلوی مقیم دہلی و مولوی عبدالکامیم پنجابی مقیم گنج مراد آباد و مولوی
 مشتاق اللہ اترولی متوسل ریاست رام پور موجود ہیں انکے سوا تعداد کثیر طلبہ متعدد
 شہروں میں آپ سے فیضیاب ہوئی آپ کی تصنیف رسائل مذکورہ کے سوا

نحو الجملہ فی حکم الصلوۃ علی الجملہ مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کے فتوے کے
جواب میں طبع ہوئی مگر تکمیل کو نہ پہنچی اور ایسا اکثر ہوا کہ ایک کتاب ختم نہیں ہوئی
کہ دوسری شروع کر دی یہ تفسیر طبع مانع اتمام کتاب ہوتا تھا۔ ۱۳۲۷ھ میں آپ نے
سفر حجاز فرمایا اور فریضہ حج بیت اللہ ادا کیا بعد واپسی ریاست بھوپال میں وارد
ہو کر نواب مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر سے ملاقات کی اور اعزہ وطن
متوسلین ریاست سے ملے آپکا اکرام واعزاز کیا گیا۔ مشورہ عربی وانجج ماول حسب
آپ کا شاگرد تھا اور بڑی عظمت کرتا تھا تقرب حکام وملاقات روسلے عظام کی وجہ سے
آپ کے اقتدار کو گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا اور بوجہ کمال علم وفصل خطاب شمس العلماء جبکہ
پہلی بار گورنمنٹ نے فضلاء نامور کو دیا ہے آپ کو مرحمت ہوا آپ کے شریک خطاب
مولانا محمد عبدالحق خیر آبادی ومولانا محمد نعیم لکھنوی فرنگی محلی ومولوی شاہ عبدالحق کانپوری
شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی شاہیر زمانہ تھے اسکے بعد سے اب تک حصول خطابات
کامدار محض خوشنودی حکام وخیر خواہی سرکار پر ہے کسی کمال کو انتخاب میں دخل نہیں
آپ نے اس عنایت کے شکریہ میں باصرار بعض حکام یورپین ضلع ایک نصیح و تبلیغ
قصیدہ عربی کو مین وکٹوریا ملکہ انگلستان و ہند کی مدح میں لکھ کر بتوسط بعض حکام
انگریز لندن روانہ کیا۔ افسوس کہ اس واقعہ سے ایک سال بعد آپ نے بدایون
میں بمبختیائیس سال ۱۳۳۷ھ میں بمرض تب واسہال وفات پائی مزار خام متصل
نوادہ و کھیر اباغ میں ہے آپ کا کتب خانہ عظیم الشان افسوسناک طور پر تباہ و برباد ہوا
آپ خوش خوراک و خوش پوشاکی کے شوقین اور وجاہت کے دلدادہ تھے رحمہ اللہ تعالیٰ
علامہ عزیز نے مادہ سال تاریخ عربی قطعہ فارسی میں موزون کیا ہے ۷

بجائے

مجلس

ذات

موتوی سید امیر احمد	کرد آہنگ روضہ جنت
سال تاریخ زور قلم حسن	دخلو الخلد از پے رحلت

آپ کے دو صاحبزادے ہیں خلف امیر مہدی مولوی سید محمد صاحب مشاغل علمی و درسی میں مصروف
ادقات ہیں سلمہ اللہ

۳۴) اشجع المناظرین برہان المتکلمین لئنا و اخوانا الحاج سید محمد عبدالباری قدس سرہ

بن حجت الاسلام مولانا ابینا السید سراج احمد نقوی فاضلی رحمہ اللہ تعلیم و ولادت
باسعادت سال ۱۲۶۶ ہجری کو وطن میں ہوئی کاتب الحرمہ کے حقیقی برادر عظمیٰ
میں آٹھ سال بزرگ تھے بچپن کا بڑا حصہ لکھنؤ و کاکوری میں بخدمت حضرت
والد ماجد رحمہ البسر ہوا رحمت وطن کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی
چونکہ سرعت فہم و قوت حفظ و جدت ادراک سے بہرہ کامل رکھتے تھے اس لیے
علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت اقل مدت میں حاصل کر لیے اور بعض متون اصول
و کلام و ادب وغیرہ محفوظ ذہن عالی ہو گئے ابھی عمر کا پانچواں سال تھا کہ جناب پیر بزرگوار
کا سایہ عاطفت سر سے جدا ہو گیا اور اندوہ و مصائب کا کوہ عظیم سر پر آ گیا
لیکن مردانہ ہمت و استقلال و جرأت خدا داد سے آپ نے آلام زمانہ کا مقابلہ
کیا اور حضرت والد ماجد رحمہ البسر کے بھائی بہنوں کی شفی و تسلی میں چندے مصروف
ہے اسکے بعد پھر سلسلہ الکتساب علم شروع ہوا اور مولانا سید امیر حسن رحمہ اللہ کی مدد
میں پہنچے انکو چونکہ آپ کی قابلیت فطری و جوہر استعداد و ذہن و ذکاوت
آگاہی تھی اس وجہ سے توجہ خاص آپ کی تعلیم میں مشغول ہوئے اور اپنے ہمراہ
میرٹھ لے گئے دہان آپ نے چند سال قیام فرمایا اور شب و روز طلب علم و توسل
درس میں ادقات عزیز البسر ہوئی۔ چونکہ جدت و فطانت کے ساتھ جرأت و
دلیری زائد الوصف تھی اور کسی امیر یا حاکم کا رعب آپ کو مانع گفتگو نہ ہوتا تھا

اور فوت تفریر میں لگانے تھے اس لیے ہمیشہ مجالس وعظ و مناظرہ میں حضرت استاد آپ کو فخر کے ساتھ پیش کرتے تھے اور آپ اپنا فرض خوبی سے انجام دیتے تھے۔ تقریباً شش ماہ میں مدرسہ اسلامیہ کی طرف سے شیخ آئی بخش تاجر دریس میرٹھ نے عظیم الشان جلسہ کا اعلان کیا اور علماء و فضلاء عصرِ بلاد و امصار سے شریک و مدعو ہوئے رامپور بریلی لکھنؤ دہلی مراد آباد دیوبند وغیرہ سے مشاہیر اہل علم آئے اور تین روز تک یہ بارون جلسہ علماء کے مواعظ و خطب سے معمور رہا تیسرے دن مجمع علم و علماء و اعماد مشہرین فارغ التحصیل طلبہ کو سند فضیلت بعد امتحان دی گئی اور آپ سے پیشتر بانی مدرسہ مولانا سید امیر حسن رح نے آپ کو پیش کیا کتب منہائیہ کے مقامات مشککہ اور ہر علم و فن کے دقیق و مغلق مسائل آپ کے سامنے لائے گئے جنکے جوابات شافی بے فکر و تامل آپ نے فضلاء متبحرین کو دے دیئے ہر طرف سے احسنت و بارک اللہ کی صدا بلند ہوئی اور اول درجہ کی سند بمواہرہ علماء طہرین آپ کو دی گئی ایمان شہر میرٹھ آپکی حالت سے پہلے سے واقف تھے اس جلدی کے بعد عظمت اور بھی زیادہ ہو گئی اسی زمانہ میں آپ نے رسالہ ہدایۃ البتدعین رد شرک و بدعات میں بغیرائش بعض نو مسلم انگریز تصنیف فرمایا اور اسکو بعض روساے میرٹھ نے طبع کرایا پھر حضرت مولانا سے اجازت لیکر آپ دہلی تشریف لے گئے اور اپنے استاد الا شاذ شیخ اہل مولانا سید شاہ نذیر حسین محدث رح سے کتب حدیث مصلح ستہ وغیرہ سنا کر سند علی جان صاحب معزز تاجر دہلی نے آپ سے قیام دہلی کی خواہش کی چنانچہ پانچ ماہ وہاں قیام فرمایا طلبہ علم کو درس دیا اور شہر میں جا بجا مجالس وعظ منعقد ہوئیں بعض سربراہ اور وہ مسلمانوں کے اصرار سے آپ نے مسیحی پادریوں کے مناظرہ کیا اور مجمع عام میں انکو شکست دی کتب مذاہب باطلہ پر آپ کی نظر وسیع تھی اور انکے مضامین مستحضر فی الذہن تھے انکی خوب خوب تردید فرمائی اور

حکومت

سکری

منظرہ نصارا

منظرہ آریہ

در اجتہاد و طریق نکاح

قیام بدایون

حقانیت دین اسلام زور شور سے ثابت کی چند مسیحی علمائے خود اپنے مغلوبیت و عجز کا اعتراف کیا۔ پھر وہاں سے بقصد وطن روانہ ہوئے اور راستہ میں علی گڑھ قیام فرمایا یہاں بانی مذہب آریہ دیانند سرتی سے مقابلہ ہوا مخالفین نے تقریری بحث گو گو اور انکیا لہذا آپ نے ایک تحریر اثبات حقیقت اسلام و تردید اعتراضات مخالفین سے مستحون لالہ صاحب کے پاس بتوسط بعض اعیان شہنہ بھیجی اور اسکا جواب نہ آنے پر چوتھے روز ایک تحریر جمین دید کی تعلیمات کو نفوذات کیا تھا اور عقائد آریہ کی اصولاً تردید تھی ایک جلد عام میں پڑھ کر سنائی اور بمشورہ عام مخالف کو بخوبی اس دوران میں چند جگہ آپ کا وعظ و بیان ہوا اگر کسی مخالف کو مجال دم زدن نہ ہوئی پھر سنایا کہ لالہ صاحب کسی طرف روانہ ہو گئے اسکے بعد آپ وطن تشریف فرما ہوئے اور حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ نے اپنی دفتر کے ساتھ آپ کا عقد نکاح فرمایا پھر باجارت حضرت والدہ معظمہ آپ بدایون تشریف لے گئے اور بعد روانی بعض حکام مسلمان وہاں قیام فرمایا طلبہ علوم کو درس دیتے اور اہل بدع و اہوا و ہنود و نصارا سے معرکہ بحث میں وقت صرف فرماتے بعض علمائے بدایون سے بسبب اختلاف عقائد و اعمال مباحثے ہوئے اور تحریراً و تقریراً اغلاے الحق و اشاعت توحید و اتباع کتاب و سنت و در و شرک و بدعت میں سعی روزانہ فرمائی اور کسی جلسہ میں کسی مخالف کی پرواہ نہ کی بخاطر اظہار حق فرمایا۔ مشہور پادری انگریز ہاسکن صاحب سے بتقریب بحث و تحقیق مذاہب ملاقات ہوئی اور وہ آپ کی وسعت نظر و تحقیق و عبور کا گرویدہ ہو گیا تحریفات انجیل کا اعتراف کیا آپ سے عربی زبان کی تحصیل تکمیل کو بخوبی وہ زبان عبرانی کا عالم تھا آپ نے اس سے زبان عبرانی حاصل کی اور بحسب ضرورت کتب دین مسیحی کا مطالعہ کیا آپ کے مناظرات و مباحثات میں نصب نفسیت

و خود غامی و شہرت پسندی کا مطلقاً دخل نہ تھا ہمیشہ خلوص و سعی لوجہ اللہ و ارشاد
 عباد مر کو زخاطر تھے اور طلب حق و کسب کمال و درس و وعظ و تصنیف میں بدل
 مساعی فرماتے تھے رد اہل باطل و الزام مخالفان اسلام آپ کا خاص شعار تھا۔
 بتعلقات معاش شہر جون پور میں قیام فرمایا کچھ وقت تدریس طلبہ علم میں بھی مشغول
 ہوتا تھا مولوی حکیم محمد انور علی نکلندی محشی کتب درسیہ و مصنف انوار الحوائش وغیرہ
 سے آپ کا ربط و ضبط زیادہ رہا اور بعض اوقات فرصت میں آپ نے اپنے فن
 طب کے مسائل اور بعض مقامات مشککہ و مصطلحات طبیبہ کلیات قانون شیخ الریس
 زبانی استفادہ فرمائے اور طریقہ طب بھی حاصل کیا بعد چندے شہر آگرہ میں مدرسہ
 عربی سرکاری میں آپ کا تعلق ہوا اور کئی سال وہاں قیام فرمایا مدرسہ میں تعلیم
 ادب و ریاضیات عربی آپ کو تفویض ہوئی حساب و ہندسہ و ہیئت و مساحت
 میں آپ کو علما و علماء کمال دستگاہ تھی جامعیت علوم و فنون مقبول و منقول میں ممتاز
 اور استخصار و تحقیق فروع و اصول میں فائق الاقران تھے اس وقت آگرہ میں
 مسیحی پادریوں کا بڑا زور تھا اور عوام و خواص سے ہر موقع پر برسر بحث ہوتے
 تھے آپ نے وہاں پہونچ کر دین نصارا کی تردید اور حقانیت اسلام پر زور و شور سے
 وعظ کبی اور ہر مجلس میں مذہبی تقریریں کیں اسپر عیسائی علمائے متفق ہو کر آپ سے
 مباحثہ کا قصد کیا اور مشہور مسیحی عالم پادری عماد الدین جو عربی زبان و اسلامی
 کتب پر عبور اور بحث و مناظرہ میں خاص مہارت رکھتا تھا اس مباحثہ کے لیے
 منتخب ہوا اور بعض مشنری علما پنجاب سے بھی اس مہم کے لیے مدعو کیے گئے
 پادری دین صاحب پرنسپل مشن کالج اس کے منتظم تھے شرائط مباحثہ و انعقاد
 جلسہ انھیں کے ذریعہ طے ہوئے اور یوم موعود پر عماد شہر ہند و مسلمان و عیسائی
 حکام وقت و امر اوغرا با مشرک یک جلسہ ہوئے اور باتفاق رائے حاضرین استدعا

جون پور

آگرہ

مناظرہ نصارا

حقائق آپ نے تقریر طویل و بار بار استحكام اصول اسلام و تحانیات قرآن و وحدت
 دین برحق و ابطال و تردد ادیان مفسوخ و تحریفیات و غیرہ پر بلفصاحت و بلاغت تمام
 بیان فرمائی، مسیحی علماء اس سے قبل آپ کی تقریر بردن اور دغظون کے مضامین خود اور
 لوگوں کی زبان سے بھی متواتر سن چکے تھے اب اس بیان میں دین اسلام کا
 غیر خدا ہر سب سے موازنہ اور زبردست فیصلہ تھا اور آپ کی طلاق لسانی نے اسکو
 بوضاحت حصار کے ذہن نشین کر دیا، اہلسین دو گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف ہوا
 آپ کے بعد پادری صاحبان سے جوابی تقریر کا تقاضا کیا گیا مگر کچھ نہوا کچھ درخوشی
 کے بعد پادری عماد الدین نے مناظرہ زبانی کو موجب فتنہ و فساد مگر نصرت مانگی اور کہا کہ
 ہم تحریری بحث کو پسند کرتے ہیں۔ منتظم جلسہ و دیگر معزز عیسائیوں نے انکے فرار و سہانہ
 کو تسلیم کر کے جلسہ برخاست کیا پادریوں کی اس بے محابا گریز سے عام عیسائیوں کے
 دل بیٹھ گئے اور ایک مدت کے لئے انکی تقریروں کا بازار سرد ہو گیا اسکے بعد چند
 تحریروں کے ذریعہ سے انکو تنبیہ کی گئی مگر جو اب صاف ملا اور کوئی آبادہ بحث نہوا
 مسلمانوں نے نصر ہائے فتح و نصرت بلند کیے۔ اسکے مختصر حالات رسالہ فتح اہلسین
 علی اعداد الدین مبلغہ آگرہ ۱۲۹۲ھ میں مندرج ہیں جب سید مرحوم کی تفسیر القرآن اردو
 کے بعض مضامین رسالہ تہذیب الاخلاق میں غلطی سے شائع ہوئے تو آپ نے
 سورہ فیل کی تفسیر پر سید صاحب کار و لکھا اور انکی تفسیری غلطیاں ظاہر کیں اس
 مضمون کو سید مرحوم نے تہذیب الاخلاق میں بلفظ طبع کر دیا اور دوستانہ خط و
 کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور جب قیام محمدن کالج کے لیے گشت کیا تو آگرہ پہنچکر
 سب سے پہلے آپ سے آکر ملے اور آپ کو اپنے قیام گاہ یعنی مکان مولوی عبد الغفور
 صدر اعلیٰ پر ساتھ لے گئے اور جابجا شہر میں معزز رؤسا کے پاس مع آپ کے گئے
 بعد چندے عہدہ پر و فیسری عربی و فارسی کے لیے آپ کو بلایا اور مجید اصرار کیا

لافتات و بحث پر سید صاحب نے فراموشی کا حال فراموش کیا
 اعلیٰ طلبہ بہ ذرا کراؤ

مگر آپ نے محبت دین و اختلاف عقائد باہمی یہ تعلق گوارا فرمایا یا این ہمہ سید صاحب
 ہمیشہ آپ کی ہمت و غم و مستعدی کے مداح رہے زمانہ قیام آگرہ میں آپ نے کتاب
 مستطاب اعلام الاخبار و الاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام مجلد ضخیم تصنیف فرما کر
 طبع کرائی جو اپنے باب میں نئے نئے نظریات و تحقیق دین حق کیلئے بحث قاطعہ و اہل حق
 کے لیے آیت باہرہ ہر دہل متعبد می اصول پر غیر ظاہر کو باطل اور اسلام کو حق ثابت کیا گیا ہے
 چونکہ تمام سہمی آپ کی اشاعت حق و تبلیغ اسلام میں تھی اور حمیت دین و فلاح
 مسلمان کو نصب العین رکھتے تھے بنا برآں واقعہ جنگ روم دروس مسئلہ امن غامض
 نہ رہے اعانت سلطان ترک و مجاہدین پر کمر ہمت باندھی آگرہ میں جا بجا وعظ کے
 مفصلات شہر میں دورہ کیا اپنے وطن میں لوگوں کو ترغیب امداد دی اور ایک قم
 کشیر حندہ کی ترکی کو بھیجی اور آپ کی کوشش سے بہت نفوس مسلمان مجاہد بنکر روم کو گئے
 اسی خدمت کی مصروفیت میں ملازمت سے مستغنی ہو کر وطن تشریف لائے اور وعظ و
 ارشاد و ترغیب و ترتیب عباد و تفسیر قرآن و حدیث میں مشغول ہوئے۔ بعد ہر ادب آباد
 کا سفر فرمایا اور مشہور رئیس شہر قاضی محمد عباس مرحوم کے عہد میں اندر میں مراد آبادی
 مشہور عالم ہند مصنف تحفہ الاسلام سے مناظرہ کیا اور مجمع عام میں اسکو شکست
 دی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ کتاب مذکور اسکی مصنف نہیں ہے وہاں سے لکھنؤ گئے
 اور مولانا محمد عبدالحی لکھنوی کے تعلقات مجاہد کی وجہ سے فرنگی محل میں قیام فرمایا اتفاقات
 متشی نول کشور سی ایس آئی۔ سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے مطبع کے لیے
 تصحیح کتب کی نگرانی و انصری کی اسلئے عاکی حکو آپ نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا۔

تصنیف کتب

جنگ روم

مناظرہ ہند

علہ آپ کو معفات این تہ و این قید و سبوطی و شاہ ولی اللہ وغیرہ رحمہم سے بھی مذاق تھا اور اکثر عبارات نوک زبان
 پر از برتھین شروع بخاری و اکثر نظائر و دسیع و علم معانی و دیان میں کمال دستگاہ تھی
 محاسن شعر عربی فارسی اگر دو کو خوب فہم فرماتے تھے۔

قیام لکھنؤ

قلعہ بھوپال

دیر اور اٹھارہ

وہ آپ کی نفسیات علمی و مستعدی کے مدح سرا اور آپ انکی ملازمت سے سخت ہزار
 رہے غیر مسلم کی مکتی سے ہمیشہ احتراز فرماتے اور مجبوری اختیار کرنے تھے
 چنانچہ بعد چندے سبکدوش ہو گئے اور بغرض تبلیغ دین و اعلائے کلمۃ اللہ تھا
 دور و دراز کا سفر کیا ریاست ٹونک و حیدر آباد و گن بھی تشریف لے گئے مگر
 خواہش حصول ملازمت اصلانہ کی ہر جگہ اکرام و احترام کامل کیا گیا مجالس عامین
 و عقد ہوئے آپ کی حُسنِ مصاعی و برکتِ انفس سے صہا مگر اہ دین برحق میں آگئے
 اور بہت سے مبتدعین عقائد باطلہ سے تائب ہوئے آپ کی اثر و صحبت سے ایک
 معزز انگریز لکھنؤ میں مائل اسلام ہوا اسکا نام جوزف تھا۔ آپ کی تحریک سے ریاست
 بھوپال میں معزز عمدہ برہما موہوا حضرت نواب سیدنا مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر جو
 نے بمعاہدہ اشتهار طبع کتاب اعلام الاجاز بحیثیت دینی مصارف طبع میں اعانت
 فرمائی تھی جب سے باہم سلسلہ مراسلت قائم تھا اتفاق سے بعد واپسی حیدر آباد
 ۱۲۹۸ھ میں اپنے بھوپال میں قیام فرمایا اور بغیر تائید و اصرار نواب صاحب مدح
 ریاست بھوپال میں تعلق ملازمت اختیار کیا اور تا آخر حیات متوسل و مشیر و ندیم
 نواب صاحب و متعدد امور ریاست رہے ریاست کے علما و فضلا و مدبرین و عقلا میں
 قدر و منزلت و تقرب و حضوری میں آپ ممتاز تھے عام راسے تھی کہ جس صیغہ کا
 کام یا جو عمدہ آپ کے سپرد کیا جائے اسکو آپ سب سے بہتر انجام دے سکتے ہیں
 و بر بار میں جس طرح مباحث علمی میں سبقت فرماتے تھے اُسی طرح امور نظم و نسق ملک میں
 بجائے تردید و تاخیر و اظہار رائے فرماتے تھے بلکہ بزورِ دلائل انہیں مدعا کو محض طبع
 سے تسلیم کرا لیتے تھے راست گوئی و اظہار حق میں آپ کی جرأت و دلیری ضرب المثل
 تھی آپ پر کسی امیر و حاکم و والی ملک کا رعب نہ تھا جس موقع پر نہاے خاص و
 معزین مجبور ہوتے آپ وہاں نے خوف و خطر تقریر کے جوہر دکھانے سے سہین

ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ خود اُمر اور دُسا پر آپ کا رعب چھاتا اور اُنکو آپ کے اتباع پر
مجبور کر دیتا تھا یہ حقیقتاً سبقت حق تھی آپ نے کبھی اپنی ترقی جاہ و منصب کے لیے
کوشش نہیں فرمائی اور جب خود بخود کوئی موقع پیدا ہو گیا اور سرکار سے آپ کی
ترقی و قدر شناسی ہوئی تو فوراً کسی امیدوار کا جتند دوست و عزیز کو نواب صاحب
کے سامنے پیش کر دیا اور بعض اپنی زیادتی جاہ و منصب کے اسکو معقول ملازمت پر مامور
کر دیا اس انیار کی مثالیں آپ کے کارنامہ میں بکثرت ہیں۔ اعزہ وطن کی قدر افزائی
و سرفرازی میں ہمیشہ جدوجہد فرماتے تھے کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر مرحوم کو آپ نے
عزت کے ساتھ ریاست میں بُلویا اور اُنکی ترقی اعزاز میں ساعی رہے کپتان
میر فدا حسین خان مرحوم اور ڈپٹی میر مظہر علی صاحب ریس سہوان کو اپنے توسل و
تقریب سے معزز و مہذب پر مامور کرایا۔ اہل حاجت اقارب و آشنا کی ہمدردی بدل
جان فرماتے اور اگر کوئی احسان فراموش آپ کو رنج ہو جاتا تو غصہ سے کام لیتے اور پھر
احسان و مروت سے اس کے ساتھ پیش آتے بیچ سے ۵

بدی را بدی سہل باشد جزا | اگر مردے احسن الے من اُسا

حق گوئی و اظہار مافی الضمیر میں آپ کو موقع و محل کا انتظار نہوتا تھا بڑے بڑوں
کو خط و لغزش پر فوراً ٹوک دینا ایک معمولی بات تھی خوشامد و دنیا سازی آپ کے
مسک میں کفر تھی سنیہ ہجری میں تیبہ سفر حج فرمایا کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر کو
بھی ترغیب ادا سے حج دے کر آمادہ سفر کیا اور خود بھی ریاست سے رخصت لی اہل عیال
کو بھوپال میں چھوڑ کر مکہ منظرہ گئے علما و صلحائے مکہ سے ملاقات ہوئی حاجی امداد امجدی
مہاجر کے حلقہ درس میں پہنچے حاجی صاحب ایک جماعت کو کتب تصوف کا سبق
دے رہے تھے اور جلسہ ذکر کتاب اللہ و حدیث رسول سے خالی تھا اس مواخذہ پر
حاجی صاحب برہم ہوئے اور غلبے متعہ میں و محدثین مثل امام ابن قیم و شاہ ولی اللہ

دوست

خود

داغبات

دیان

رحمہ اللہ کی شان میں الفاظ نازیبا فرمائے اس پر بہت بحث و نزاع رہی آخر بتھا کھا
 ہر ایمان آپ قیام گاہ پر واپس آئے مگر وہاں حکم تنگ آمد بجنگ آمد آپ پر ایک
 سخت حملہ کیا شریف مکہ کو اطلاع دی کہ یہ نو وارد عالم وہابی ہیں اس پر تحقیق
 و تفتیش ہوئی اور آپ سے زبانی و تحریری جواب طلب ہوئے اسی کے ساتھ
 مخالفین کی کوشش سے دس بارہ سوال متعلق عقائد آپ کے پاس پہنچے
 آپ نے بغیر استدلال کسی کتاب کے اجوبہ محققانہ بنقل شواہد کتاب و سنت و آثار
 صحابہ و عقائد سلف مع حوالہ کتب معتبرہ و نقل عبارات ایک رات میں تحریر
 فرما کر شریف کے پاس بھیج دیے شریف مکہ نے بحضوری علما اسکو پڑھا اور حاجی
 صاحب کے پاس روانہ کر دیا بعدہ آپ کو بعز و اکرام طلب کر کے مین روز
 سمان رکھا اور تکلف تمام آپ کی دعوت مود زفیقون کے رہی جوابات مشارالہما کا
 مسودہ قلمی آنجناب در اقم الحروف کو زمانہ ترتیب کتاب ہذا میں کتب خارجہ
 نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ مقیم لال باغ لکھنؤ سے دستیاب
 ہوا اسکے مطالعہ سے آپ کے حفظ و استحفاظ مطالب و کجارات و وسعت نظر و تحقیق
 و مجتہدانہ کمال ظاہر ہوتا ہے علوم قرآن و حدیث میں آپ کا پایہ ارفع و اعلیٰ تھا
 ابتلع سنت و زہد و تقویٰ و اجتناب منکرات و رذائل میں ہمیشہ ساعی رہتے
 تھے مولوی ہدایت اللہ خان مدرس جو پور و مولوی ہدایت علی بریلوی و مولانا
 عبدالقادر بن مولوی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی عبدالبنی رامپوری
 سے مختلف اوقات و مواقع میں مباحثات ہوئے اور اولہ قاطعہ قرآن و حدیث
 سے سب کو سالت کیا مصنفات امام ابن تیمیہ و ابن قیم جوزی و شاہ ولی اللہ دہلوی
 و علامہ شوکانی و حافظ عسقلانی برعبور خاص تھا تفسیر امام رازی کو بار بار پڑھتی تھے
 مرحوم کے دربار خاص میں اکثر غیب کو مجمع علما و فضلاء ہوتا تھا آپ بھی روزانہ پابند

تخلی

حضور ہی تھے مسئلہ رفع سبابہ کی بابت نواب صاحب مرحوم نے اپنی تحقیق بیان فرمائی اور کسی نے مخالفت نہ کی آپ نے بخوف تردید کہتے ہوئے فرمایا کہ ابتداء سے قندہ سے آخر تک رفع سبابہ مسنون ہے اُسپر دلائل صدیکہ حدیث پیش کیے کچھ باہمی بحث کے بعد سب کو آپ کی تحقیق سے اتفاق کرنا پڑا اسی طرح جب مسجد جامع سسوان زیر تعمیر تھی تو نواب صاحب نے آپ کی درخواست پر غدر کیا کہ صرف زکوٰۃ کار و پیہ میرے پاس سے اور وہ بنائے مسجد کے لیے جائز نہیں بعض علما نے موافقت بھی کی مگر آپ نے مصارف زکوٰۃ سے صرف فی سبیل اللہ کا جواز کے لیے مخصوص نہونا ثابت فرمایا اور چند روز تک متواتر دلائل و اقوال صحابہ و سلف سے اپنے مدعا کی تائید فرمائی آخر نواب صاحب نے آپ سے اتفاق کیا اور مبلغ دو ہزار رقم چندہ عطا فرمائی۔ علیہ حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ خلد مکان آپ کو شیر و دربار کے لقب سے یاد کیا کرتی تھیں۔ آپ جسمانی صحت و توانائی و حسی میں شہزور پہلوان اور محنت و جفا کشی و مستعدی میں غیر معمولی قوت کے انسان تھے ورزش بدنی و رمشی و ریاضت دائمی معمول تھا۔ رحم و ہمدردی کا استقدر جوش تھا کہ آیام قحط و گرائی میں کبھی خود شکم میسر ہو کر نہ کھاتے اور غربا و محتاجین کی مدد فرماتے اور خود کیس کا بار احسان کسی حالت میں گوارا نہوتا تھا بابرین ہمہ تواضع و خوش اخلاقی و مہمان نوازی شعار خاص تھا۔ آپ کا رابطہ انس و محبت بھوپال میں فضلاء سے عصر مولنا سید ذوالفقار احمد نقوی دام فیضہ و مولنا شیخ محمد صاحب محدث جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست و مولنا محمد عبدالرشید کشمیری و مولنا حکیم محمد معز الدین پشادری رحمہم اللہ سے زیادہ تھا۔ تا دیں حج بیت اللہ سے دوسرے سال ۱۳۳۵ھ میں آخر ماہ ذی القعدہ میں بعارضہ تب محرقہ غلیل ہوئے اور تیرہ دن صاحب فراش رہ کر خاص یوم الحج ۹ ذی الحجہ یومِ نخبہ کو بعد نماز مغرب آغاز شب جمعہ میں ۱۳۳۵ھ عالم فانی سے جو ارحمت الٰہی کو تشقل ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اس خبر

تخلی ذاتی

۳۵

وحشت اثر سے تمام شہر میں سخت کراہی مچ گیا سکار عالیہ و نواب صاحب بہادر کو آپ کی وفات سے دلی صدمہ ہوا آپ کے اہل و عیال کی پرورش کے لیے ریاست سے معقول وظیفہ ماہوار معین فرمایا مزار مقدس جانب شمال شہر تکیہ قلندر شاہ میں واقع ہے رحمہ اللہ تعالیٰ اس سانحہ کی تاریخ آپ کے محب مخلص حافظ سید محمد سورتی ۷ استاد سرکار موجودہ حال و جاگرد ریاست نے فی البدیہہ حدیث نبوی **فَلَمَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِالْحِسَابِ** سے تفسیر یک عدد مستخرج فرمائی اور مولانا سید ذوالفقار احمد سلمہ ربہ نے امیر المتقین مولانا سید عبدالباری تاریخ نوی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ آیہ شریفہ **وَحَلَّوْا آسَاءَ دَرَسَ مِنْ فَضْلَةٍ** سے بصنعت ملفوظی یعنی بعد اسقاط الف جمع مستنبط کی۔

۳۵

(۳۵) علامہ نحریر مولانا شیخ محمد بشیر محدث فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ

بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ آب دو دمان علم و حکمت کے مایہ ناز خلف اور فضائل و کمالات میں یادگار سلف صالحین تھے زمانہ آخرین مجددین برحق و امام عصر مجتہد مطلق ہوئے ولادت شریف وسط صدی سیزدہم میں ہے وقت وفات پیر آپ کا سن آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھا دو بھائی بڑے اور ایک آپ سے چھوٹے تھے بحسن کا زمانہ والد صاحب کے سایہ عاطفت میں لکھنؤ میں بسر ہوا ابتدائی تعلیم وہیں پائی ذکاوت طبع و اصابت رائے و نظر غائر بدرجہ غایت رکھتے تھے بعد وفات پدر بزرگوار وطن آئے اور بعد چندے بشوق تحصیل علم سفر کیا پھر لکھنؤ وارد ہو کر مولانا محمد واجد علی لکھنؤی و بعض فضلاء فرنگی محل سے فہم مقولات و مقولات متداولہ پڑھے بعد وہلی جا کر مکمل علوم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول فرمائی

۳۵

۱۵ افسوس آپ کی وفات ۱۴ محرم ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۱۲ء شب جمعہ کو ہوئی ۱۲ مئی

بعض مقامات کتب دینیہ مولنا سید امیر حسن محدثؒ سے حل و استفادہ فرمائے
اور شیخ الحدیث مولنا سید نذیر حسین دہلوی سے کتب صحاح ستہ وغیرہ سماعاً و قراءۃً
اخذ کیں نیز سند کتب احادیث علامہ شیخ حسین عربیؒ مبنی و شیخ احمد شرفیؒ نزہۃ مکہ
و مولنا محمد صاحب سہانپوری مہاجر مکہ سے حاصل کی بعد فراغ درس اولاً علوم عقلیہ
منطق و فلسفہ و علم ادب و فقہ و اصول میں زیادہ اہتمام کیا ہوا موافق مذہب حنفی
کتب فقہ کے مطابق فتوے تحریر فرماتے تھے مولنا سید امیر حسنؒ کے فیضِ محبت
سے دنیات کا مذاق غالب ہوا اور جادۂ تحقیق کی جانب قدم بڑھایا قرآن و حدیث
کا اتباع تطبیح نظر ہوا اور ہر مسئلہ میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کی مسائل مجتہدین
و فروعیہ قرآن پاک سے مستنبط فرماتے اور بقوتِ مجتہدانہ عمل بالحدیث و ترکِ آراء و
تقلیدِ شخصی کو واجب سمجھتے تھے۔ ہر مسئلہ میں اختلافات ائمہ اربعہ و نزاع فقہاء
مسلم محدثین و اقوال سلف و آثار صحابہ پیش نظر تھے اور شرائط اجتہاد ذاتیہ کی
صفات میں مجتمع تھیں اس لیے ہر دعویٰ حجج قویہ سے مؤید اور ہر استنطاق شواہد
کتاب و سنت سے موکد تھا جس فتویٰ یا مسئلہ پر علمائے عصر سے اختلاف کیا بایزید
اولہ باہرہ کتاب و سنت مخالف کو تسلیم کر دیا زورِ تحریر و قوتِ مناظرہ میں فرد
اور وسعتِ معلومات و اطلاع مذاہب سلف میں یگانہ عصر تھے۔ درس و تدریس
و تعینیت و تالیف و وعظ و ارشاد میں اوقات عزیز بسر فرماتے اور خدمتِ کتاب
و سنت بخلوص دل بجالتے تھے اول مدرسہ انگلیری سینٹ جوئس کلج آگرہ میں فارسی و
عربی کے پروفیسر ہوئے اور ایک مدت وہاں قیام فرمایا مدرسہ کی تعلیم کے سوا
مکان پر فصیح و شامِ جماعت کثیرہ طلبہ علوم معقول و منقول کو درس دیتے تھے۔
خاندانِ اطباء آگرہ کے متعدد متمنی طلبہ آپ کے حلقہٴ درس سے مستفیض ہوئے
حکیم مبارک علی و حکیم معصوم علی نامور طبیب آپ کے تلامذہ خاص سے تھے

طہر علی

تحقیق و اجتہاد

درس و تعلیم

افق الیمین ملا باقر دھوم و حام سے ہوتی تھی ارسمین اتا ذی مولنا سید امیر محمد بھی شریک ہوتے تھے آپ کا وصف مشہور یہ تھا کہ جو مقام کتاب آپ کی نظر سے گذر گیا اسکو کوئی آپ کے مثل نہیں پڑھا سکتا تھا تفسیر و حدیث و فقہ و اصول میں بے نظیر تھے اگر کہ کے قیام میں آپ حج کو تشریف لے گئے اور واپس ہو کر رسالہ مختصر القول لمحقق المحکم فی زیارۃ القبر الجسیب الاکرم تصنیف فرما کر شائع کیا اس پر مولنا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے قلم اٹھایا اور رسالہ الکلام المبرور جو بابا لکھا پھر آپ نے رسالہ القول لمفسر اسکا روشنی کیا اس کی تردید میں مولنا لکھنوی نے المذہب الما نور بڑے زور شور سے شائع کیا اسکا جواب بلوغ و شافی مزیل تمام شبہات و واقعہ جملہ ایرادات قدیمہ و جدیدہ بہت شرح و بسط کے ساتھ جامع مانع بجد و جہد تمام المسعی اہتمام المجتہد علیہ من اوجب الزیادۃ کا المجتہد المعروف بہ السعی المشکور ایک مجلد مبسوط و ضخیم تصنیف فرما کر طبع کرایا جو نہایت محققانہ و مسکت تھا اگرچہ اسکا جواب برائے نام لکھا گیا مگر اہل تحقیق نے صحیح سمجھا اور پھر جواب الجواب تیار ہو گیا جسکے طبع کی نوبت نہ آئی مبد بحث یہ تھا کہ مسئلہ استجاب و وجوب زیارت قبر نبوی صلعم میں اولاً مولوی محمد بشیر الدین فنجی و تلمیذ رشید مولوی سید امداد علی ڈپٹی کلکٹر متوطن آگرہ آپ کے مد مقابل ہوئے اور فیما بین چند تحریرات کی آمد و شد ہوئی فاضل موصوف نے اپنی کمزوری بفرست دریافت کر کے مولنا کے لکھنوی کو بحث کی ترغیب دی اور اپنا تحقیقی سرمایہ بھی انکے سپرد کیا فخری ماجری۔ آپ جب لکھنؤ تشریف لیجاتے تو مولنا عبدالحی صاحب فرنگی محلی تبواضع و حسن خلق پیش آتے اور باصرہ کئی روز تک آپ کو مہمان رکھتے آپ کا غلط سننے اور موذیانہ عظمت و احترام کرتے آگرہ میں بزمانہ قیام راقم آپ مرجع اہل دین و مقتدا مسلمین و مرشد طالبان تحقیق تھے تحریر فتاویٰ و اجوبہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی بعض فروعی مسائل میں

ملاحظہ فرمائی مسئلہ زیارت

مولانا سید امیر احمد سسوانی نے آپ سے اختلاف کیا اور بسبب حدت طبع و اصرار فطری کشاکش پیدا کی مگر بعد وضوح حق بارہا رجوع فرمائی اور بحث سے دستکش ہوئے۔ امیر غصب کا زور و شور اور ادھر انتہا کا علم و تحمل کبھی ملکہ حالت اعتدال بھی پیدا کر لیتے تھے آپ کو انھی و اساذی مولانا سید عبدالباری رحمہ سے رابطہ خلقت و وداد مستحکم تھا اور ہر معاملہ میں انکی راہ پر اعتماد فرماتے تھے۔ ورع و تقویٰ و عبادت و شب بیداری بصدر و اخلاص رکھتے تھے رقت قلب و خشیت الہی کا اثر و عظمیٰ تاثیر سے ظاہر ہوتا تھا۔ تاریخ پنجم محرم الحرام ۱۲۹۵ ہجری کو حسب الطلب مولانا جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر آپ آگرہ سے ترک تعلق فرما کر ریاست بھوپال تشریف لے گئے مقرر مسطور اس سفر میں ہمراہ تھا حضور سرکار عالیہ و جناب نواب صاحب نے بارادت دلی آپ کا اعزاز و احترام کیا اور عمدہ انفرسی مدارس ریاست آپ کو تفویض ہوا۔ طلبہ علم کو بطور خود درس تفسیر و حدیث وغیرہ سے مستفید فرماتے اور اجوبہ مسائل مستفتی بہا مجتہدانہ تحقیق کے ساتھ تحریر کرتے ہر جمعہ کو مسجد قاضی صاحب میں وعظ قرآن و حدیث کئے مسائل شرعیہ میں انہی تحقیق کو بخیر ظاہر فرماتے اور منکرین پر تحریراً و تقریراً اتمام حجت کرتے انکسار نفس و تواضع و حسن خلق بدرجہ غایت تھا اعزہ و احباب کے ساتھ لطفانہ ارتباط رکھتے تھے اور انبار و کرم و امداد و غبا و مہمان نوازی میں کمال سیرجشی سے کام لیتے اور کسی امر میں ریاء و تجب و خود غمائی کا لوث نہ تھا نیز لطیفہ گوئی و ظرافت و کشتاؤنی و تواضع میں ممتاز تھے مہمان نوازی و مدارات اعزہ و احباب دریا دلی سے فرماتے خوش خوراک بید تھے۔ اقتداء سنت نبوی و نصرت حق مرکز خاطر و ترک مستحب ناگواری طبع تھا بھوپال بلکہ تمام ہندوستان میں اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھا دیا اور علمائے عصر پر اپنی فیضیات علمی و قوت اجتہاد کو ثابت کر دیا۔ مفتی مکہ شیخ احمد حلان؟ سے مسئلہ توحید میں مناظرہ ہوا اور ان کے رد میں کتاب صیانت الانسان عن دوسو شیخ حلان

بھوپال

خصوص ریاست

عام حالات

تصنیف فرمائی اور لا جواب ثابت ہوئی اس کو غلامے بچہ نے چند بار طبع کرایا جب مولانا عبدالحی لکھنویؒ اور جناب نواب صاحب مرحوم کے مابین بحث کا سلسلہ قائم ہوا اور طرفین سے رسائل و کتب کی اشاعت ہوئی تو بعض مواقع پر مولانا لکھنوی نے آپ کو مصنف کتب مناظرہ خیال کیا اور رسالہ ابرار الغی میں اسکی تصریح کی آپ نے اسکی ظن کو رفع فرمایا اور پھر دونوں علامہ عصر کے باہم مصالحت میں سہمی منہ مائی جزاء اللہ خیر! جب وفات نواب صاحب مرحوم بجاہ جامادی الاولیٰ ۱۲۸۴ھ میں واقع ہوئی تو آپ دل برداشتہ ہوئے مگر سرکار عالیہ مرحومہ کی عنایت و قدر شناسی و حسن عقیدت نے آپ کو روکا اور ہر دو شبہ کو تلخ محل میں آپ کا وعظ مقرر ہوا جس میں سرکار عالیہ موعظہ خواتین و بیگمات محل شریک ہو کر حظ دینی حاصل کرتی تھیں وعظ کی تاثیر اور انداز بیان کا یہ اثر تھا کہ تضرع و بکا کی صداکین بلند ہوتی تھیں عدل و سیاست شریعہ کے احکام اور حکومت و امارت کے متعلق ترہیب و ترغیب بے باکانہ فرماتے اور ذرہ رعایت نہ کرتے یہاں تک کہ ۲۹ صفر ۱۲۸۹ھ ہجری مطابق یکم جون ۱۹۰۱ء میں سرکار مرحومہ نے انتقال فرمایا اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ حال ریاست بھوپال مسند نشین ہوئیں تعلیم جدید و فنون مغربی کی ترقی اور قدر علم و علمائے دین میں کمی نظر آئی تو آپ نے بعد قیام بستی پنج سال ریاست کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا اور مستعفی ہو گئے آپ اس سے قبل جب حسب الحکم کلر مرحومہ بغرض مباحثہ مرزا غلام احمد قادیانی دہلی تشریف لے گئے تھے تو وہاں کے دیندار و علم دوست تجارت در دسائے شہر نے آپ سے قیام دہلی کی استدعا کی تھی کیونکہ مولانا شاہ سید نذیر حسین صاحب محدث رحمہ بوجہ ضعف قوی و پیرانہ سالی درس و تدریس سے عاجز تھے نیز وعظ و تفسیر قرآن بیان کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن بہ سبب تعلق ریاست و استدعا سے بیگم صاحبہ مرحومہ آپ نے بھوپال کو چھوڑا۔ اب ان لوگوں نے

تقریباً سال و ستر سال

۵۰

منظرہ قادیانی

آپ کو دہلی کے قیام پر مجبور کیا اور آپ کو جانا پڑا اور سند درس و افتاء و غلط دہلی پر
 ٹھکان ہوئے۔ مناظرہ قادیانی کی تفصیل یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نے ہمد و ست
 سے ترفی کر کے ادعاے سمیت کیا اور عیسائی دآریہ سے مباحثات کے بعد علمائے اسلام سے
 مناظرے ہوئے مرزا جمی احادیث بنوی و اقوال صحابہ سے حج کر صرف قرآن مجید کو
 حکم ٹھراتے تھے جب یہ غلغلہ بلند ہوا تو سرکار عالیہ نے مرزا صاحب کے مقابلہ
 کے لیے آپ کو دہلی بھیجا مرزا صاحب بحث تقریری پر راضی ہوئے تحریرات کا
 سلسلہ شروع ہوا مرزا صاحب مسئلہ حیات و ممات مسیح پر مناظرہ کرتے تھے اور یہ
 ان کے دعوے کی تمہید تھی چنانچہ آیہ اِنِّیْ مُتَوَقِّیْکَ وَ سَرَّ اِفْکَ اِلَیْکَ کو
 مثبت حیات علیہ السلام سمجھ کر پیش کرتے تھے آپ نے آیہ وَ اَنْ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ
 اَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ قُلْ مَوْتِیْمُ الْاٰیۃ سے اثبات حیات آن حضرت فرمایا مرزا صاحب
 نے حسب عادت مستمر تاویلات کے در کھولے اور صرخی و نحوئی مباحث میں لانی
 طبع دکھائی اور قواعد عربیت کو ناقابل اعتبار بتایا مگر کچھ بیش نہ گئی آخر کار
 عاجز ہو کر حیلۂ استقبال خسر کر کے میدان سے رو بفرار ہوئے۔ آپ نے
 بھانہ ملاقات خسر سُنْکَر فرمایا خسر اللہ نَبِیًّا وَاَخُوۃٌ ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرٰۤی الْمُبِیْنِ تحریرات
 مناظرہ و کیفیت بحث و فرار کتاب الحق الصریح فی اثبات حیۃ السیح مطبوعہ مطبع
 انصاری دہلی میں مفصل درج ہے یہ مناظرہ تقریباً ۱۳۳۵ھ میں واقع ہوا آپ نے
 زمانہ انہیں بمقام دہلی رسالہ القول المحمود فی رد جاز سود دہلی نذیر احمد خان کے جواب میں لکھا
 آپ کی خصوصیات علمی و اجتہادی میں مسئلہ قربانی آخر ماہ ذی الحجۃ تک ہے بعد وفات
 نواب صاحب مرحوم آپ نے ایک اشتہار طبع کرا کے شائع کیا کہ قربانی کے لیے ایام
 تشریق کو مخصوص کرنا دعوے کے دلیل ہے اور اسکے خلاف آدہ شرعیہ موجود ہیں
 علمائے عصر سے کچھ بحثیں ہوئیں مگر آپ کے دعوے کی تردید نہ ہو سکی مسئلہ مذکورہ

منظرہ قادیانی

کے متعلق مذاہب و اقوال سلف و اختلافات ائمہ و اثبات دعویٰ معروضہ اعتراضات مخالفین ایک مجملہ ضخیم میں جمع فرمائے جو آپ کی کمال تحقیق و وسعت نظر مردالہی ہے افسوس کہ اب تک اس کی طبع کی نوبت نہیں آئی۔ آخر زمانہ میں مسئلہ قرائت فاتحہ خلف امام مین ایک مبسوط کتاب مسلم البرہان العجائب فی فوضیۃ ام الکتاب لکھی جو بعد وفات آنجناب دہلی میں مطبوع ہوئی انتظام طبع کی جانب کسی نے توجہ نہ کی بدخط غلط چھپی ہے۔ یہ عجیب مجتہدانہ تصنیف ہے جملہ اختلافات و اقوال مجتہدین و دلائل مذاہب و آیات و احادیث و آثار متعلق مسئلہ مذکور اور احقاق و ابطال و تردید و اثبات و تنقیح دعویٰ جزو اول و کلام درج ہیں اسکے سوا دیگر بہت رسائل و کتب آپ کے قلم سے نکلے جو بعض تلامذہ کی جانب منسوب ہیں راقم سطور نے آپ سے آگرہ و بھوپال میں فنون عقیدہ و تقلید اکتساب کیے دہلی میں آپ کے چشمنہ فیض سے گزرا طلبہ بلکہ تمام شہر مستفید ہوتا رہا مختلف علوم و فنون کا درس دیتے اور ہر روز بعد نماز صبح مسجد چوک میں ترجمہ و تفسیر قرآن بالمحدثہ دو گھنٹہ بیان فرماتے اور اہل شوق دور دور سے آکر سنتے تھے آخر ۱۲۸۲ ہجری کو بعمر ۷۷ سال دہلی میں وفات پائی انا اللہ وانا الیہ راجعون طیب القبر الشہداء و جعل الجنة مشواہ آمین علماء و ادباء عصر نے آپ کے حشر میں قصائد و نثر اشعار لکھے عزیز مولوی سید نظر احمد سلمہ اللہ نے تبصرات حدیث نبوی ﷺ کہ دخل الجنة بلا حساب مادہ تاریخ برآمد کیا اور مولوی سید عجاز محمد سلمہ رب نے لفظ متفقہ تاریخ وفات لکھی اور ایک قصیدہ عربی فصیح و بلیغ انشاء کیا ۱۳۲۶

عہ اس دعویٰ کا استدلال سورۃ الحج سے کیا اور تائید احادیث صحیحہ و صحابہ مفصلہ نسخ ابزاری وغیرہ بحقیقت و اختلافات علماء کبار پیش کر کے عجیب و غریب اجتہادات و نازک قیاسات عالمانہ سے کام لیا جسکو دیکھا کر نامور علماء عصر رنگ و سحر ہو گئے چنانچہ امام الہی بن عمر شیخ حسین عرب دو دیگر علماء بھوپال دھندنے بعد از قیل و قال بسیار اتفاق کیا اور مجید حسین کی ۱۲۷۰

دیئے زہد و ورع و تشرع آپ کا شعار تھا نواب صاحب مرحوم آپ کی عادت فرماتے تھے درحقیقت آپ فرشتہ خوانِ لسانِ حق پرست عالم و عابد متقی تھے جملہ علوم متداولہ میں دستگاہِ عالمانہ اور دینیات و علم و فرائض میں مہارت خاصہ رکھتے تھے مسائل فقہ و مغلقہ مواردِ ریشہ بے مائل حل فرماتے تھے مشاغلِ درس کبھی ترک نہیں فرمائے البتہ تصنیف کی جانب کم متوجہ ہوئے۔ جب رسالہ کلمۃ الحق مصنفہ جناب نواب صاحب مرحوم کا جواب بعض علمائے بدایون نے شائع کیا تو آپ نے کتابِ اعلاء کلمۃ الحق اس کے جواب الجواب میں بزبانِ فارسی تحریر فرمائی جو بھوپال میں طبع ہوئی رد بدعات و انتصار حق و تردید باطل میں بے نظیر ہے آپ سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں بمصر حج بیت اللہ اپنی والدہ ضعیفہ کو لیکر وطن سے مکہ معظمہ گئے اور بعد اداۓ فریضہ زیارت نبویؐ سے مشرف ہوئے والدہ ماجدہ کو اپنے دوش پر سوار کر کے طواف بیت اللہ کرایا اور ۱۳۸۵ھ میں مراجعت فرمائی۔ آخر مقامِ جاوڑ ضلع آشتہ علاقہ بھوپال میں بمرضِ ہیضہ و یابی بجمعینما یس سال سنہ ۱۳۸۵ ہجری میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ عزوجل علامہ مہاجر سید نے آیت لرمیمہ قد فاذنکون عظیمًا سے تاریخِ ولادت مستخرج کی جزاء اللہ خیر۔

(۳۸۸) حکیم محمد خورشید حسن خلف اکبر حکیم بدر الدین فاروقی رحمہما اللہ آپ مولانا محمد بشیر محدث رح کے برادرِ کلان تھے تحصیلِ علوم و فنون و رسیہ علمائے لکھنؤ سے کی اور بعد فراغِ درس فنِ طب و طریقِ علاج اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے مشغولِ مداوا و معالجہ ہوئے کامل الاستعداد و صاحبِ قوتِ خدا داد تھے مطب میں حذاقت تام اور تشخیص و تجویز میں ملکہ خاص تھا امراضِ سوداویہ و نقصانِ باہ و رتوبت میں یدِ بیضا دکھاتے غریبا کے ساتھ ہمدردی اور اقارب پر احسان کرتے تھے اکثر قیامِ وطن سے باہر رہا اور شغلِ درس و مطب میں مصروف رہے اُمراء و رؤسا کا مرض تھے ہمیشہ

اطعمہ لذیذہ و اغذیہ لطیفہ بتکلف تیار کراتے خود تناول فرماتے اور اعزہ و جلاب کی مدارات کرتے سیر چشم و با فردت تھے حدود ۳۵ سالہ ہجری میں بمرہ ۷ سال وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے دو فرزند نامور طریب ہوئے

(۳۹) حکیم محمد نذیر بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ اللہ

آپ بھی مولانا محمد بشیر محدث رحمہ کے حقیقی منجھلے بھائی تھے بمعیت برادر بزرگ تحصیل علوم لکھنؤ میں کی اور خانہ انی فن طب و طب حاصل کر کے چند سال ریاست کٹاری میں بصیغہ طبابت بعزت تمام ملازم و مقرب خاص رہے پھر بقدرانی راجہ جی راؤ والی ریاست گوالیار لشکر میں قیام فرمایا بعدہ مفصلات علاقہ ریاست میں معزز عمدہ پیرامور کیے گئے نہایت نیک نفس متبع کتاب و سنت متقی تھے معالجات نسوانی میں دستگاہ خاص رکھتے تھے ریاست گوالیار میں بعارضہ ضیق النفس ۳۱۵ سالہ ہجری کو وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادہ حکیم محمد ظریف طبیب تھے تاریخ رحلت غفرکے نمبر و فکر معجز سلمہ اللہ ہے

(۴۰) مولانا حکیم محمد منظر علی خلیف اصغر حکیم محمد بدر الدین رحمہما اللہ

آپ زمانہ وفات پدرم میں خرد سال تھے بوجہ برادران بزرگ تربیت و تعلیم پائی قوت و کا و حافظہ و سرعت فہم میں امتیاز رکھتے تھے علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ و اصول و فروع مولانا محمد بشیر رحمہ سے جو آپ کے برادر مکرم تھے بحث و تحقیق کے ساتھ اکتساب کو کے کتب طب و طریق طب میں کوشش فرمائی اور اہلبائے حذاق و ارباب علم و فضل سے ہوئے طلبہ علوم کو درس معقول و منقول دیتے اور طب

میں خاص توجہ فرماتے تھے ترکیب افندیہ و ادویہ و ترتیب نسخ و تجویز میں جدت و
ایجاد سے کام لیتے علان امراض پیچیدہ و متضادہ میں بحودت ذہن کامیاب
ہوتے اور معاصرین پر سبقت لیجاتے تھے۔ علم اصول فقہ و کلام و عربیت و فنون
حکمیہ میں مہارت زاد الموصف تھی راجہ صاحب گوالیار کے دربار میں آپ کا
اعزاز و اکرام درجہ اول کار کھا گیا تھا دیوان اعظم سر دنگر راو کو آپ پر اعتماد و خاص
تھا امور نظم و نسق و مالی و ملکی میں آپ مشیر و مخد ریاست تھے باین تقریب خوشامد
و کذب و تعلق سے بہت دور اور نہایت جری و بیباک و حق گو تھے مختلف مواقع پر
دربار میں دلیری کے ساتھ اپنی راستی و حق پسندی کا سکہ بھجایا اور و سا
آپ سے جھکتے تھے آپ کی ذات سے اہل وطن و دربار بآپ کو فائدہ سے ہونے
ریاست میں ان کو ملازمین و دلائین علم و ہنر کے قدروان تھے کتب مبنی و تصنیف
کا شغلہ رکھتے تھے زہد و تقویٰ و عبادت میں قدم راسخ تھا اور صبر و استقلال
و خلوص میں یگانہ تھے بوجہ تعلقات بڑا حصہ عمر کاریاست میں بسر فرمایا آپ کی
تصنیف لطیف تفسیر منظر البیان ہے اسکی ایک جلد ضخیم تا سوره بقدر مطبع گوالیار
میں غلط و بدخط طبع ہوئی تھی۔ عربی عبارت بغایت فصیح و بلیغ مباحث کلامیہ سے
بالکل محمور و سست نظر مصنف و تاجر علم حدیث و تفسیر کا پتہ لگتا ہے تفسیر کبیر
امام رازی کا انداز ہے۔ آخر میں تمام تعلقات ترک فرما کر اوقات عزیز عبادت
ہو شب بیداری میں گزارتے تھے لبثوق حج و زیارت حرمین شریفین و قصد ہجرت
مسفر فرمایا اور مع اہلبیت ^{۱۳۲} ہجری میں بعد اداے حج مبرور مکہ معظمہ میں
لبیک گوئے داعی فردوس ہوئے رحمہما اللہ تعالیٰ و غفر لہما آپ کے فرزند
حکیم محمد منظر علی سلمہ ریاست گوالیار میں کالت کرتے ہیں

۱۔ منظر البیان نامہ مخفی نام ہے مکرانہ تفسیر ہے ۱۲ سید اعجاز احمد۔

(۴۱) حکیم محمد نصیار احسن بن حکیم نور شید حسن رحمہما اللہ

آپ نے اپنے پدر و عم رحم سے علوم و فنون درسیہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا پھر صنعت موردنی کی طرف توجہ کی اور چند سال متواتر اپنے والد ماجد کے سامنے زانوئے ادب تک کیا اور مطب میں مہارت کلی اور علاج میں حذاقت تامہ نصیب ہوئی۔ نواح علیگڑھ و بلند شہر وغیرہ کے روسا و تعلقہ داران نے آپ کی قدر دانی کی اور فخر کے ساتھ اپنی ریاست میں رکھا چونکہ آپ کے والد رحم کے مطب و قیام کا سلسلہ بلاد مشرق میں زیادہ رہا اس لیے آپ کو بھی اس جانب رغبت ہوئی اور شہر گیان میں مستقل قیام فرمایا مطب کی شہرت و وسعت ہوئی معالجات میں ناموری و کامیابی حاصل کی اپنے اہل خاندان کی طرح نیک نفس خوش مزاج قبیلہ پر در اعزۃ و احباب پر کرم گستر و با حرمت و مہمان نواز تھے۔ ریاست دان پور ضلع بلند شہر کے نامور رئیس کنور عبدالغفور خان نے حسب اعتقاد قدیم و مدرسم سابقہ آپ کو اپنے علاج کے لیے شہر گیان سے طلب کیا آپ کے دست شفقت سے کنور صاحب بہت جلد صحت یاب ہو گئے مگر آپ بعمر ۶۰ سال ناگہان مبتلا مرض فالج ہو کر ۱۳۲۲ ہجری میں راہی دار بقا ہوئے و ما قذری کفنی یا ای آرض تمکوٹ آپ کے فرزند حکیم شمس الحسن سلمہ اللہ شہر گیان میں نامی طبیب ہیں

(۴۲) مولوی سید سلطان حسن بن میر لیاقت علی

آپ مولانا سید امیر حسن کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے ولادت بحساب سن عیسوی ۱۲۸۶ء میں ہے لکھنؤ میں علوم درسیہ تحصیل کیے اور اپنے برادر معظم رحم سے معقولات و منقولات کی تکمیل فرما کر جلسہ علمائے دستار فضیلت حاصل کی صاحب

استعداد و قوت ذہن و حافظہ تھے مشاغل علمیہ و درس طلبہ میں ہمیشہ مصروف رہے مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پروفیسر عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور مدت دراز ملازم رہے وطن میں آمد و رفت بہت کم تھی خیر آباد میں زیادہ وقت بسر کیا آخر کلکتہ میں بمرور ۵۵ سال ۹۶ء میں انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۴۳) حکیم سید محمد بن مولانا حکیم سید اسد علی فاضلی رحم

آپ نے فنونِ درسیہ اپنے والد علامہ سے استفادہ کئے بعد کتب طب پڑھ کر مطب کیا طبیعت میں غرض و تدبیر تھا تواضع و حسن خلق کے ساتھ وقار و خود داری رکھتے تھے وطن سے نکل کر بسلسلہ مطب کئی جگہ قیام کیا اور وہ میں راجہ امیر حسن خان تعلقدار محمود آباد نے چند سال آپ کو مشیر و مقہد خاص بنا کر اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے ہاں رکھا ایک موقع پر آپ انکی صحبت سے دل برداشتہ ہو گئے اور مفارقت اختیار کی راجہ صاحب نے معذرت و اظہارِ ندامت کر کے قیام پر اصرار کیا مگر آپ کی غیرت و محبت نے قبول نہ کیا سید صاحب ریاست حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور بالی کوٹا میں وکالت شریعہ کی قابلیت کی شہرت اور وسعت دائرہ وکالت کی وجہ سے معزز و ممتاز عصر رہے دولت و ثروت کا مینہ بھی پیدا کی اور حقوق ذوی القربی ادا کیے فیاضی و سیر چشمی میں بے نظیر تھے۔ مطب و درس طب کا مشغلہ وکالت کے ساتھ بھی رہا حیدر آباد میں بمرور ۶۰ سال ۱۳۰۶ء ہجری میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۴۴) حکیم محمد انوار حسین بن حکیم شیخ مصطفیٰ اعلیٰ صدیقی رحم

آپ نے کتب رسمیتہ عربی رام پور وغیرہ میں پڑھ کر فن طب اپنے والد سے حاصل کیا اور مطب کا سلسلہ وطن و نواح میں جاری کیا فن معالجات سے مناسبت طبع تھی خوش اخلاقی

دینہ جی سے لوگوں کو گرویدہ کرتے تھے قصبہ اترولی ضلع علی گڑھ وکاس گنج
ضلع ایٹہ میں برسوں بمشغلہ مطب مقیم رہے مرجع امر اور وساتھے بعد ازاں احمد آباد
ملک گجرات میں پہونچکر شہرت و ناموری حاصل کی بی بی میں کمی سال قیام کیا ہر جگہ
معزز و نام آور رہے دریافت حالات مریض و تشخیص امراض میں بیان غیر کے
محتاج نہ تھے خود اظہار حال ماضی و حال کر کے لوگوں کو متعجب و متحیر بنا دیتے تھے
ڈاکٹر و اطبا ششدر رہ جاتے تھے مریض کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کمال
نباضی کا ثبوت دیتے اور برسوں کے قصبے بے کم و کاست کہہ گزرتے بغض و رقا
ایسے واقعات بھی زبان پر آ جاتے جنکا تعلق مرض سے معلوم نہوتا تھا اسی وجہ
سے باخبر لوگ اس غیب دانی کو دوسرے فنون و اعمال سے تعلق کرتے تھے
غرض کہ اس عجیب ملک کی بدولت جہاں پہونچے بڑی شہرت و رجوع ہوئی
اور مال کثیر آپ نے حاصل کیا مگر فیاضی و استغنا کے ہاتھوں ہمیشہ لٹاتے
رہے سالیں کو محروم واپس نہ کرتے تھے ہجر ۱۲ سال ۱۵۰۰ سال ہجری میں بمقام
احمد آباد رحلت کی رحمہ اللہ تعالیٰ

(دہم) مولوی میر باد علی خلیف اکبر شہی سید مراد علی صالحی رحمہما اللہ

آپ کی ولادت تقریباً ۱۱۹۰ھ ہجری میں ہے آپ کے والد ماجد ایک لائق و فاضل
مدبر اور بغایت متقی و مستغنی المزاج بزرگ تھے صحبت علما و صلحا نے تنفیض ہوتے
تھے۔ آپ نے کتب درسیہ صرف و نحو عربی و فقہ علمائے مراد آباد و راجپور سے
حاصل کر کے صحبت مولانا عالم علی محدث مراد آبادی میں اکتساب علم کیا اور فقہ و
تصوف کی کتابیں مطالعہ فرمائیں اور کچھ منطق و فلسفہ مولانا احمد حسن مراد آبادی
تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی سے اکتساب فرمایا۔ اور رجحان طبع صوفیت کی بنا

ہو احالات و کرامات بزرگان بطریقہ مرتبہ متصوفین ذہن نشین کیے غدر سے قبل محکمہ دیوانی و منصفی میں عہدہ منصرمی پر مامور ہوئے جب سرسید صاحب صدر امین مجبور تھے تو آپ انکی ماتحتی میں کام کرتے تھے اور انکی نظر میں خاص عظمت و اعتبار رکھتے تھے مسٹر محمود وغیرہ اولاد سرسید کو ابتدائی تعلیم بھی دی۔ مراد آباد میں آپ سرشتہ دار بھی رہے اور کمال ورغ و دیانت و تقویٰ کے ساتھ فرائض انجام دیے پابندی صوم و صلوٰۃ و عبادت میں متنازع تھے حکام بالادست آپ کی نشانہ قابلیت و دیانت کی سید عزت کرتے تھے۔ مرتبہ صوفیت و تعلیم میں آپ کو نہایت غلو تھا علوم قرآن و حدیث و کتب محققین پر کمتر نظر تھی اس وجہ سے اہل تحقیق کو اچھا بھانتے تھے مجالس میلاد و عرس میں شریک ہو کر کیفیت وجدانی پیدا کرتے اور خود بدوق و شوق رسائل میلاد پڑھتے اور مجالس منعقد کرتے تھے اور کتاب خدا کی حرمت مصنفہ مولوی سلامت اللہ کشفی بدایونی بعقیدت تمام و خوش الحانی و جوش رقت و گریہ پڑھتے تھے چند سال مسجد جامع سہسوان میں امامت کی خوش بھم قرأت میں قرآن پڑھتے جس سے جوش بکا و کیفیت قلبی کا اثر ظاہر ہوتا تھا مسئلہ ہجری میں مراد آباد سے پنشن لیکر وطن آگئے اور مزع معتقدین رہے صبا پر نیک مزاج حلیم الطبع بامروت مہمان نواز و سیر چشم تھے ذکاوت طبع و قوت حافظہ آپ کا خاندانی و صنفی ہے آپ کے ہر دو برادران خرد و آپ کی توجہ سے نہایت قابل منفی و شاعر و ذی استعداد ہوئے آپ کو بھی نظم اردو میں دستگاہ تھی غزلیات از قسم لغت و منقبت بصورت دیوان مجتمع ہیں آخر بمعر ۶۸ سال ۱۳۱۹ھ میں وفات پائی قبر خام مسجد پیر زادگان کے احاطہ میں ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۶) مولوی سید محمد عبدالصمد شاہ خلف سید غالب حسین شہید رحمہ با شمی رحمہ تولد تخمیناً ۱۲۶۹ھ میں ہے وطن میں اپنے خالہ زاد بھائی مولوی سخاوت حسین رحمہ

انصاری سے کتب درسیہ صرف و نحو و منطق و فقہ وغیرہ پڑھ کر بدایون کے علمائے محدثین
سسون اور فضلاء بدایون میں مسائل کثیرہ و رد بدعات میں بحث و نزاع تھا
اس لئے آپ کی تعلیم توجہ مولانا فضل رسول و مولانا عبد القادر بدایونی رحمہما اللہ
مدرسہ قادریہ میں ہوئی اب جو رسالہ اہل حق کے خلاف شائع ہوتا تھا آپ کے
اساتذہ اسکو آپ کی جانب منسوب کرتے اور آپ کو بحث و مناظرہ پر ابھارتے تھے
مولانا سید امیر حسن صاحب رحم آپ کے حقیقی بھو پھاتے مگر آپ اپنے بھائی صاحب
کے اثر تعلیم و تربیت سے انکی جانب سوزن رکھتے تھے اب بدایون کی تعلیم و
تلقین نے اور پختہ کر دیا اعمال و عقائد میں بھی بدعات کا اثر ہوا استعانت اہل قیور
و تعلیم مزارات و غرس پر بحسب صوفیت اساتذہ عمل پیرا ہوتے موحہ و منکر تقلید شخصی
کو برا سمجھتے تھے آپ کو کلام اللہ شریف بقراءت و تجوید حفظ تھا بہت صاف اور
جلد پڑھتے تھے قوت مناظرہ و جرأت تقریر و قدرت بیان و وعظ رکھتے تھے ذہن
و دکا و قوت حافظہ سے مصنف تھے طریق حشریہ میں حافظہ شاہ محمد اسلم خیر آبادی
سے بیعت کی اور خلیفہ ہوئے قصبہ پھوند ضلع اٹاواہ میں قیام فرمایا جماعت کثیر معتقدین
و مریدین کی حاضر رہتی اور مجالس غرس و حال و قال منعقد ہوتی تھیں آپ نے بہت
شہرت پائی اور عزت و منزلت مقتدایا نہ سے محترم رہے مطالعہ کتب کا شوق تھا
علم حدیث کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اسکی برکت سے تھمت و ناطق پسندی کی
جگہ طبعیت میں میلان حق و انصاف پیدا ہو گیا مطالعہ تصانیف محققین مجتہدین کے
رنگ بدل دیا فتح الباری و عینی و قسطلانی شروح بخاری زیر مطالعہ رہتی تھیں صحیح بخاری
کے چند بارے ازبر کر لیے و مخالفین حصن حصین کا ورد تھا و اللہ یصدق فی قولنا
الی صراط مستقیم آپ زمانہ طلب علم کے مجاہدات و مباحثات کو آخر میں نظر حقارت
سے دیکھتے اور مخالفت اہل حق و حمایت بدعات پر نادم ہوتے تھے اہل حدیث سے

مخلوص قلب ملتے تھے آپ کی تصانیف ابتدائی رسائل بحث و مناظرات ہیں جو پایہ اعتبار سے ساقط ہیں مثل افاداتِ صمدیہ و مناظرہ صمدیہ و تبئید الشیاطین وغیرہ آخر زمانہ میں بمقابلہ شیعہ رد متعہ میں آرغام الشیاطین تصنیف کی جو نہایت محققانہ و بے مثل کتاب ہے طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے۔ باوجود شعار تصوف و مشغلہ پیری و مریدی و خوشی و غم نظریات شگفتہ مشائی تصنع و تکلف سے دور خلیق و متواضع و سادہ و خوش مزاج تھے عالی سہتی و سیر خوشی کی حد نہ تھی ہزار بار و پیہ آتا اور قبیلہ پروری و غز، یزناوی میں صرف ہوتا تھا سالہ ۱۲۱۶ھ میں بھوپال تشریف لائے جا بجا جلسہ ہائے و خط ہوئے اہل شہر ہزار ہا کی تعداد میں شریک ہوتے تھے بیان پر زور تھا راقم سطور ہذا کے ساتھ باوجود اختلاف عقاید ماوراء غزیزداری سجد شفیقت خاص فرماتے تھے اور میرے برادر منظم مولانا سید عبدالباری صاحب گسے اکثر مباحثہ مجالس میں ہوتے جانیں سے رد و دفع زبانی و تحریری مخالفانہ عالمانہ محققانہ ہوتی مگر با اینہم بوجہ ہم عمری سجد خلعت و اخلاص با ہم تھا چند بار آگرہ آئے تو باوجود اصرار دیگر رؤساء معتقدین بھائی صاحب جوم کے ہاں خود محمان خدیز ہوئے اور اکثر نکتہ سنجی و لطائف علمیہ سے وقت عزیز صرف ہوتا میں بوجہ طابع علمی شریک جلسہ رہتا۔ چھوٹے میں بھر ۵۹ سال ۱۳۲۲ھ ہجری کو مرض فالج میں رحلت فرمائی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید مصلح الحسن صاحب جلال دہلوی ہیں

(۷) مولوی سید محمد نذیر بن سید نواز ش علی فاضلی رحمہ اللہ

آپ کی ولادت ۱۲۸۶ھ میں ہے مولانا سید امیر حسن محدث اور ان کے خلف مولانا سید امیر احمد سے سہسوان دہلی میرٹھ آگرہ میں صرف و نحو و منطق و حکمت و ادب و فقہ و تفسیر و حدیث و اصول و کلام حاصل کیے نہایت ذکی و دہین و سزغ النفس و مستعد تھے میور کالج آگرہ میں باضابطہ دستار بندی ہوئی علمائے عصر و درواز

سے شریک جلسہ کالج ہوئے علم ادب و عربیت و انشا نگاری میں ملکہ خاص تھا عبادت
فارسی و عربی بے تکلف لکھتے تھے قوت مباحثہ و حاضر جوابی و استحضار مسائل علمی میں
ممتاز تھے چند رسائل مناظرہ آپ کی مصنفہ یا دوکار ہیں جن سے جو دت طبع و وسعت نظر کا
بتا لگتا ہے طلبہ علوم کو تمام فنون درسیہ میں مستفید فرماتے اور ہمیشہ مشاغل علمیت سے
بوجہی رکھتے تھے رسالہ تلک عشرہ کا ملہ متضمن اعتراضات شمس العلماء سے سہ سوانی زبان
فارسی جو بمقام مولانا محمد عبدالحق خیر آبادی ہے آپ نے آگرہ میں طبع کرایا براہین اثنا عشر
رسالہ اردو جمین انتصار الحق پر بالہ اعتراض لا جواب میں بتایند معیار الحق لکھا اور طبع
ہو کر شائع ہوا مناظرہ احمدیہ اردو کیفیت مباحثہ شیخ پوجہ جمین مفصل حالات مناظرہ و
تحریرات مولوی سید امیر احمد رحمہ مولوی عبد القادر رحمہ مندرج ہیں بعد اذ کثیر طبع
ہوئی اسکے سوا اور بہت رسائل مطبوع و غیر مطبوع آپ کی تالیف ہیں چند سال قصبہ
بسوی ضلع بدایون میں بتعلق ملازمت مدرسہ قیام رہا آخر آپ نے بعد شباب
بمعمرم ۳۳ سال سن ۱۱۹۱ ہجری کو وطن میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۴۸) مولوی سید پرورش علی بن میر شجاعت علی ہاشمی ح

ولادت تخمیناً تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں ہے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی
پھر رامپور جا کر پڑھا بعدہ مراد آباد میں مولانا احمد حسن مراد آبادی رحمہ سے بقیہ
فنون درسیہ و معقولات کی تکمیل فرمائی علم فقہ و فرائض میں خاص عبور حاصل کیا
بعد فراغ تحصیل درس دافنا وغیرہ کا مشغلہ بھی رہا روساے ضلع بلند شہر علیگڑھ
کی قدر دانی سے آپ نے اُس طرف زیادہ قیام کیا امور انتظامیہ زمینداری و علاقہ
میں بھی آپ پر خاص اعتماد تھا آپ کے زہد و ورع و پابندی شریعت سے دونوں میں
قد و عظمت ماسخ ہوئی آپ نے محض باپا سے والد خود اپنی زوجہ کو بے ماطلاق

دے دی۔ اب مدت سے وطن میں تشریف فرما ہیں لوگوں کے معاملات سے بالکل بے تعلق اور خود کسی سے غرض و مطالب نہیں رکھتے ذکر و عبادت میں بسر کرتے اور باوجود ضعف پیری و خمیدگی پشت و کمر پنجگانہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ بارہ سال ہوئے کہ اپنی جائداد وقف تعلیم اسلامی کر کے مدرسہ عربی جاری کیا ہے اور خود متولی و منتظم مدرسہ ہیں شرائط وقف میں تعلیم قرآن مجید و دینیات بقید فقہ حنفی ہے اور یہ کہ مدرسہ حنفی مقلد ہواہل حدیث سے آپ انصعب رکھتے ہیں آج کل مدرسہ مولوی فضل احمد صاحب بدایونی ہیں جو بسبب ضعیف العمری کے قوت تعلیم و تربیت اطفال سے معذور ہیں اور تنخواہ معقول پاتے ہیں اسی وجہ سے عام لوگ اس طرف راغب نہیں ہوتے اور خواص تشدد شرائط سے متنفر ہیں آپ کو تقلید شخصی پر عید اصرار ہے اس کو رکن ایمان سمجھتے ہیں مبتدعین سے اجتناب نہیں فرماتے۔ خلیق و نیک مزاج و نیک سر ہیں پنکھا ہر موسم ہر موقع ہر وقت کبھی ہاتھ میں کبھی نعل میں رکھتے ہیں بن شریف اسی سال سے زائد ہے۔ مجھ پر باوجود اختلاف تحقیق و تقلید بہت کچھ مہربانی فرماتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۴۹) مولوی حافظ شیخ امیر حسن بن شیخ امام بخش انصاری ح

تقریباً ۱۲۵ھ میں آپکا تولد ہو تحصیل علوم لکھنؤ میں کی اور قرآن مجید حفظ کیا فن تجوید و قرأت قاری حافظ احمد حسن برادر نمرود خطیب معین الدین سابق الذکر سے حاصل کی علوم معقولہ اور بعض دینیات لکھنؤ میں ابو الہرکات مولانا تائب علی ح سے استفادہ کیے بعد فراغ درس سلسلہ تدریس ہمیشہ قائم رکھا قصبہ سہاول ضلع ایٹہ میں بقدر و منزلت اولاد امرا کو تعلیم دی ابتدائی کتب درسیہ کے تعلیم میں مہارت خاص حاصل تھی صرف و نحو کا استحضار تام تھا تلاوت کلام اللہ شریف سے

کسی وقت غافل نہ ہوتے کوئی مشغلہ مانع نہ ہوتا تقدس و ورع و تقویٰ و اجتناب شکرات و بدعات میں ہمیشہ ثابت قدم تھے اور مقلد حنفی ہونے کے باوجود اہل حدیث سے مطلق بغض و عناد نہ تھا فرانس کے عہدہ ماہر تھے عابد متقی منکسر المزاج و انکسوت غایت درجہ نیک طبیعت تھے چند سال امامت مسجد جامع سسوان کی آخر میں باجھلاں حواس مجنونانہ حالت میں پھرتے تھے تقریباً ۳۲ھ کو وطن میں وفات پائی رحمہ اللہ تم

(۵۰) مولوی حافظ سید غلام جیلانی خلیف اکبر مولوی حکیم سید

اشفاق حسین ہاشمی رح

آپ کے والد صاحب کے ذکر میں بیان ہوا ہے کہ تعلیم اولاد کے حقوق جیسے انھوں نے ادا کیے اور وہ نے کم کیے ہیں چنانچہ آپ کو مع ہمایون کے حفظ کلام اللہ سے اولاً مشرف کیا آپ نہایت ذکی و قوی الحافظہ جید الفکر تھے بعد حفظ قرآن تعلیم فارسی حسب دستور پائی پھر صرف و نحو عربی پڑھ کر فنون درسیہ مقبول و منقول حاصل کیے مولوی ہدایت علی تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی سے منطق و فلسفہ و عربیت اور مولانا محمد احسن نانوتوی سے جو مترجم و مختار و مشارق الانوار تھے و دینیات کی تکمیل فرمائی انشا گاری عربی و فارسی میں بھی دستگاہ خاص تھی بعد فراغ درس باپ کے حضرت والد خود درجہ ج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر زبان انگریزی و فنون مغربی کیا بیغنی حاصل کر کے عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے اور نہایت قابلیت سے فرانس انجام دیے جو مدت فہم و زور و تحریر و فیصلہ نگاری میں فائق الاقران تھے ایک مدت تک آزاد خیال رند مشرب خلیکین رہے لہو لعب و میخواری میں منہمک احکام شرع کی پابندی سے مطلق انان جلد اجاب میں مشغول عیش و عشرت تھے آخر میں جذبات دینی و حمیت ایمانی نے ہر طرف سے دل کو پھیل کوٹ پتلون اور

طرز معاشرت انگریزی ترک کر کے سید سے سادہ مسلمان بن گئے رندی و آزادی و عیش پسندی یکدم رخصت و گافور ہوئی پابند صوم و صلاوۃ و تلاوت و عبادت ہوئے کتب حدیث و تفسیر و تاریخ و سیر سے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی معانی کلام اللہ میں تدبر کیا ابتلاغ کتاب و سنت میں قدم راسخ ہو گیا تقلید و رسوم متدعہ کا خیال بھی رفع ہو کر موجد محقق بن گئے یہ عجیب انقلاب خزانہ ملازمت میں رونما ہوا اسکے بعد پیش لیکر خانہ نشین ہوئے اور بحر مشغلہ قرآن و حدیث کو فی کام نکر تے اور ذکر و عبادت سے خطا و فریبتے تھے۔ آراستہ و پیرستہ کوٹھیاں چھوڑ کر ایک سادہ بنگلہ میں بسر کرتے تھے سچ ہے

غمرہ عابد فرمیش ز اہد صد سالہ را	موئے پیشانی کشان خود سوئے محار اور
----------------------------------	------------------------------------

جناب سلیم صاحبہ والیہ بھوپال نے آپ کی قابلیت کا شہرہ سن کر عمدہ مہتممی بند و بست ممالک محروسہ ریاست پر آپ کے آنے کی استدعا کی آپ ریاست میں تشریف لے گئے اور چند روز سرکاری مہمان رہے مگر قبول خدمت سے بوجہ استغناء نفس انکار فرمایا آخر بریلی میں امراض کلیہ و مشانہ میں مبتلا ہو کر ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء ع ۶۰ سال انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے خلف اصغر مولوی سید عبدالودود صاحب خدمات قومی و اسلامی میں بہت نامور و مقتدر بن سلمہ اللہ تعالیٰ

(۵) مولوی حافظ سید میر احمد بن حکیم سید اشفاق حسین

آپ نے برادر معظم مذکور کے ساتھ اساتذہ مذکورین سے تحصیل علوم و فنون حفظ قرآن و حج بیت اللہ کر کے قانون و کالت درجہ اول کا امتحان پاس کیا زبان انگریزی میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی اور عمدہ تحصیلداری پر مامور ہوئے آپ نے مناسبت علمی بیشتر محلی ادبیات کا شوق تھا بطور تفسن عربی و فارسی میں شعر موزون کرتے متعدد بیاضہائے اشعار موجو رہیں بہت طباع و زکی و صالح و صاحب الرائے

تھے ہر حالت میں صلاح و تقویٰ و پابندی شرع نصب العین رکھتے تھے خوشامد حکام سے بہت محبت تھے ملازمت سے قبل عقد نکاح نہیں کیا اور بعد ملازمت عمر ناپائیدار نے اجازت نہ دی چنانچہ عین شباب میں مقام بھنڈارہ میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۳۳۵ء کو وفات پائی اور بعد وفات آپ کے نام تقرر عمدہ ڈپٹی کلکٹری کا حکم گورنمنٹ سے موصول ہوا یہ ترقی محض ذاتی قابلیت کا ثمرہ تھی رحمہ اللہ تعالیٰ بھنڈارہ میں آپ باغ عالی شان آپ کے مزار کے قریب بحکم پدر بزرگوار راج لگا گیا اور سمسوان میں آپ چاہ پختہ محلہ اونچے پر آپ کے یادگار میں تعمیر ہوا جس پر ایک قطعہ تاریخ وفات پتھر کندہ ہے (۲۵ھ) شمس العلماء مولوی حافظ محمد امین سلمہ خلف اصغر حکیم سیہ شفاق حسین

ولادت باسعادت ۱۲۸۵ھ ۱۳۸۵ء میں بمقام ساگر ملک متوسط ہند میں ہوئی تحصیل علوم و فنون دینی و دنیوی شل دیگر برادران تکمیل کو پہنچائی کلام اللہ شریف بقراءت و تجوید حفظ کیا کعبہ زیارت قبر نبوی سے مشرف ہوئے فن طب و دستور مطب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور علاج میں مہارت تامہ پیدا کی انگریزی زبان و علوم مغربی اپنے شوق محنت سے بجز طبع غواص و جودت ذہن استفادہ کیے کسی اسکول و کالج میں حنین پڑھا چھپے چھپے زبان دان بلکہ اہل زبان آپ کی قابلیت و فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں اولاً عمدہ ڈپٹی کلکٹری و اکسٹرا اسسٹنٹ پرمٹاز رہے پھر شہر جبل پور میں بعدہ ۱۹۰۵ء میں فائز ہوئے تعلق ملازمت محاکم متوسط آپ کا قیام ہوشنگ آباد جبل پور ناگپور ساگر گھنڈہ وغیرہ میں رہا اعزاز و اقتدار آپ کا حکام یور و چین و گورنمنٹ برطانیہ میں بغایت ہے علم و فضل و ہمہ دانش و جامعیت کمالات میں جو ہر فرد میں دریا و خاص ۱۹۰۵ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کی علمی تہ ردانی کا ثبوت بظاہر سبب العلماء و با علم ادب عربی و انگریزی و فن تاریخ سے خاص دلچسپی ہے بعض سرکاری جلسوں میں

موجودگی اہل علم و ارباب کمال آپ نے زبان عربی و فارسی و انگریزی و اردو میں بغایت فصیح و بربستہ تفسیریں کیں اور تحریری لکچر سنا لے اگر علو مرتبت علمیہ و فضائل صوریہ و مغنیہ پر نظر کی جائے تو خطاب کو آپ کی ذات سے شرف و امتیاز ہے۔ آپ نے مذکورہ حدیث مکہ معظمہ میں شیخ دعلان مفتی حریم شریفین سے بھی حاصل کی کتب تفاسیر و محاضرات و سیر الکثر زیر مطالعہ رہتی ہیں نظر تحقیق و مشغلہ حدیث و قرآن کی وجہ سے اصلاح اعتقاد ہوئی اور خیالات مقلدانہ برطرف ہوئے بدعات قدیمہ و جدیدہ سے نفرت کرنے لگے بایں ہمہ اعلیٰ تعلیم مغربی کا اثر اس قدر باقی ہے کہ سکونت و طعام و لباس و طرز معاشرت میں ایک اجنبی میں یورپین معلوم ہوتے ہیں۔ میسر پر چھری کا نسا استعمال فرماتے ہیں اعلیٰ افسران انگریز سے بے تکلف ملاقاتیں اور اس کے ذریعہ پارٹوں میں شرکت کرتے ہیں۔ ہیٹ۔ کوٹ۔ پیلون۔ بوٹا۔ بلوس ہے اسباب و سامان ایک مغرور و غرور کی طرح باقاعدہ اور کوٹھی جدید و زرخیز سے آراستہ رکھتے ہیں۔ فرائض اسلام صوم و صلوٰۃ و تلاوت قرآن کے نہایت پابند اور علمائے دین کی خاص عظمت کرتے ہیں۔ راقم سطور کو آپ سے دوبار بھوپال میں ملاقات کا اتفاق ہوا پہلی مرتبہ ۱۳۱۶ھ میں اس وقت ماشاء اللہ وضع قطع لباس ریش و بدروت عالمانہ و صوفیانہ تھی دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ میں چشم بدو و ریش مقدس بالکل صاف و موخچین بڑی گنجان و مخضب اہل یورپ کے فیشن کے مطابق تھیں جس سے مردانہ وجاہت کا ثبوت ملتا تھا اب سنا ہے کہ ریش و بدروت دونوں تدار و دھیرہ سر اسر نور ہی نور بن گیا ہے اب یہ کرن فیشن مطبوع خاطر ہے آئندہ خدا جائے کونسا انداز اختیار ہو کسی طریق ہموطن نے آپ کی شان میں خوب کہا ہے قطع

ہیں محمد امین صاحب فضل	وہ جو کسی پتن کے بیٹھے ہیں
داڑھی موخچوں کو کھانڈا کر	فارغ البال بن کے بیٹھے ہیں

آپ کے چہرہ سے آثارِ متانت و وقار و ذکاوت و رخشان ہیں ۱۹۱۵ء میں بحصول
پیش ملازمت سے کنارہ کش ہو کر اپنی ذاتی خوشنما جدید کو کھٹی میں بمقام جبل پور مستقل
سکونت پذیر ہیں ۱۸ سال سے انجمن اسلامیہ جبل پور کے صدر مجلس اور مدرسہ اسلامیہ
کے منتظم و رکن اعلیٰ ہیں طلبہ کے قیام و آسائش کے لیے عظیم الشان بورڈنگ ہاؤس
چالیس ہزار کے مصارف سے اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا اور اب عمارت دارالعلوم
ساتھ ہزار کے صرف سے بڑے پیمانہ پر زیر تعمیر ہے آپ کی کوشش سے تیس ہزار
روپیہ اس تعمیر میں گورنمنٹ نے دینا منظور کیا ہے اب آپ امور خیر و فاد ملک و قوم
و ترقی اسلام میں اوقات عزیز صرف فرماتے ہیں نہایت تیک نام و نغہ شہرت سے ممتاز خلیق
نیک مزاج راست گو راست باز سیر چشم دوست نواز بختہ وضع اولوالعزم ہیں علم و
اہل علم کے دل سے قدردان راقم کے ساتھ مخلصانہ محبت و برادرانہ مراسم رکھتے ہیں
ہن شریف تعمیر باب ۱۵ سال ہو سلمۃ اللہ تعالیٰ و ابقاہ و علی مدارج الکمال رقاؤ۔

(۳۵) مولوی محمد انعام حسین خلیف اصغر مولوی شیخ امداد حسین انصاری

آپ کے پدر و عم اساتذہ محققین زبان فارسی سے تھے اور سہدان کے اہل کمال ہیں
معدود آپ کے چچا مولوی شیخ احمد حسین التخصی بمشربی شعرو انشاے فارسی کی سنگاہ
خاص رکھتے تھے آپ نے ہر دو بزرگ سے تحصیل کتب درسیہ فارسی کر کے حل فائق
و مضمون نگاری میں قابلیت پیدا کی بعدہ بالئس بریلی جا کر علوم و فنون متداولہ رسمہ
علمیہ شہر سے حاصل کیے جدت ذہنی سرعت فہم و جودت حافظہ میں فائق الاقران تھے
جس فن کی جانب متوجہ ہوئے تھے اس میں مہارت خاصہ بہم پہنچا لیتے تھے۔ ملازمت
انگریزی حاصل کر کے ترقی کی اور تحصیلداری سے عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے ذکاوت
طبع سے زبان انگریزی میں بطور خود عمدہ قابلیت پیدا کی حکام بالادست آپ کو محمد

گورنمنٹ سمجھتے اور قدر و منزلت کرتے تھے آپ نے تمام مراحل تعلیم و ملازمت بلا اعانت
غیر اپنے قوت بازو سے طے کئے دیانت و راستبازی و استقلال و ادوار عزیزی میں
فرخاندان تھے عدالت و تقویٰ ہمیشہ ملحوظ تھا بندہ مولف سے آپ کو رابطہ محبت عہد طفلی
تھا انیسویں سال مطابقت ۱۳۲۳ھ میں بمقام اُناد ملک اودھ بعارضہ ہیضہ بمقام
سال آپ کا انتقال ہوا بموجب وصیت مزار خام ہے رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے برادر بزرگ
مولوی شیخ عزیز الدین صاحب لکھنؤ میں مقرب حکام میں علم سے دلچسپی رکھتے ہیں
عربی انشا نگاری پر قادر ہیں کتب حدیث و سیرت جمع کرنے کا زیادہ شوق ہے خلیق
و بامروت ہیں۔ اور آپ کے منجھ بھائی مولوی احسان حسین صاحب ضلع بجنور میں
سرکاری معزز عہدہ دار راقم کے دوست مختص مہمان نواز متواضع ہیں سلمہ اللہ

(۴۵) مولوی محمد اسماعیل بن خطیب مولوی معین الدین انصاری

سال تولد ۱۲۶۵ھ ہجری ہے کم سن ہی یتیم ہو کر والدہ ماجدہ کی آغوش محبت میں پرورش
پائی اور حضرت مولانا سید امیر حسن و مولانا محمد بشیر رحمہما اللہ سے علوم درسیہ صرف
و نحو و منطق و تفسیر و حدیث و عقائد باضابطہ پڑھے و نیات سے موروثی دلچسپی پائی
عمل علم سے زیادہ نصیب ہوا خلوص و حقانیت و راست پسندی و فہم دین میں
اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے اور بحکم اولاد سیر لا بیہ منکرات و منیات سے طبعاً محترز اور
ہمیشہ ابتلاع کتاب و سنت کے ولدادہ رہتے ہیں خود بجد باندہ شریعت اور
اقارب و متعلقین کو وعظ و ہدایت فرماتے ہیں نظر ہمیشہ نیچی رہا کرتی ہے جہاد
شرم کا پتلا ہیں کبھی کسی غیبت نہیں کی نہ کبھی دیدہ و دانستہ جھوٹ بولے نہ کیلو
بفحوائص المؤمنین لایکذب جھوٹ سمجھتے ہیں نیک مزاج سادہ دل قدسی سرشت

ہیں قناعت و توکل شعار ہے کتب حدیث و تفسیر و عقائد کا مطالعہ کرتے ہیں گو آئینار
 جیو پال اگر وہ وغیرہ میں اکثر قیام رہا اور ہر حکم مقتدا دین و مصلح بندگان خدا ہے
 خلوص نیت و صدق مقال و کسب حلال کی وجہ سے نصیحت و وعظ میں کمر بانی اثر
 سے ہزار ہا نئے نماز دن کو پابند صوم و صلوٰۃ بنا دیا اور یہ صفت متواتر ہے
 فیض صحبت و برکت تلقین سے مدد ما لوگ غافل بجدیث و قرآن ہو گئے شرک و بدعات
 و ملاہی و مناسی کا قلع قمع کر کے خلق اللہ کو صراطِ مستقیم توجید و شریع پر چلا دیا
 بسلسلہ تعلیم دین و وعظ و تلقین محلہ تلج گنج اگر وہ بین بقدر ادانی بغض تجار اہل حق
 تشریف فرما ہیں عمر شریف اس وقت ۶۶ سال ہر سلسلہ اللہ وابقا ہے

(۵۵) ابو الفضائل سید آل محمد شاہ سلمہ خلف و خلیفہ سجادہ نشین

طریقہ حضرت مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ
 آپ راقم کے برادر عزیز ہیں ولادت ۱۲۸۷ھ نام تاریخی منظر الحق ہے نہایت ذکی
 و فہیم و صاحب فراست ہیں آپ کی تعلیم و تربیت بوجہ احسن حضرت والد ماجد رحمہ کی توجہ
 سے وطن میں ہوئی بعد حصول تہجد و تکمیل قوت فہم علوم تصوف و اخلاق و سلوک
 اسنے والد رحمۃ اللہ مولانا سید عبد الحسیب رحمہ سے حاصل کیے بعدہ طریقہ چشتیہ
 و قادریہ و سہروردیہ میں حضرت والد مغفور سے بیعت کر کے فرقہ کثافت لیا آپ
 اپنے والدین کے تمنا فرزند ہیں ۱۳۰۷ھ میں عقد نکاح آپ کا بنت مولوی سید
 محمد حسن بن حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ سے ہوا بعد وفات حضرت والد مبرور
 ۱۳۱۷ھ ہجری میں سجادہ نشین و خلیفہ باقاعدہ ہوئے ہر چند مزاولت علوم و رسم

۱۳۱۷ھ افسوس قبل طبع کتاب ہذا ۱۳۱۷ھ میں وفات پائی مزار خام فطیب محلہ وطن میں ہے
 بہ شہزاد علی عفی عنہ —

کا موقع آپ کو زیادہ نہیں ملا مگر تعلیم اولاد کی طرف توجہ کامل فرمائی اور اس سلسلہ میں غزلی علوم و فنون کی کتابوں کا نام اور عظیم الشان ذخیرہ کمال شوق و سعی جمع کیا اور اس دُھن میں جا بجا سفر کیے۔ ع۔ زہر خرمنے خوشہ یافتہ۔ غرض کہ بذلِ درم و سعی قدم سے بے نظیر کتب خانہ فراہم کر لیا آپ کو مطالعہ کتب سیر و تاریخ و حالات بزرگان دین کا شوق زیادہ ہے علی کارناموں سے دلچسپی ہے تعلیم اولاد و تحصیل ذرائع علم میں آپ نے مساعی جمیلہ کا بغور دیا ہے اسوجہ سے بالخصوص آپ کا ذکر خیر درج کتاب کیا گیا ماشاء اللہ اولاد میں چھ صاحبزادے اور ایک دختر رکھتے ہیں سب تعلیم یافتہ بالادب معزز و مقتدر و صالح ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ بعض صاحبزادگان کا تذکرہ آئندہ ذکر ہوگا۔ اس نعمت کے ساتھ آپ بفضلہ تعالیٰ فہرست و جاہت و عزت و دیوی سے ممتاز اور دُسا و حکام میں ذی احترام و شالیہ ہیں۔ معاملہ فہمی و خوش بیانی و طلاق لسانی و جرات و جہارت موروثی میں عظیم الشان ہیں اہل خاندان کی خبر گیری آبائی شعار ہے دستگیری غربا و معان نوازی و سیر چشمی میں پایہ ارفع و اعلیٰ ہے اس وقت عمر شریف ۵۰ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ و حصلہ یتیمانہ آپ نے اپنے والد بزرگوار کی تصانیف تصوف و تاریخ و نظم و نثر کو حسبِ وصیت مرتب کر لیا ہے عجب نہیں جو جلد طبع ہو جائے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

(۵۶) مولوی حکیم سید عبد الواحد بن سید ولایت علی ہاشمی رح

آپ کی تعلیم ابتدائی وطن میں ہوئی مولانا محمد نذر رح سے کتب درسیہ صرف و نحو وغیرہ پڑھ کر دی گئے وہاں تکمیل درس معقولات و منقولات کی کتب حدیث مولانا سید نذیر حسین محدث رح سے استفادہ کر کے سندلی اور فن طب باقاعدہ حکیم

محمد عبد المجید خان خاؤق الملک دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی بعد فراغ تحصیل وطن تشریف لائے نہایت ذکی و ذہین صاحب استعداد و استحضار فنون درسیہ تھے مذاق شاعری و درست تھا معاصرین اہل علم نے ہار یا آپ کی فطانت طبع کی ستاوت دی وطن میں سلسلہ درس و مطب میں مشغول رہے اتباع قرآن و حدیث مرکوز خاطر تھا اور عہد شباب میں بمر ۲۸- سال سنہ ہجری کو بحیات والدہ بزرگوار چلغ حیات صرصر اجل سے خاموش ہو گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۵۷) مولوی حکیم عبد الرشید بن ششی شیخ احمد حسن صدیقی سلمہ اللہ

آپ سنیہ نام مطابق سنہ ۱۲۸۰ ہجری میں متولد ہوئے فضلاء وطن مولانا سید امیر احمد شمس العلماء و مولانا شیخ محمد بشیر محدث رحمہ سے سہواں و آگرہ میں اکتساب فنون درسیہ کر کے آردہ میں مولانا سعادت حسین مدرس اعلیٰ مدرسہ آردہ و مولانا ہدایت اللہ خان رامپوری مدرس مدرسہ جون پور سے بھر مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی سے تحصیل و تکمیل علوم درسیہ متداولہ کی بعدہ حکیم نضر حسین خان خاؤق حکیم مسیح الدولہ بہادر سے کتب طب پڑھیں اور حکیم سید محمد خان موہانی سے طب کیا۔ ریاست بھوپال میں سند بلوغ المرام و حدیث مسلسل بالاولیۃ قاضی شیخ محمد مجملی شہری رحمہ سے لی جو ہر ذکاوت و طبع و رسائی ذہن میں پایہ عالی رکھتے ہیں اور جامعیت کمال و اطلاع فنون مختلف و مشارکت علوم میں ممتاز ہیں السنہ فارسی و ہندی و انگریزی میں دستگاہ اور خطوط و ترجمہ نسخ و شکست و تعلیق میں مہارت ہے۔ مدت مدید سے شہر فرخ آباد میں اجمد ہسپتال مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول ممتاز ہیں۔ اکثر شغل طب و درس بہر فن و علم رہتا ہے۔ تحریر نظم و نشر نثیانہ عربی و فارسی وار و دین

ید طولیٰ ہے۔ تصنیف و تالیف علوم و فنون و مناظرہ کا مذاق ہمیشہ سے ہے
اکثر عیسائی پادری و آریہ ہنود وغیرہ سے آپ کے مناظرے تحریری ہوئے
جو بصورت کتاب و رسالہ طبع ہو کر مشہور ہوئے رہے۔ آپ کی تصنیفات علمی
و ادبی بھی بہت ہیں علم ادب عربی سے خاص دلچسپی ہے۔ شاعری ہر صنف کی
بے تکلف کرتے ہیں آپ طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں حضرت مولانا محمد فضل الرحمن
صاحب قدس سرہ کچھ مراد آبادی سے بیعت ہیں۔ میرے ہم محلہ ہم وطن و
قرب العزمین و ہم جماعت و ہم سبق رہے ہیں اور مجھ سے مودت قلبی ہے
ہیں صاحب وقار و متانت اور قدیم سے تنہائی پسند ہیں ماشاء اللہ
اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ مدہ البالی

والایام

(۵۸) مولوی محمود حسن بن شیخ محمد امام خان ریسری سلمہ اللہ

آپ نے مولانا رشید احمد صاحب محدث و فقیہ حنفی گنگوہی رح اور مولانا محمود حسین
صاحب مدرس اول دیوبند دام فیضہ سے علوم مروجہ صرف و نحو منطق فقہ حدیث
و غیرہ تحصیل کر کے جلسہ دستار بندی مدرسہ عربیہ دیوبند میں سند فراغ
حاصل کی ذی استعداد و جامع فنون درسیہ و متین مزاج ہیں بعد اکتساب علم
مشغلہ درس و تدریس میں صرف اوقات فرمانے لگے۔ چنانچہ مسجد عربیہ شاہی
مسجد شہر مراد آباد میں ۳۵ سال سے بعد مدرسہ مدرس اول ممتاز ہیں۔ طلبہ علم کی
جماعت کثیرہ کو درس دیتے اور ہر فن کی کتاب محققانہ پڑھاتے ہیں آپ کے
طلانہ ذی استعداد قابل اطراف و جوانب میں بکثرت موجود ہیں مناظر
نذہبی میں کتب و رسائل اپنے اور اپنے لائق شاگردوں کے نام سے اکثر شائع

کئے ہیں۔ فیض صحبت علماء ہے دیوبند و سفلہ دنیا کی وجہ سے بدعات و منکرات و اہستہ سے بری ہیں صرف تقلید شخصی پر با اتباع طریق اساتذہ و دیوبند کا رہند ہیں مگر اہل حق سے تعصب نہیں ہے۔ صناعت کیسا سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ بہت سنجیدہ متواضع خلیق و متقی ہیں شہر کے اعیان و اُمراء آپ کی نہایت عظمت کرتے ہیں اس وقت عمر شریف پچھن سال ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ عن رب الزمان

(۵۹) مولوی سید اسرار حسن بن سید علی حسن فاضل سلمہ اللہ

آپ ۱۲۸۵ھ شمس ۱۸۶۵ء غدر ہند میں پیدا ہوئے وطن میں مولنا سید امیر حسن محدث اور شمس العلی سید امیر احمد رحمہ اور رام پور و خوجہ ضلع بلتھ شہر مفتوح میں علماء مدرسین سے تحصیل علوم و فنون متداولہ کی حکیم محمد یعقوب الہ آبادی سے سند کتب طب حاصل کی۔ پھر ریاست بھوپال جا کر مولنا محمد بشیر محدث رحمہ کو بعض کتب حدیث جستہ جستہ سنائیں اور سند ملی۔ مولنا شیخ محمد جعفری محلی شہری قاضی ریاست سے سند بلوغ المرام پائی اور حاجی مولنا سید سبط احمد صاحب رحمہ سہوانی سے علم فرائض حاصل کیا۔ اسے بریلی ملک وہ کے مشن اسکول میں مدرس رہے پھر خود ترک ملازمت کر کے لکھنؤ میں نجدت سرآمد علماء داد لیا حضرت شاہ محمد سعید صاحب سہوانی رحمہ قیام کیا۔ میلان طبع تصوف و طریقت کی جانب پیدا ہوا زہد و طاعت کا مشغلہ ہوا اور ریاست حضرت محمد رحمہ بریلی و الپس جا کر میان احمد علی شاہ صاحب رحمہ کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے بعد وفات مرشد خود آپ سجادہ نشین و

سلمہ انوس صاحب ترجمہ ۱۳۳۵ھ ہجری میں وطن میں وفات پائی عمر ساٹھ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۸۵ھ

خليفة ہوئے اور وہیں قیام فرمایا چنانچہ پچیس سال سے خاص ضلع راسہ بریلی ہی میں آزادانہ و صوفیانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور خلق اللہ کو فیض علمی و عملی پہنچاتے ہیں عالم باعمل و صوفیہ زمانہ کے مختصر عات بدعیہ و خلاف شرع سے محترز و عقائد مطابق حدیث و قرآن رکھتے ہیں۔ اشغال علمیہ و اذکار عبادت شغریہ میں صرف اوقات فرماتے ہیں بعد خلیق و نیک نفس متواضع باحرمت اور معاملات دنیا سے یکسو رہتے ہیں اور راقم سطور ہذا کے بہت مخلص ہیں اس وقت آپ کی عمر اٹھادس سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶۰) مولوی سید محمد ایاس بن شاہ سید محمد تقی فاضلی رح

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۳ھ شمسۃ الاعر کی ہے۔ ابتدا سے علوم الیہ عربیہ صرف نحو منطق مختلف اساتذہ سے وطن میں حاصل کیے بعدہ ۱۲۹۲ھ میں آگرہ جاکر ورنیکولر مدرسہ اسلامی سرکاری میں جناب شمس العلماء حاجی مولانا سید امیر احمد صاحب برادر غم زاد خود سے تحصیل علوم مراد فرمائی اور تحقیق قابلیت پیدا کی آپ کو علوم دینیات و ادب سے گہری دلچسپی رہی آگرہ میں ملا حسن محمد اللہ مقامات حریری وغیرہ میں میرے ہم سبق رہے تھے۔ ذہن تقاد طبع رسا ہے اور بجد متقی و نیدار راست باز رحم دل خوش اخلاق جلیتا واقع ہوئے ہیں۔ امانت و دیانت میں ضرب المثل اقران ہیں قدیم وضع بالکل سادہ ہے عربی فارسی کی انشا پردازی پر قدرت ہے افسوس ہے کہ آپ کو مزید موقع درس و تدریس مشاغل غلمہ کا نہیں ملتا تاہم وقت فرصت کتب بینی و حدیث و علم ادب میں گزرتا ہے راقم کتاب ہذا سے خصوصیت داخل قلبی ہے افسوس اس امر کا ہے کہ مدت پینتالیس سال زمانہ محرم طالب علمی آگرہ سے باوجود خصوصیت قلبی

باہمی ملاقات نہیں ہوئی۔ مگر الحمد للہ طرفین کے دلوں میں جوش مودت روز افزوں ہوا۔ افسوس کہ از فرط محبت و ارادتیں دل و آنجا دل و آنجا دل میں۔ وجہ یہ ہے کہ میرے زمانہ موجودگی وطن میں وہ جاے ملازمت خود پر ہوتے ہیں اور انکی موجودگی وطن کے زمانہ میں یہ راقم جاے ملازمت بھوپال میں رہا یہ حق اتفاق ہے **ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ** اتفاقاً واقع آپ کے والد ماجد مرحوم صوفیہ کرام کی جماعت میں ممتاز سمجھے جاتے تھے اور مردہ بدعات مخترعہ سے انکو قطعی نفرت تھا ہمیشہ متبع قرآن و حدیث رہے مجھکو بھی انکی خدمت اقدس میں شرف حاضری وطن میں اکثر رہا ہے اور آپ بھی ماشاء اللہ ولدادہ احکام قرآن و حدیث شریف میں اسوقت عمر آپ کی **السنۃ** سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ بالفضائل

(۶) حاجی مولوی سید جمیل احمد خلیف سید امتیاز علی مرحوم

آپ منشی میر مراد علی رح کے پوتے اور عموی مولانا سید اولاد احمد کے نواسے ہیں سال ولادت ۱۲۶۶ھ سے دو برس بعد از واقعہ غدر پیدا ہوئے عہد آغاز شیر خواری میں آپ کی والدہ نے انتقال فرمایا اور نانا و نانی صاحبہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور نانا صاحب کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے مامون صاحبان نے کی اور مثل اولاد صلیبی پرورش کیا اور باوجود محروم الارث ہونے کے حصہ جائیداد نانا مال سے معقول دیا گیا ۱۲۸۶ھ میں ہجر اہی خال اوسط مولانا سید سبط احمد رح بھوپال گئے اور شغل تعلیم میں کچھ وقت صرف کیا ذکاوت خاندانی وجودت حافظہ و ذہن رسائے علوم دینیہ کی طرف راستہ دکھایا اور صحبت ارباب علم و فن و حضوری مجالس ذکر قرآن و حدیث سے نفع کثیر اٹھایا معمولاً ابتدائی مرحلہ تعلیم کے بعد بعض کتب حدیث و تراجم قرآن

عہد الحمد للہ بعد ۴۶ سال کے مابین ۱۳۱۲ھ مطابق جب ۱۳۱۲ھ کو وطن میں ایک ہفتہ باہم مخلصانہ محبت رہی

کریم محفوظ ذہن کر لے مطالعہ کتب دینہ و مسائل فرعیہ سے استفادہ نام کیسا
 لَکَ فَاَضَلَّ اللّٰهُ بِوَحْيِهِ مَنَ قَسِيْنَاۤ اُوْر بھوپال میں تبو سل ملازمت مستقل قیام
 ہو گیا ۱۳۱ھ میں جمعیت برادر معظم حضرت مولنا حاجی سید عبدالباری رحمہ اللہ صاحب بھوپال
 سے مکہ معظمہ گئے اور حج بیت اللہ کے مشرف ہوئے شعر و سخن سے ہمز و نیت
 طبع خدا داد مناسبت ہے صفائی زبان و فصاحت کی طرف متوجہ ہیں۔ نواب
 شاہجہان بیگم مرحومہ خلد مکان والیہ ریاست بھوپال و حضرت نواب صاحب کی
 میں قصائد اُردو فارسی لکھے اور اب رئیسہ حال کی مدح مرثیہ میں ممتاز ہیں
 فن شعر میں بھوپال کی جماعت کثیر آپ سے تلمذ رکھتی ہے دیوان خمسات و
 قصائد یہ سب کتب مطبوع ہو چکا ہے اور دیوان غزل اُردو غیر مطبوع رہا
 ہے اسکے سوا غنوی اردو و طبعیۃ الابرار یا مائے حضرت مولنا نواب سید
 محمد صدیق حسن خان بہادر باقالبہ رحمہ اللہ تصنیف کی جو مطبوع و شائع ہے اسکے سوا
 بعض رسائل تحقیق مسائل تنازعہ فیہا میں بھی آپ کی تالیف سے مشہر ہو چکے
 ہیں آپ اب تک مقیم ریاست ندکور ہیں اور بقدر دانی رئیسہ حال تنخواہ بطور
 پنشن پاتے ہیں۔ عمر قریب اکا دن سال ہر سلمہ اللہ تعالیٰ

(۶۲) مولوی منشی محمد شاہ حسین سلمہ خلف منشی محمد صابر نقوی

ولادت آپ کی دہم ربیع الآخر ۱۲۸۵ھ کو ریاست رامپور میں ہوئی اور وہیں
 بہ تقریب کتاب نشینی مولنا مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم نے آپ کو بسم اللہ

علیہ مباخص۔ یہ حضرت بہت نازگیاں بیہ گوشا و فارسی در پختہ کے اور ہمہ مرزا داغ دہلوی و امیر پٹانی لکھنؤ کے
 تھے نیک طبع و لطیفہ سنج و نگین مزاج تھے آپ رامپور و بھوپال و لکھنؤ میں تمام پذیر رہے تحفہ ۱۳۱۳ھ میں احتمال
 فرمایا۔ یہ چار حقیقی بھائی تھے چاروں قابل و محقق فن نادری و اردو کے تھے سوا خط و غیر نہایت پاکیزہ تھا۔ ۱۳۱۳ھ

پڑھائی تعلیم ابتدائی باقاعدہ شروع کی گئی جب ہمراہ والد ماجد خود بھر ذرا سالگی
 بھوپال آکر قیام کیا اور اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہوئے
 مکتب درسیہ فارسی مولوی محمد عمر دلائی شاگرد رشید مولنا صہبائی دہلوی سے
 پڑھیں۔ بعدہ ملک العلماء جناب حاجی مولنا سید محمد عبدالباری صاحب محدث
 و حضرت حاجی مولنا محمد بشیر صاحب محدث و حاجی مولنا سید سبط احمد صاحب
 علمائے سہسوان رحمہم مقام ریاست بھوپال سے علوم متداولہ و حدیث و تفسیر
 وغیرہ حاصل کیے اور بعض کتب حدیث استادنا شیخ حسین صاحب محدث رحمہ
 عرب کو شاگرد حاصل کی۔ آپ قابل ذی استعداد و فخر خاندان زکی الطبع اور
 عربی فارسی اردو کی نظم انشا نگاری پر قادر ہیں۔ فارسی قصائد میں قافیہ کا
 مقابلہ کرتے ہیں اردو رباعیہ میں عمدہ دیوان غزل مرتب ہے نکتہ تخلص
 کرتے ہیں نازک خیال مضمون آفرین شاعر ہیں مطالعہ کتب سیر و توارخ و ادب
 عربی کا شوق ہے۔ مختصر کتب خانہ علوم و فنون بھی جمع کیا ہے آپ کے خاندان
 میں مدت مدید سے قابل اہل قلم نظم و نثر فارسی منشیانہ و شاعرانہ لکھنے والے
 محقق نام آور پیدا ہوئے ہیں مگر آپ نے عربیت و فنون مختلفہ میں بھی بہت
 مقبول استعداد ہم پہنچا کر خاص امتیاز حاصل کیا ہے سوادِ خط مثل اب و غم و ہج
 نہایت پر رونق ہے اور صفات پسندیدہ سے متصف ہیں ہر کام میں سلیقہ
 و شایستگی نمایان اور صفائی و نفاست طبع عیان ہے جو ان صلاح و سعید عابد
 و متقی ہیں اور انہیں خیال و راستے کے دھنی اور بخت ہیں ہر باب میں خود داری
 و وقار و امتیاز خاص کا بہت لحاظ رکھتے ہیں بعد وفات والد بزرگوار ریاست
 بھوپال میں بارہ سال سے زائد ملازم رہے حکام مافوق آپ کی قدر افزائی
 اور اہل شہر و روستا و عمائد عزت کرتے تھے خود تعلق ترک کر کے وطن آگئے

اور انتظام زمینداری میں اوقات عزیز بسر کرتے ہیں علمی مشاغل سے بھی خالی نہیں رہے اتباع کتاب و سنت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں آپ امانت و دیانت میں مشہور خاص و عام ہیں اس وقت ما شاء اللہ آپ کی عمر چھیالیس سال ہے صانہ اللہ تعالیٰ عن سرور المدبور

(۶۳) الطیب الفاضل حکیم سید محمود عالم بن مولوی حکیم سید اتھی بخش صالحی رحم

تقریباً ۲۸ھ میں آپ تولد ہوئے اور اپنے والد صاحب کے دامن طفت میں تربیت و تعلیم کا بلانہ پائی تشریح ملا جامی و قطبی وغیرہ آپ نے راقم سطوح سے پڑھیں بعد وفات والدہ خود طلب علم کے لیے سفر رام پور کیا اور حلقہ درس مولانا ارشاد حسین صاحب میں کتب متداولہ فنون حاصل کر کے شمس العلماء مولانا محمد عبدالحق منطقی خیر آبادی کے تلامذہ میں داخل ہوئے اور علوم عقلیہ منطق و فلسفہ و حکمت بفہم و فراست تحصیل کیے بعض کتب حدیث مولانا حسن شاہ رحم اور ان کے فرزند مولانا محمد شاہ رحم اور کتب فقہ و اصول مولوی مفتی عبدالقادر فقیہ سے پڑھیں بعد ونا مولوی طیب حکیم محمد ابراہیم خان صاحب لکھنوی متوسل ریاست رامپور سے اور انکی وفات کے بعد ان کے خلف ارجمند حافظ حکیم محمد عبدالحق لکھنوی سے علم طب استفادہ کیا اور کئی سال مطب میں شریک ہو کر سند باقاعدہ جلسہ اطباء میں بعد امتحان حاصل کی اور اہل سنہ ۳۲ھ میں تحصیل و تکمیل علوم و فنون درسیہ

عہد حضرت برہم حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد ملکان بھوپال میں انصرا لاطباء ریاست ہوئے آپ کی بیعت ہوئی بعد ملازمت تین سال ۱۳۱۹ھ کو بعد وفات رئیسہ محمد و محمد تبرک ملازمت لکھنؤ واپس تشریف لے گئے راقم کتب کے سید مہربان و دوست مکرم تھے۔ رحم ۱۲۷۲ھ

کر کے وطن کو مراجعت فرمائی اور برطی و معوم دھام سے مطب و درس شروع کیا آپ علم فرائض و کلام و اصول کے ماہر اور منطق و فلسفہ و طب کے جلیل القدر فاضل تھے۔ قوت تدبیر و تقریر مضامین فوق الوصف تھے معقول کو وضاحت بیان سے محسوس کا ہر تہہ بنا دیتے تھے کمال مہارت مطب و مذاقت علاج میں آپ بے مثل تھے اس وقت میں بلحاظ شہرت فخر سہسوان کہنا بجا نہیں اضلاع قرب و جوار میں ایسا مصلح نامور طبیب عاذق سنا نہیں گیا ہمدردی و تشفی غرضی میں توجہ بلیغ و حسن خلق و بے طبعی و انکسار مزاج میں آپ کا نظیر دور دور تک نہیں پایا گیا دائرہ مطب اطباءے قصبات میں اس قدر وسیع پیمانہ پر دیکھا نہیں گیا کمال علم و حسن خلق کی وجہ سے مزاج امر او غربا تھے روسائے نواح بیکم قدر و منزلت کرتے تھے با انہمہ و فور مشاغل طبیہ حلقہ درس علوم منطق و حکمت و طب و فقہ و اصول ہمیشہ قائم رکھا اور اس دور آخر میں بہت سے نو ناولوں کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب و سرسبز کر دیا ایک نوخیز جماعت کو شاہراہ تعلیم پر ڈال دیا آپ بہ تقلید اساتذہ خود اہل حدیث سے تعصب رکھتے تھے مگر آخر میں جمود و اصرار سے کنارہ کر کے انصاف و حق پسندی کی جانب مائل ہو گئے اہل حدیث سے کچھ تعصب نہ رہا اور بہت کچھ اصلاح عقائد ہو گئی نیک مزاجی و بے نفسی و راستبازی و خوف خدا و دیانت کی صفات خاصہ سے موصوف اور خاص و عام میں ہر و گزیز ہو کر محمود عالم و محسوزانہ ہو گئے دور دراز کے لوگ آپ کے مطب سے فیضیاب ہوتے اور جوق جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے مبدو فیاض نے شہرت و نیکنامی کا روشن تمنہ آپ کو عطا کیا تھا جلیہ صلاح و سعادت سے آراستہ و پیراستہ تھے آپ کے تلامذہ مختلف علوم و فنون و خاص مطب طب میں بکثرت ہیں انہوں نے آپ کی موت مفاجات سے تعلیم

و تعلیم و طبی کارناموں کا چراغ گل ہو گیا اور اس سرزمین سے فضل و کمال کا نشان
سٹ گیا چند اراض قلب و جگر میں ایک مدت تک تکلیف برداشت کر کے
بعد صبح روزِ شنبہ ۲۲۔ رجب ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸۔ جون ۱۹۱۳ء کو اس
عالم ناباؤدار سے ہجر ۵۲ سال دارِ جان کو رحلت کی بَرَکَ اللہُ مَصلحہ میز اقام
مقبرہ نوشہرہ جنوب آبادی میں ہے آپ کے ارشد تلامذہ فخر زین عزیز مونی معجز
سلمہ رب نے باسخرِ آیہ مقدسہ فَا وَکَلَّحْکَ یَدُ خَلْقُوْنَ الْجَنَّةِ سے تاریخ
وفات کا حق ادا کیا نیز لفظِ غفران سے مادہ سال مستنبط فرما کر قطعہ ذیل میں موزن کیا

حیف محمود عالم اکمل عصر	زین جان رفت سوے دارِ جان
بہر تاریخ خامہ بمعبر ۴	زورِ رقم سالِ رحلت غفران

(۶۴) علامہ مولوی سید محمد اعجاز احمد سلمہ بن حاجی مولانا سید
محمد عبدالباری محدث رحمہ

سال میلاد مبارک ۱۲۹۲ھ ہے چنانچہ نام تالوخی مختار احمد رکھا گیا عمر کا ساتواں
سال تھا کہ ریاست بھوپال اس نے والد ماجد رحمہ کی خدمت میں پہونچ کر تحصیلِ علومِ تبدائی
میں مصروف ہوئے مگر افسوس کہ دو سال کے اندر ہی حضرت ملک العلماء آپ والد ماجد نے ۱۳۰۲ھ کو بھوپال
میں رحلت فرمائی اور آپ یتیم ہو کر بحالتِ حزن و یاس وطنِ ہائوف کو مراجعت کی یہاں تربیت
و تعلیم کا انتظام عارف باللہ حضرت مولانا حکیم سید محمد نذیر احمد شاہ قدس سرہ آپ کے
دادا صاحب کے چھوٹے بھائی نے فرمایا بعض کتبِ دقیقہ فارسی و فنونِ صرف
و نحو عربی جناب مولانا سید عبدالحمید صاحب رحمہ سے تمام کر کے کتب و رسمہ
منطق و فلسفہ و حکمت و فقہ و کلام وغیرہ مولوی حکیم سید محمود عالم سے بکمالہ استفادہ
کیں پھر لبثوق تکمیلِ علوم ۱۳۰۸ھ میں سفرِ بھوپال اختیار کیا وہاں حلقہ درس مولانا
محمد بشیر صاحب محدث رحمہ میں توفیح و تلویح و مسلم الثبوت و تفسیر بیضاوی وغیرہ اور

مولانا عبدالحق کابلی قاضی ریاست سے قاضی مبلک دھدر اور مطول وغیرہ اور حضرت شیخ حسین عرب محدث جدیدہ سے کتب حدیث حاصل کر کے دیگر کابلیین فن سے بقیہ علوم اکتساب فرمائے اور بعد وطن واپس آگئے جو مدت بطبع و زکات ذہن و سرعت اور اک وقوت حافظہ و قابلیت فطری سے ہر صنف علم و فن میں مہارت تائید حاصل کر کے اجل علما و اکمل فضلاء سے ہوئے بعدہ علم و صناعت مطب علما و عملاً کمال خدات طباعی کے ساتھ وطن وغیرہ میں اکتساب کر کے سند فرائض باضابطہ حاصل کی اور شغل علاج و مداوی میں مشغول ہوئے علوم ادبیہ فارسی و عربی و منطق و حکمت و کلام و سیر میں بالخصوص دستگاہ کامل ہے۔ بلکہ علمائے ہند میں ایسا ادیب ناظم و ناظر بدیع گو قصید و بلوغ قلیل الوجود ہے استحضار غرائب لغات و محاورات عرب و حل اشعار مشککہ میں عظیم النظر ہیں محاسن متنی حریری تعلقات کے درس دینے میں آپ کو کتب لغت و تفسیر و حواشی کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ شعرے جاہلین و محضرمین کے تتبع میں بے شمار غزنی قصائد غزلیہ تصنیف کیے۔ انشائیہ و ازلی و عربی و فارسی میں عجیب ملکہ خدا داد و پایا ہے اہل زبان تبحر ہوتے ہیں مولانا محمد طیب علی و مولانا محمد صاحب شافعی عرب بھوپالی و مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نقوی رکن مجلس العلماء بھوپال نے آپ کا کلام غزنی بارہا سنکر تحسین و آفرین بلیغ

ملکہ محضرمین بالغ شاعرانہ زانہ جاہلیت و اسلام دریافت اند۔ از صراح ۱۲ مہ
 ۱۱ ملکہ مولوی محمد طیب علی مشہور ادیب ریاست راجپوت ملازم رہے اور ۱۲۳۳ھ کو دین ذات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔
 ۱۲ ملکہ مولوی محمد صاحب مولانا شیخ حسین صاحب محدث قاضی جدیدہ میں کے بڑے فرزند جو ۵۵ سال ہمراہ رہا
 ۱۳ ملکہ مولانا بھوپال میں فوت و احقر ام رہے اب ندۃ العلماء لکھنؤ میں پروفیسر عرب ہیں قابل ادیب و محدث ہیں ۱۳۳۵
 ۱۴ ملکہ یہ حضرت قصبہ سارنگ پور قصبہ ماوہ کے اصل باشندہ و سادات نقوی سے ہیں ان کے والد بزرگ اسمعیل سیدت علی
 بھوپال میں مقرب تھے اور بڑھاپہ لکھ بھوپال ہی میں منتقل ہو گئے اختیار کی آپ ناٹا راہ جامع جمیع علوم و فنون میں
 نقیض و مسلک ہیں اب میں اعلیٰ ماہر رہتے ہیں حدیث و تفسیر و فقہ میں کمال ہے ریاست میں بعدہ رکن مجلس
 عز و معزاز ہیں ۱۲۴۵ منہ انہوں نے قبل طبع کتاب ہذا ۱۲۴۵۔ ستمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۱ نومبر ۱۳۴۵ھ کو وفات پائی۔

فرمانی زبان اردو فارسی میں بھی مسائل علمیہ و تصانیف و غزل وغیرہ بہت کچھ تحریر کر کے دوست و تلامذہ کے نام پر شائع کرا دیے جو نصاحت و بلاغت میں پائیدار عالی رکھتے ہیں ریختہ و فارسی کلام میں مخلص معجز ہے۔ اخراج مادہ ہائے تاریخی جمل میں یہ بیضاد لکھاتے ہیں جناح اکثر توارخ و قطعات مندرجہ کتاب ہذا شعر سال وفات علماء آپ ہی کے سنلکچ طبع و قادی میں جنکو دیکھ کر موزن زمانہ انگشت بزدان رہ جاتے ہیں فارسی فصائد آپ کے انوری و طہیر کے کلام کا مقابلہ کرتے ہیں غزل میں کہیں حافظ اور کہیں نظیری کا رنگ ہے۔ مطالعہ کتب علوم و فنون و درس و تدریس سے شغف خاص اور علم سیر و آثار علم پر عبور کامل ہے تصانیف امام ابن تیمیہ و ابن قیم و امام فہمی رحمہ سے نہایت دلچسپی اور اصول عقائد و اہم مسائل کلام و مباحث معتزلہ و شیعہ و در مذاہب باطلہ میں ید طولی و قوت تام ہے۔ الحق ایسا طبع و زکی و جامع کمالات و در سیر النظر زمانہ مدید سے عالم وجود میں نہیں آیا ہر گونہ علم و فضل میں محمود اقران اور آثار صلاح و سعادت چہرہ سے و خشان ہیں بایںہمہ کمالات مختلفہ و صفات مشککہ شہرت و خود نمائی سے نفرت طبعی ہے معاصرین اہل علم اپنی تصنیفات علوم و فنون و نظم و نثر میں آپ سے مشورہ و صلاح لیتے اور زور تجرید و تقریر سے اہل تلم مصنفین و مناظرین مرعوب رہتے ہیں ہر مضمون نگاری کی قوت زائد الوصف ہے تصانیف کثیرہ میں سے بعض کتب کے اسماء ہیں۔ رتحات الکرم فی شرح فصوص الحکم فصوص فارابی کی شرح مقضلات ہے عربی ہے۔ توفیق الفرند فی تذکار ادباء الصناد عری میں تذکرہ ادباء ہندوستان فصیح و بلیغ ادبیانہ عبارت ہے براعتہ التحقیق عربی میں سیکڑا ہمسار تقلید میں پُر زور محققانہ کتاب ہے تالیف القواد بشرحہ ہانت سعاد فارسی نظم میں کمال نمونہ ہے رقم آریہ ہنود کی تردید میں

چند رسالے لاجواب اردو میں لکھے ہیں مناظر و بعض مسائل طبیہ میں اور وہاں سے
 طاعون کے متعلق ایک برجستہ تصنیف بعض تلامذہ کے نام سے شہر مراد آباد
 میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اردو میں دو اخلاقی و نتیجہ خیز ناول پروردہ راز اگر
 سے و جادیہ عرب بریلی سے طبع ہو کر نکلے اور ملک میں قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔
 معجزہ خدیوان غزل اردو باصرہ صاحب بدایون میں چھپ کر شہرت عام پا چکا ہے
 اسکے سوا فارسی عربی کا لاجواب ذخیرہ متعدد بیاضوں کی صورت میں موجود ہے
 جو انتشار المد عنقریب طبع ہوگا۔ تعلیقات علی الحیات عربی کتاب المفردات
 فارسی بڑے پائے کی طبی عالمانہ کتابیں ہیں آپ نے آبائی کتب خانہ میں بڑی
 تعداد پر کتب علمیہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابتداؤ لکھنؤ میں ایک سال قیام کر کے
 اپنے علم و کمال سے لوگوں کو مستفید کیا پھر اگر وہ میں دو سال سینٹ جونس کالج
 میں مدرس عربی رہے بعد ۱۳۲۲ھ ہجری میں باصرہ قدر دانان قصبہ بسولی ضلع
 بدایون میں آ گئے اور خود کو وقف درس و مطب و افادہ عام کیا۔ درس تدریس
 علوم و فنون دینی مشغلہ ہے طلبہ کثیر بغرض استفادہ ادب و فلسفہ و منطق و
 کلام اصول و طب وغیرہ بلا در دست سے آ کر حلقہ درس سے فیضیاب ہوتے
 رہتے ہیں۔ ایک مدت تک قصبہ بسولی آپ کی ذات سے مرکب علوم رہا اعیان و اکابر
 نواح نے قدر دانی کے ساتھ آپ کی اعجاز غائی مطب و علاج کا اعتراف کیا اور
 برسوں سے دست شفا خدا داد کے کرشمے دیکھ کر عظمت و قوت کرتے رہتے ہیں
 تمام روہیلکھنڈ مراد آباد بریلی ہمایون سنبھل شاہجہانپور وغیرہ میں آپ کی شخصیت
 و تجویز خداقت و ترجمہ کی بحد شہرت ہے ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں بزمانہ اشتداد مرض
 طاعون آپ کے معالجہ سے بفضلہ ناسالانی صدوشے سے زیادہ مریض شفا یاب
 ہوئے چنانچہ اس کا نامہ پر حکام ضلع و کثیر صاحب ہمارے بریلی نے پروانہ شہود کی

مزاج و قدت ملک بمقابلہ سول سرجن ڈاکٹر یورپین آپ کو عطا فرمایا بالفعل
بدایون میں باصرار رؤسا دارالکین شہر آپ کا قیام ہے اور درس علوم و طب
کا مشغلہ نصب العین ہے نامور اہل علم آپ کی ہمہ دانی و کمال علمی سے نتیجہ
رہتے ہیں مطب مزاج خاص و عام ہے۔ آپ نے محض بخیال دفع چٹنگ زنی
بعض ہم چٹان مارچ ۱۹۱۸ء کو دہلی میں جا کر امتحان فاضل بموجب نصیب
عربی خجاب دیکر سند باضابطہ حاصل کی اور پھر مارچ ۱۹۱۹ء میں رجب ۱۳۳۸ھ
کو اول درجہ مولوی فاضل کا امتحان دہلی میں دے کر سندی یہ شرکت امتحان میں
بغرض تکلیف ضابطہ سرکاری و شاہی تھی ورنہ آپ کی شان قابلیت ماشاء اللہ بہت
اعلیٰ دارفع ہے محققین جلسہ امتحان پہلے ہی سے آپ کے کمال کے معترف
و مداح ہو چکے تھے۔ آپ بغایت زکی خوش اخلاق رنگین مزاج باعز و ست
شگفتہ پیشانی نیک سیرت خوبصورت و جیدہ و بذلہ سنجہ بن نقد و حسد و خود غرضی
سے بخلاف انبائے زمانہ بالکل پاک و صاف ہیں اور یہ اوصاف حمیدہ و خصوصیات
خاندانی اب اعظم وجد سے موروثی ہیں تا آنکہ اپنے سخت مخالف و حاسد کو بھی بافتنان
و احسان اپنا رفیق و دوسا زبانی میں ہمیشہ مسامحیہ جلیلہ کرتے رہتے ہیں انتقام
و کفر کردار کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے ماشاء اللہ اس وقت عمر عزیز آپ کی
سینتیس سال کی ہے راقم الحروف کے حقیقی برادر زادہ و جگر گوشہ ہیں بارک اللہ
فی عمرہ و علمہ و فضلہ و تتمہ بطول بقائہ بالمجد و الاقبال آمین آپ کے کلام فارسی
و عربی کا مختصر نمونہ ذیل میں نذر ناظرین کیا جاتا ہے ایک تعصیہ و تعصیہ کی

اضلا و ح

من سب سے زیادہ اعلیٰ و جلیل القدر شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔

تنبیہ میں لکھتے ہیں	
<p>شوق غم ہمراہ میں ذوق جنون ہم ہے من خانہ راسا لمان ویرانی شدہ کالا سے من بے توان بردن بشود حشر از غوغائے من صورت آغوش محشر طبع بزم ایک من پنچہ خورشید بر تابا بدید بضا سے من طوطی شکر فشان یعنی لب گوئیے من</p>	<p>نیست قطع جانہ مقصد بہ تنہائی کشد آرزو ہاے دل نا کام ساس یا مگشت تالا از لب ناسفہ بنیاد عالم بر نش کند دارد از فیض تصور گرمی ہنگامہ ہا می زند تاخن کما تم بر رخ ماہ تمام ہم صیقل از رحمت آئینہ بر کف نہاد</p>
<p>کہ بر ہم زد بیک گردش چشم مست محفل ہا رسیدم پیشتر از ہر ہاں خود بمنہ لسا چو دریا آب در بردارد و خشک ست کاہل ہا کہ بر ہر گام بر بستیم و بکشا و ہم محمل ہا چو بوئے غنچہ نہاں بود راز عشق در دل ہا</p>	<p>غزل کا انداز بھی قابل دید ہے چہ باشد دو خرم جلوہ گاہش لرزش دلہا سبکو و چھو آواز جرس در کاروان بودم غزوہ بارید طوفان و ہمانا نشہ لب در دم ویل نارسانی بود رنگ اضطراب ما ز صبح سخن و بد جیت دامن چاک شد نیک</p>
<p>اور میں رو گام زن مجھ بطور حضرت حافظ کہ سالک بے خبر بود ز راہ و رسم منزل ہا</p>	<p>وہ سلمہ ایضا</p>
<p>مے دام مید ہند و تقاضا سے کہتے آہن وعدہ ہاے وصل کہ ایفا نہ کنتے در قرب و بعد نفرتہ اصلانے کنتے</p>	<p>عیشم کہوے با وہ فرشتان زان خوش ست از وسوسہ کرم بہ نصیبم شمشاد وہ اند نازم بدستگاہ تصور کہ اہل ذوق</p>
<p>ایک غزلی قیسمتہ میں چند اشعار حسب حال خود کہے ہیں و بعد درج ہے وہا لکاکالہا شام المتشوق</p>	<p>قد جئت فی طلب العلم و ما و منّا</p>

فلیقیت امالی بوجہ مشرق وترکتها سخطاً لظاهر و نطق	اکم من ادی وسط الفلک اسمہ تغرتنی الدنیا کثیراً بالغتہ
و قال فی مذمتہ الدنیا فی قصیدہ طویلہ	
ولا نصیب لہ منها سوى الا لہم ولا مصلک لاهلہا سوى العدم فلیس ینفع بعد الفوت من ندم	یہوی الفتی لذۃ الدنیا و یامکھا تبالدار فناء لا بقاء لہا فہب من رقۃ الغفلات نل فرصا

وانشد تغزل لا فقص فوہ

بہا لاجال طائغۃ الزما تعصُّ بنا غصا والطون دای واوجع فتابہا روع انصرام وفی دفرنا تہا حرق الغرام	ولا انسی سلبی یوم سارت اتلتی کی تود عنی فقامت وغیر وجہھا وشک التناخی فاومت باللمحاطہ حذار واش
--	--

اے آخرہ۔ آپ کے علمی کارنامے اور خصائص کمالات کے نمونے لائے گئے ہیں اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں تصنیف و تحقیق معارف علوم و دقائق فنون میں فریدہ ہر دو جید عصر میں ماشارا اللہ تعالیٰ وسلمہ و ابقاہ و علیٰ ما راجع الفضل رفقاہ

(۶۵) مولوی محمد نذیر حسین بن علامہ تحریر مولانا محمد بشیر محدث

سال ولادت ۱۲۸۶ء ہے عداثت سن میں آپ نے فنون درسیہ و کتب متداولہ عربیہ کیا رسائی فہم و ذکاوت ذہن و قوت حافظہ میں بے عدیل و نظیر اور طباعی و مناسبت علم میں فقیہ التبیان تھے تعلیم فارسی و مشق انشا نگاری جو بال میں مولوی محمد عمر خجالی شاگرد رشید مولانا مہربانی و ولوی سے حاصل کر کے نظم و نثر میں ملکہ پیدا کیا علوم و درسیہ و جدید اپنے والد اچلا تر سے تحصیل کیے سلیقہ شعر گوئی و سخن نویسی زائد و صفت

تھا ہزار ہا شعر فارسی و اردو و عربی بقوت حافظہ از بر تھا اور بدیہ گوئی میں یکساں تھے
 انہوں نے عقد نکاح سے چھ ماہ بعد اس جوان صلاح کا غنچہ حیات اٹھارہ سال کی
 عمر میں بتاریخ ۲۸ - ربیع الاول ۱۲۸۵ء شنب چہارشنبہ وقت عشاء ریاست
 بھوپال میں والدین کے سامنے سموم قضا سے بزمروہ ہو گیا۔ علم ادب و منطق و
 فلسفہ و حکمت میں دستگاہ تھی ابتلاع قرآن و حدیث پر شیفہ تھے مرزا ملکھ سنگھ شاہین
 ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۶۶) مولوی سید انور علی بن میر مظہر علی صالحی سلمہ مارٹیس سہسوان

آپ نے علوم درسیہ رسمہ ابتداً حافظ مولوی شیخ امیر حسن انصاری رحمہ سے پڑھے
 اور پھر مولانا سید محمد عبد الحمیدؒ سے کتب عربیت حاصل کر کے علم منطق و فلسفہ
 و طب و فقہ حکیم سید محمود عالم مرحوم سے اکتساب کیا بلوغ الہرام مولانا محمد بشیر
 سہسوانی کو سنا کر سند قرأت حاصل کی ابتلاع قرآن و حدیث و پابندی صوم
 و صلوة و سعادت و صلاحیت میں ممتاز اور باوجود اسباب ریاست تو اضع
 و کسر نفسی و ہمدردی برادران وطن سے متصف ہیں انگریزی و گجراتی و غیرہ میں
 بھی ضروری مہارت ہے معاملات عدالت و قانونی میں خاص دستگاہ ہے
 اسے صاحب رکھتے ہیں باوجود کثرت مشاغل ریاست و امارت مذاق
 علمی و کتب بینی لازماً زندگی ہے اردو غزل گوئی میں شاگرد امیر مینائی میں
 کلام شمسہ ہے ولادت باسعادت ۱۲۸۵ء میں ہوئی سلمہ اللہ تعالیٰ
 علم دوست بامروت و صاحب اخلاق حسنہ ہیں سادہ مزاج ہیں اعزہ و احباب سے
 بخلوں ملتے ہیں نہ جگر عزیزم مولوی سید اعجاز احمد سے سوائے قرابت قریبہ کے
 خصوصیت خاص و مودت بالخصوص ہے حکام یورپین ضلع و ہونٹن بنظر احترام آپ کو

دیکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶۷) مولوی محمد تقی مرحوم ولد حطیب مولوی محمد عیال نصاریٰ

آپ کی ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی پندرہ سولہ برس کی عمر تک علم سے بے بہرہ رہے پھر یکایک جاذبہ شوق تعلیم نے بھوپال ہو نچا یا ساندہ عصر سے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت کمال محنت و جانفشانی سے استفادہ کر کے علم حدیث و تفسیر کی جانب توجہ مبذول کی پھر دہلی کا سیف اختیار کیا بعد مولانا محمد بشیر صاحب فائز ہو کر کتب حدیث قرآن و سماعاً سبقاً استفاد قفا سیر در سیر البغور و خوض پڑھیں قواعد صرف و نحو کی بحث و تحقیق ہر حال میں مد نظر رہی اور چونکہ ان فنون سے مناسبت فطری رکھتے تھے اسپر سنی و محنت شہار و زری اور کثرت مطالعہ کتب نے سونے پر شہاگہ کا کام کیا ہر مسئلہ میں اختلافات ائمہ و عبارات کتب فن مستحضر فی الذہن و از بر تھے مباحثات میں مخالفین کو مسائل صرف و نحو میں لاکر سیرا سیرہ کر دیتے ناچار مخالف کو بموجب قواعد مسلمہ فن آپ کی رائے صاحب سے اتفاق کرنا پڑتا یا بجملہ رد و لوشی کرتا تقریر متانت و وقار سے پُر اور نہایت نرم لہجہ سے ہوتی قرآن و حدیث کا وعظ نہایت پُر اثر و دلکش ہوتا تھا تبلیغ احکام شرع میں بخیر و راست گو تھے اتباع کتاب و سنت میں محو مثل اب و جد تھے تقدس و درع و زہد و عبادت و وعظ و تلقین میں منہمک و مشغول رہتے غیر متشرع و متکبر و امیر و حاکم کو ابتداء اسلام نہیں کرتے اور کبھی فاسق و فاجر کو تعظیم نہیں دی یہ صفت بھی موروثی اب و جد سے پائی تھی قناعت و توکل و غیرت سے موصوف اور بغایت متواضع و منکسر المزاج اور دیانت و تقویٰ و شبیہیاری و سخاوت و خیر میں مشارا لہ تھے مسوان میں کئی سال قیام کر کے طلبہ علم کو

درس صرف و نحو حدیث و تفسیر تھے یہ مشاغل علمیہ کی محویت و دلچسپی نے اس درجہ
 ماسوا سے بے تعلق بنادیا تھا کہ باوجود اصرار والدین و اعزہ عقد نکاح کی جانب
 متوجہ نہ ہوئے آخر کار عین جوانی میں بعمر ۳۹ سال بمقام سہسوان والدین کے سامنے
 ربیع الآخر ۱۳۲۶ء میں وفات پائی مزار خام خطیب محلہ میں جانب شمال ہے
 اسکنہ اللہ تعالیٰ فی جنتہ النعیم و درجہ مجور عین آمین

(۶۸) مولوی سید خلیق احمد بن مولوی سید محمد اسحق صاحب فاضلی

آپ کی ولادت ۱۲۹۵ء مطابق ۱۲۸۲ء میں ہوئی علیگڑھ میں آپ نے مولانا
 محمد بشیر احمد صاحب اور پھر مولانا محمد طیف اللہ صاحب رحم سے اور ان کے فرزند
 ارجمند مولوی عنایت اللہ صاحب سے کتب درسیہ معقولات و منقولات و حدیث
 و تفسیر و فقہ تحصیل کر کے سند فراغ پائی وطن میں تدریس و تعلیم طلبہ کا مشغلہ تھے
 ہن صاحب اخلاق حسنہ اسم با اسمی و نثار متقی فہیم و ذی استعداد ہن مطالعہ
 کتب علمیہ سے رغبت اور رجحان طبع بجانب تقلید رکھتے ہن مگر امور منکرہ و
 بدعات سے محترز رہتے ہن مدرسہ اسلامیہ خفیفہ سہسوان میں درس دیتے
 اور امامت مسجد جامع کرتے ہن شاجرات و مناظرات سے اجتناب ہے اہل تشیع
 کا بھی احترام کرتے اور محبت ملتے ہن اس وقت عمر ۶۴ سال کی ہے سلمہ اللہ
 تعالیٰ۔ آمین

(۶۹) مولوی حکیم سید آغا علی خلیف میر تقی علی قاسمی رحم

آپ ۱۲۹۰ء میں متولد ہوئے تحصیل علم وطن میں کی مولانا سید محمد عبدالحسین صاحب
 مرحوم سے کتب صرف و نحو عربی حاصل کر کے کتب منطق و طب و فقہ افضل المتأخرین

مولوی حکیم سید محمود عالم رحمہ کے حلقہ درس میں اکتساب کین تہ فریب و تاثیر صحبت عربی
مولوی سید اعجاز احمد سلمہ سے مطالعہ کتب ادب و عربیت کرنے رہے اور اب
مطالعہ کتب دینیات سے زیادہ دلچسپی ہے چند سال سے تدریس طلبہ کی جانب
بھی متوجہ ہو گئے ہیں اور ابتداء کتاب اللہ و سنت نبوی مرکوز خاطر ہے نعیم و
ذی استعداد و قابل ہیں ہر معاملہ میں رائے محکم رکھتے ہیں تقریر مستحسنہ و حافظہ
قوی ہے فخر خاندان خود ہیں آپ کا چشمہ فیض مطب وطن میں پندرہ سال سے وسیع
پیمانہ پر جاری ہے مریضوں پر براہ ہمدردی و خلوص توجہ فرماتے ہیں تشخیص و مداوا
میں ملکہ و دستگاہ حاصل ہے علم تاریخ جدید و قدیم و جغرافیہ ممالک و اخبار بینی سے
بہت مناسبت ہے خدمات قومی و اسلامی میں خاص حیثیت و دلچسپی کے ساتھ
جلد سرگرم و مستعد ہو جاتے ہیں ذرائع قبولیت و عزت رکھتے ہیں اس وقت
عمر ۳۷ سال کی ہے سلمہ اللہ تعالیٰ طول الازمان

(۷۰) مولوی امیر احمد سلمہ بن مولوی عزیز احمد مرحوم قریشی *

کنیت ابو البشائر سال ولادت ۱۲۹۷ھ ہے کتب درسیہ فارسی اپنے والد رحم
سے جو ایک خوش عقیدہ و متبع سنت بزرگ تھے حاصل کر کے مولانا محمد یوسف حسین
ہزاروی خانپوری سے مقام قصبہ ہسون و گنور و دہلی میں صرت و نحو عربی و کتب حدیث
و بعض تفاسیر کو توجہ خاص استفادہ کیا مشق خط نسخ و نستعلیق بھی علامہ موصوف
سے کی اور شہر دہلی کے مشہور مطابع میں ملازمت اختیار کی اب ایک مدت سے مقام
سینونی ملک متوسط میں تعلق و خط و تعلیم ہی قیام رکھتے ہیں ابتداء کتاب سنت خدمت اسلام
ہر دم مد نظر ہے نہایت نیک فطرت و منکسر الحجاب ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ ع

عہ انیس کہ مرحوم صاحب تجربہ کا تراجم ۱۳۳۷ھ و آخر ۱۳۴۷ھ میں مجموعہ سال جعفری کا تراجم نکال کیا اس وقت کمال
تاریخ مولوی حکیم سید اعجاز احمد سلمہ نے آئینہ حقیقت و حقیقت سے شہر فرمایا، جملہ نکات و معانی اس کتاب میں لکھا گیا

(۱) مولوی حکیم سید مظفر علی بن منشی سید امتیاز علی صاحبی رحمہ اللہ
 آپ کی ولادت ۱۲۳۵ھ بمجاہ شعبان وطن میں ہوئی قوت ذکا و حافظہ و سرعت فہم ثبوت
 خاندانی باکر مولانا سید اعجاز احمد صاحب سلمہ سے کتب صرف و نحو و منطق و ادب و فلسفہ
 و حکمت وغیرہ بحث و تحقیق کے ساتھ پڑھیں اور حکیم سید محمود عالم صاحب کے حلقہ
 درس میں بھی بغیر علوم عقلیہ استفادہ کیے بعدہ بشوق و طلب علم بھوپال گئے اور فقیر
 کتب علوم و فنون دینیہ اساتذہ سے حاصل کر کے دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولانا محمد شہر
 صاحب محدث رح کے چشمہ فیض علوم سے خوب سیراب و مستفید ہوئے پھر لکھنؤ جا کر
 مدرسہ تکمیل الطبع میں داخل ہوئے اور نامور طبیب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب رحمی
 خدمت میں تین چار سال رہ کر تمامہ معصنات مطب حاصل کیا بعد فراغ تحصیل علم و
 حصول سند وطن واپس آ کر مطب شروع کیا ذہانت و طباعی میں یگانہ عصر تھے اور
 استخراج کتب طبیبہ و مسائل فن بدرجہ غایت تھا کلیات و جزئیات پر نظر غائر تھی
 تصنیف و تالیف کا ملکہ خدا داد تھا جزئی مسئلہ پر کتاب ضخیم لکھنے کی قدرت
 و قوت تھی نزاعی اقوال و اختلافات حکماء و اطباء و ہنر میں حاضر تھے آپ کی متعدد
 تصانیف محققانہ و قابلانہ ہیں باین حادثات سن الیسی قوت تصنیف و تالیف
 حیرت انگیز تھی البتہ ان فی امتناع کون الناس من الامرا کان
 بعبارت عزنی نصیح ہے دوبار طبع ہو چکی۔ تزییع عناصر و جزویت نار کا ابطال
 کمال تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔ یہ تصنیف نہایت قابل قدر ہے اسی کے
 ساتھ الغلواع فی المحلوا و ترویۃ المظما و در سالہ مناظرۃ بغض مسائل
 طبیبہ میں آپ کے مصنف شائع ہوئے ہر ایک بجائے خود وسعت نظر و رسائے ہنر
 و تحقیق کا شاہد ہے انصاف اُردو میں مزاج مرکبات کے متعلق جملہ اقوال
 و مذاہب اور استخراج مزاج کے طریقوں پر مع تنقید تحقیق مباحث شمل ہے

لاہور میں طبع ہوا ہے اس سلسلہ میں بے شل کتاب ہے مفردات طب میں ایک ضخیم تالیف کا مسودہ موجود ہے اُمید کی جاتی تھی کہ اس نو بہا لامن علم و فن سے تصانیف و خدمات طب میں کارہائے نمایاں وقوع پذیر ہونے کے مگر ضعیف عمر نے وفات کی اور کمالات علمی پر وہ خفا میں رہ گئے عین عفوان شباب میں چار ماہ رمضان شریف ۱۳۳۳ھ کو بمرور ۲۸ سال بمرض سل اس دارمحن سے جنت اخرویہ کو رحلت کی انا اللہ وانا الیہ راجعون سقا اللہ ثراہ و جعل الجنة مشواہ آپ کے استاد و برادر خالہ زاد عزیز مہاجر مورخ سلمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ وفات یہ تحریر کی ہے

بجور کمالات مظفر علی	رفت سوئے خلد برین بامداد
بود زماہ رمضان چارمین	داغ غم ہجر با حباب داد
اگر چہ مجھ سے تاریخ فیکر	سال وفات آمدہ مغفورا داد

(۷۲) ابوالاعلا مولوی سید نظر احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہا اللہ آپ جناب علمی حضرت مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ فاضلی نقوی مددی جنتی کے بڑے پوتے ہیں ۱۳۲۰ھ ماہ ذیقعدہ میں متولد ہوئے آپ نے وطن میں عزیزم مولنا سید اعجاز احمد صاحب مجر سلمہ ربہ و حکیم سید محمود عالم رح سے کتب درسیہ صرف و نحو ادب و منطق و فلسفہ و ریاضی وغیرہ پڑھ کر بھوپال میں مولنا سید ذوالفقار صاحب ادیب سے ادب و دیگر علوم مروجہ حاصل کئے پھر دہلی و لاہور و رانیپور میں مفتی عبداللہ ٹوکنی شمس العلماء اور مولوی ڈپٹی محمد نذیر احمد خان صاحب شمس العلماء دہلوی اور مولوی مولنا محمد طیب علی عرب سے علوم عقلیہ و نقلیہ و ادبیہ کی تعلیم و تحصیل بجد و جد کی اور اب اپنے والد ماجد سلمہ ربہ کے سایہ عاطفت میں مشاغل علمیہ درس و تدریس و مطالعہ کتب و تصنیف و ترجمہ علوم و افادہ خلق خدا میں اوقات بشاروری بسر کرتے ہیں آپ کے والد ماجد سلمہ ربہ کی توجہ

خاص سے کثیر القداد کتابوں کا ذخیرہ جمع ہوا ہے جو مختلف علوم و فنون کا گنجینہ ہے آپ فہم و استعداد و مہارت و لیاقت و علم و حلم میں محسوس عصر میں انشا پر داری و مضمون نگاری پر ہر صنف عربی و فارسی اُردو کا سلیقہ خاص رکھتے ہیں علم و انصاف پر عبور کامل اور مسائل فقہ و حدیث و تفسیر فادویٰ میں استحضار تام ہے ہمیشہ طالبین مستفیدین آپ سے مستفید ہوتے ہیں بطور تفسیر طبع گاہے گاہے اشعار و قصائد عربی بھی جو عربیہ میں لکھتے ہیں علم عروض میں ملکہ خدا داد اور علم سیر و تاریخ و ادب سے اچھا مذاق ہے جو ان صلاح و سعید و سلیم الطبع صاحب الہدایہ خلیق متواضع و خود دار ہیں جو ہر فضل و عزت خانہ انی کا بچہ لحاظ ہے تقریر متین و شستہ جہرہ سے آثار تمانت و صلاح و سعادت عیان ہمیشہ خدمات عمومی و اسلامی میں سابق الاقران ہیں اکثر اصابت رائے و دیانت و امانت غیر کا بچہ خیال و لحاظ رہتا ہے اس وقت عمر آپ کی ۱۹ سال کی ہے ضاعت اللہ عمرہ و اقبالہ و زاد مجدہ و انفضالہ آمین

(۳) مولوی سید اقدار احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہا اللہ

آپ نے اکثر علوم و فنون بشرکت اپنے برادر معظم مولوی سید فخر احمد سلمہا اللہ و علمائے مذکورین سے وطن و قہلی و رام پور و لاہور وغیرہ میں تبوہ تام حاصل کیے زکاوت طبع و متانت فکر بدرجہ غایت ہے نظم و شعر عربی و فارسی و اردو پر عمدہ قدرت رکھتے ہیں ریختہ میں شعر گوئی کا مذاق فطری ہے سحر مخلص کرتے ہیں غزل برجستہ و فصیح کہتے ہیں علمی تصانیف کا بھی شوق ہے چنانچہ رسالہ لاحتہ الحیدر فی صورت ابی ہدیہ عربی عبارت میں نہایت قابلانہ و محققانہ تحریر کیا ہے زور استدلال و قوت تحریر عیان ہے باوجودیکہ دعویٰ باتفاق نجات ضعیف

اور ثبوت انصاف اشغال بی ہر رد محال ہے تاہم جو تہ طبع و تحضر مسائل نحو کا کافی تجربہ ہے تسلیم تاریخ ترجمہ لمخص تسلیم کافن تاریخ نگاری جمل میں بزبان اردو و پوبائش ڈیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد کیا اور جا بجا تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے یہ دونوں کتابیں مطبوع ہو کر شائع و مقبول ہو چکیں مذاکرات علمیہ و مطالعہ کتب کا مشغلہ ہمیشہ رکھتے ہیں جو ان صالح ذر کی دشمنی و دشمنی غم میں غزل پڑھنے کا انداز نرالا عجیب و غریب ہے تمام مجلس مشاعرہ دنگ ہو جاتی ہے دیوان اردو مرتب ہو چکا ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا غزل فارسی و اردو شاعری میں اپنے علمی استاد و مامون مولوی سید اعجاز احمد صاحب معجز سلمہ ربہ سے مشورہ کرتے ہیں اس وقت عمر آپ کی ۶۶ سال ہے خلیق و متواضع متواضع ہیں اپنی اور دوسروں کی عزت و حرمت کا بہت کچھ پاس و لحاظ رہتا ہے آپ کے چھوٹے چار بھائی انشاء اللہ اور ہیں ایک سید احمد سلمہ ربہ یہ انگریزی میں نہایت قابل و لائق ہیں اور بابت سن ان انگریز انفسرون کو اردو کی تعلیم دی ہے کہ جو اردو زبان سے نا بلد محض تھے جسکے صلہ میں اکثر معزز حکام کے عطا کیے ہوئے انگریزی قابلیت کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں فوج کے کپتان و میجر و کرنل جہاں بہت قدر و عزت و احترام کرتے ہیں عربی فارسی کے بھی ماہر ہیں نظم و نثر اردو فارسی بہت اچھی قدرت ہے اور دونوں زبانوں میں غزل و قصائد کہتے ہیں علیگڑھ میں تعلیم پائی ہے بغایت زکی البطع علم سے خاص مناسبت رکھتے ہیں فارسی زبان میں کمال حاصل کر کے عربی زبان میں بلا مد و غیرے بقدر ضرورت مہارت پیدا کر لی ہے ہزار ہا اشعار از بر یاد ہیں۔ اکثر مشاعرہ میں دیکھا گیا ہے کہ غزل جیش و لا جواب رہی ہے ابو الاخیار کینست اور ناجی تخلص ہے۔ سید رضی احمد سلمہ آپ نے بقدر ضرورت انگریزی لکھنؤ میں حاصل کر کے فن انجیری کا پاس باضابطہ حاصل کیا ریاست کا میا دار میں کین ملایم میں صرف و نحو و مبادی منطق

اور فارسی ادب میں بھی دستگاہ ہے جملہ قسم کی دستکاریوں میں کمال حاصل ہے دستگاہ صنائع
میں ایسا وسیع النظر آدمی نظر سے کم گذرا ہے دو بھائی سید وصی احمد سید عبدالقیوم نیز میرزا
جو بشوق تمام شغلہ درس کتب بینی میں مصروف ہیں اور سید فضلہ سعید و صالح بن سلیم اللہ تعالیٰ بحسن وجہ
(۴۷) مولوی سید صاحب احسن سلمہ بن مولوی شاہ سید عبدالصمد رحمہ
ولادت نصیبہ پھونڈ ضلع اٹاواہ میں ۱۲۴۰ھ میں ہوئی۔ کتب ابتدائی توجہ والد ماجد رحمہ خود
سہسوان و پھونڈ میں مختلف اساتذہ سے پڑھیں اور بعد ازاں پندرہم جون پور جا کر کتب
معقولات مولوی ہدایت اللہ خان رامپوری سے اور بعد ازاں پٹلی پھیت میں کتب مینات
مولوی وصی احمد صاحب سورتی سے پڑھ کر تحصیل علم ختم کی اور بجائے پدر بزرگوار سجاد نشین
و محترم ہوئے جوان صالح و نیک نفس خوش اخلاق سعید و بامروت مہمان نوازی میں مصداق
الْوَلَدُ الْحَقِيقَةُ يَا بَاكَ الْغُرَّيْنِ دینی و قومی معاملات سے خاص دلچسپی ہے
مشغلہ و عطاوارشاد و تقریر رکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۴۸) حکیم سید عقیل احمد سلمہ بن حافظ سید ابن احمد رحمہ

آپ غمی مولانا سید اولاد احمد رحمہ کے پوتے ہیں سال تولد ۱۲۸۰ھ ہے اولاد بتول اپنے
برادر حقیقی گلان سید شکیل احمد مرحوم و برادر عمہ زاد نشی سید جمیل احمد صاحب
جمیل سلمہ بھوپال میں تحصیل علوم در سید کی اور پھر وطن آکر مولوی محمد تقی مغفور دہلوی
سید نظر احمد صاحب سلمہ اللہ سے فنون عربیت و کتب منطق و فلسفہ استفادہ کر کے بغرض حصول فن
طب شہر دہلی گئے اور مدرسہ طبہ حاذق الملک حکیم عبدالحمید خان میں باقاعدہ تعلیم پائی
اور طب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجل خان صاحب سلمہ سے استفادہ کر کے ۱۳۱۰ھ میں
سید ذراغ لیکر وطن بالوت آئے اور طب شرعی کیا بغایت سعید و صالح نیک منش و خلق
ہیں تشخیص و تدوی و تشفی مرضی میں توجہ یلغ ہے اور صاحب دست شفا و مرجع
خاص و عام ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۶۱) حکیم سید حفظ الرحمن سلمہ بن سید محمد عثمان رح
 آپ مولوی سید ابن حسن صاحب فاضلی سلمہ کے پوتے ہیں سال ولادت ۱۳۰۲ ہجری
 ہے بتوجہ جنود بھوپال و دہلی کو بطلب علم سفر کیا اور کتب درسیہ رسمہ پڑھ کر مدرسہ طیبہ
 دہلی میں نصاب طب ختم کیا بعد فراغ درس و مطب تمغہ طلائی و سند لیکر علیحدہ مطب شروع
 کیا بہت قابل دوزخی و فہیم ہیں آجکل ریاست دہلی میں رئیس کے طبیب خاص ہیں سلمہ رحمہ اللہ
 (۶۲) حکیم محمد عبد الحفیظ خان بن عبد العزیز خان زبیری سلمہ
 آپ مولوی محمود حسن زبیری سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ اور خویش ہیں ولادت غالباً
 ۱۳۱۰ھ میں ہے بتوجہ عم مراد آباد میں تعلیم پائی کتب درسیہ معقول و منقول بحدت ذہن
 اپنے عم موصوف سے پڑھ کر سند فراغ مدرسہ شاہی مراد آباد سے حاصل کی بعدہ دہلی جا کر مدرسہ
 میں فن طب استفادہ کیا اور سند موتمنہ طلائی ناموری کے ساتھ بائی استعداد علمی و طبیعت
 فن کی وجہ سے بقدر دانائی اساتذہ و مفتیان مدرسہ طیبہ میں عمدہ پروفیسری طب پر مامور ہوئے
 محب وطن و خوش مزاج و سعید و نیک نام ہیں سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے مختصر حالات تبسطہ عربی
 سیلابو احمد صاحب سلمہ موصوف تحریر میں لے

التماس

اس مقصد کو ختم کر کے مسودہ اوراق کو خیال پیدا ہوا کہ اگر طبقہ نسوان مخدرات
 سے بعض موصوفات علم و فضل کے حالات زیب صفحات تذکرہ ہوں تو صورت
 تکمیل بوجہ احسن جلوہ گر ہو مگر افسوس کہ یہ تمنا کیا بے فنی ہو ری نہو سکی اہل علم
 شریف مستورات کے حالات پر وہ خفا سے باہر نہ نکل سکے اگر کامیاب ذرائع
 میسر ہوتے تو شاید اس طبقہ کی معتد بہ جماعت کے تراجم بھی سیر رجال کے
 ہمدوش نظر آتے اب بنا برشل مد مالا ید مالا ید کلاہ کلاہ کلاہ کلاہ ہاضر
 پر اکتفا کیا جاتا ہے واللہ ولی التوفیق

(۸) سید عالم شمس النساء زینت مولانا سید میر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ شمس العلماء مولانا سید امیر محمد رحم کی خواہر خرد تھیں کتب درسیہ صرف و نحو عربی باقاعدہ اپنے والد ماجد رحم سے پڑھ کر قرآن مجید مع تفسیر و کتب حدیث صحیح و مسند و مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ استفادہ فرمائیں بقوت حافظہ موروثی احادیث کثیرہ و حدیث دینہ و مضامین کتب زبانی یاد تھیں اکثر عورات میں وعظ قرآن و حدیث و احکام کتاب و سنت و رد شرک و بدعت و ابطال رسوم جاہلیت بیان کر کے جاہلین و منکرین کو ہدایت و تلقین فرماتی تھیں۔ میر طفیل احمد بن سید نیاز علی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا مگر شوہر سے کمتر موافقت رہی انکی عملی و اعتقادی کج روی سے شہر میں آخر بعد وفات برابر خود آپ نے بعارضہ صرخ ششہ ۱۰۸۰ھ میں رحلت فرمائی عقب میں ایک دختر چھوڑی رحمہما اللہ تعالیٰ

(۹) مست صالحہ لحاظ النساء زینت ناشی شیخ صابر حسین صبا صیدی رحمہما اللہ

آپ یکے بعد دیگری حضرت علمی مولانا شاہ سید نیاز احمد شہید غدر رحم تھے سال ولادت ۱۲۸۰ھ ہجری ماہ شعبان ہے ریاست رامپور میں پیدا ہوئیں اور ۱۳۰۸ھ میں اپنے وطن سہسوان سے ہمراہ والدہ خود بھوپال گئیں آپ کے پدر رحم و دیگر اعزہ و اقارب متوسل و دیم ریاست مذکور تھے آپ نے اپنے بزرگ اقربا سے تعلیم اردو فارسی کے بعد صرف و نحو عربی و ترجمہ و تفسیر کلام اللہ استفادہ کیا انھوں نے مولانا محمد بشیر صاحب محدث رحم سے کتب حدیث بلوغ المرام و بعض صحاح و سنن پڑھیں بعدہ مولانا شیخ حسین صاحب بیہنی سے سند بعض کتب احادیث حاصل کی نیز اجازت بعض صحاح مولانا سید نذیر حسین دہلوی محدث رحم سے لی تھیں ان امور

علمائے حدیث کی تحریری اسناد موجود ہیں آپ جید الحافظہ سترح الغم تھیں صد ہا
متون احادیث نوک زبان پر رکھتی تھیں اور شب و روز بجز مشغلہ احادیث و
تفسیر و مطالعہ کتب و پابندی فرائض و سنن و تلاوت کوئی کام نہ تھا بعد و نوافل شہر
داد کرتی تھیں جب آپ کے ازدواج و عقد نکاح کی غرض سے آپ کی والدہ ماجدہ
نعم و وطن کیا تو اثنائے راہ میں مراد آباد قیام ہوا اور وہیں نبض اعزہ کے
مکان پر آپ نے یکایک بمرض ہیفہ و بانی وفات پائی یہ واقعہ ۱۲ صفر ۱۳۱۴
کو ہوا عمر ۱۹ سال ۶ ماہ ہوئی رحمہا اللہ تعالیٰ -

(۸) الست اشرفیہ مسماۃ عقیفہ رحمۃ بنت کاتب الحروف غفرلہ لہما
ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ میں بمقام بھوپال ہوئی اور بچہ چار سال انبی والدہ کے
ہمراہ وطن کو گئیں اور وہیں ابتدائی تعلیم مولوی خطیب محمد اسماعیل مرحوم سے ہوئی
پھر بچہ ۱۳ سال ۱۳۲۲ھ میں واپس بھوپال آکر توجہ و تربیت والدہ خود قرآن شریف
ختم کیا اور کچھ اردو رسائل دینیات و اخلاق وغیرہ پڑھے اسی کے ساتھ مشق
خط بھی کی بعدہ قواعد صرف و نحو عربی پڑھ کر ترجمہ تحت لفظ قرآن مجید و بلوغ المرام
و بعض ابواب مشکوٰۃ وغیرہ محروس طور سے پڑھے اور فنون خانہ داری و سلیقہ شغاری
میں مہارت نامہ بہم پہنچائی عقل و فہم صائب اور رائے و تدبیر درست تھی کم سخن
بالجانب ازگون کی بہت مطیع و خدمت گزار و صاحب وقار تھی ترقی تعلیم نسوان و صلاح
انسانے جنس کا خیال ہمیشہ مد نظر تھا چنانچہ جب سفر وطن کا قصد ہوا ہے تو یہ منصوبہ
وہیں نشین تھا کہ وہاں پہونکر ایک انجمن نسوان جسکا مقصد اشاعت تعلیم و ترویج
اخلاق و سلیقہ خانہ داری ہو قائم کر دیں گی اسکا اجلاس ہفتہ وار و ماہانہ ہوگا اور
ذی عقل تجربہ کار تعلیم یافتہ بیبان اسکی ممبر و صدر مجلس ہو اگر نیکی بعد بحث و تقریر

جو بکثرت اسے قرار داد ہوگا اسکے فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی اور
نگہ رانی رہیگی کہ کس طرح اور کہاں تک عمل کیا جاتا ہے تعلیم نبات کے لیے چھوٹے
چھوٹے خانگی اسکول قائم کیے جائیں علوم کتابی کے ساتھ فنون خانہ داری و
سیاقہ شعاری پر بھی توجہ خاص ہو اسکے سوا باہمی تعلقات میل جول کے
قواعد ساس بہود مند بھاج وغیرہ کے مشہور نزاع اور انکے اسباب پر اصلاحی
نظر کی جائے اور جو اسے پاس ہوا سپر غلہ آمد کی کوشش ہو۔ اپنے یہ خیالات
بصورت مضمون لکھ کر بعض اُردو اخبارات نسوان میں شائع کرائے اور اپنی
روانگی سے قبل وطن کو بعض تعلیم یافتہ لڑکیوں کے پاس روانہ کیے علمی ادبی
و اخلاقی مضامین لکھنے پر پوری قدرت تھی بوجہ روشن خیالی اخبار بینی کا بعد
شوق تھا اخبار تہذیب النسوان لاہور و پرچہ شریف بی بی تا آخر عمر خود خرید کئے
مختلف مضامین کے مسودات خاص قلمی عزیزہ مرحومہ اب تک میرے پاس
بطور حرز جان موجود ہیں جنکی زیارت بادلِ حسرت زدہ و دروند بھی کبھی بگڑے کا
کر لیتا ہوں۔ راقم کے تعلق ملازمت کی وجہ سے مقام رالپین علاقہ ریاست
بھوپال میں ایک مدت قیام رہا آخر نیشن کے بعد بھی وہیں سکونت رہی اسی
دوران میں مجاہد جب ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۳۵۷ء آن مرحومہ کا نکاح شرعی بغیر
دخل رسوم جمالت و بدعت منعقد ہوا اعزہ و اقارب خاص وطن سہسوان و بھوپال
سے آکر شریکِ تقریب ہوئے اگرچہ یہ ازدواج کفو و قرابت میں کیا گیا مگر اُس
کہ اس نیک نفس کم سخن محمل مزاج لڑکی کو اپنی سسرال والوں کے ہاتھوں
جو اقارب کا اعتبار کے مصداق ثابت ہوئے سخت صدمات دلی برداشت
کرنے پڑے گوکہ زبان سے کبھی حرف شکایت نہیں نکلا اور اپنے متعلقین کی
بدسلوکیاں اور اپنا رنج و ملال ظاہر نہیں کیا تاہم مرحومہ کی والدہ مشفقہ اور اس

اس ناپیز کو چند سال ملال و پریشانی کا سخت سامنا رہا اور آخر مرحومہ کو اپنے پاس رکھا۔ بعد چندے ۱۲ فروری ۱۹۱۵ء کو وہاں طاعون میں آن مرحومہ کی والدہ رحمہ نے راسین میں ۳۳۷ھ کو یکایک انتقال کیا اس حادثہ اُجھانگاہ نے بحالت تنہائی و غریب الوطنی و افکار خانگی سجد پریشانی بڑھائی کوئی ہمدرد و غمخوار نہ تھا اطمینان خاطر بال رخصت ہوا وحشت پیدا ہوئی جب کوئی شکل و بستی کی جلوہ گر نہ ہوئی تو آخر کار آخر عمر میں نے باشتیاق وطن و اعزہ خود تیسہ سفر کر کے میرے ہمراہ آخر نومبر ۱۹۱۶ء کو وطن راستہ لیا ابھی حمانہ اربون سے فرصت نہ ملی تھی کہ بعارضۃ تپ و بانی ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۱۸ء بروز شنبہ بصرہ ۲۳ سال جنت الفردوس کو سدھارین اتا فتہ و اتنا آئینہ راجون۔ راقم کا گھر نے چراغ ہو گیا سب آرزو میں خاک میں مل گئیں کیونکہ یہی فرشتہ معصومہ اس گناہ کا نام و نشان تھی اسی باقی ہوس۔ اس صدمہ سے متاثر ہو کر بحالت مضطرب و بزرگ مرنیہ یک شہری زاری غمگین تاریخچی نام لکھی جو طبع ہو کر مشہر ہو چکی تھہ ما عطاہ و لکھ ما اخذہ۔ ۱۳۳۸ھ

(۸) الست المکرمہ احشام النساء سلمہا بنبت منشی سید امتیاز علی رح

آپ حضرت مولانا سید تلح الدین حسن قدس سرہ کی نو اسی ہین سال ولادت ۱۲۸۸ھ ہے ابتداً اور وجہ تربیت و تعلیم قدیم بانی پھر بشوق طبع و ذکاوت ذہن خود مطالعہ کتب استعداد کافی ہم ہو چائی ترجمہ کلام اللہ و تفسیر و مغازی و سیر میں نظروں سے پیدا کی بابتاع اپنے غم مرحوم میرزا علی صاحب سابق الذکر محاسن میلاد و قیام کو موجب برکات سمجھ کر اکثر منعقد کرتی ہین ذکر و عبادت و پابندی فرائض میں ممتاز ہین بموزونی طبع خدا و ادوات نظم نعت آن حضرت صلعم میں دیوان غزل اُردو مرتب کیا ہے ہر شعر سے ذوق و شوق ہویدا و شستگی فکر پیدا ہے کثیر تخلص ہے آپ کا

آپ کا عقد نکاح سنہ ۱۳۱۶ء میں رسالدار میر شیر علی الخاٹب بدخان صاحب سے منعقد ہوا
بفضلہ تعالیٰ جو ان انبا و نبات کی مان ہیں اور بغایت رحمدل محتاج پروردگار و
دستی ہیں سلمہما اللہ تعالیٰ

۸۲) السید الکرم مصطفائی بیگم نسبت مولوی سید اعجاز احمد سلمہما اللہ

نام تاریخی انوار خاتون تولد ماہ رجب سنہ ۱۳۱۶ء میں ہے انہی جدہ منظرہ ام ظہرا کی زوجہ
خاص سے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد ذہن و ذکاوت قلیل میں قرآن شریف و
بعض رسائل دینیہ و اخلاقی استفادہ کر کے اپنے والد ماجد سلمہ ربہ سے چند کتب
منشآت و اخلاق فارسی و صرف و نحو عربی و تفسیر کلام اللہ و کتب احادیث شل
بلوغ الحرام و مشکوٰۃ باقاعدہ پڑھیں اور اسی کے ساتھ مشتق خط و مضمون نگاری و
مطالو کتب تہذیب و تدبیر منزل و انتظام امور خانہ داری و سلیقہ شعاری کیا
و فنون دستکاری مثل حکن سازی و گلکاری و کارچوب و تیاری اقسام اطعمہ و اغذیہ
عملی طور پر حاصل کیے۔ سخن سنجی و تحریر نظم و نثر میں مہارت اور انگریزی میں بقدر
ضرورت نوشت و خواندگی دستگاہ ہے بجز دست بطبع و حافظہ خداداد جملہ ہنر و فنون
ضروری میں سابق الاقران اور ہریانہ موجودہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیوں سے فائق و جات
دینی و دنیوی سے بہرہ ور ہیں ماہ رجب سنہ ۱۳۳۵ء میں عزیز سید ابو احمد بن انجی سید
آل محمد شاہ سلمہما کے ساتھ عقد ازدواج ہوا بفضلہ تعالیٰ نہایت نیک دل حلیم
باجا سلیقہ مند صاحب الرائے مطیع بزرگان ہیں۔ سنہ ۱۳۳۶ء ہجری ماہ شوال میں
آپ کے فرزند و لبند جسکا تاریخی نام سید محمد تہذیب احمد ہے تولد ہوا جو ماشاء اللہ
بغایت خوش حرکات زکی الطبع و فہیم اپنے جد مادری مولوی سید اعجاز احمد
سلمہ کی زیر تربیت ہے سلمہما اللہ

(۸۳) ست یعدہ شفیقہ نبت سید عزیز الحسن صاحب سلمہا اللہ
سال پیدائش ۱۳۱۹ ہجری ہے بعد ختم قرآن کتب اُردو فارسی دمشق خطائے
عم معظم حکیم سید نظر حسن صاحب سلمہ سے حاصل کر کے مطالعہ کتب و بینات و اخلاق
و مضامین مختلفہ کیا اور مبنا بہت طبع نظر و استعداد عمدہ پیدا کی تحریر مضامین خلافتی
و ادبی سے شوق ہے سو او خطا چھا ہے اُمور خانہ داری میں خوب دستگاہ ہے
نظم لکھنے پر بھی قدرت ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

(۸۴) ست عزیزہ حسنی نبت حکیم سید محمود عالم مرحوم
ولادت ۱۳۲۰ھ میں ہے اپنے والد مغفور کی توجہ سے تعلیم قرآن و اُردو و
فارسی حاصل کی اور مشق تحریر و خط کی بعد حصول قوت مطالعہ مختلف فنون کی لکھن
بشوق خود دیکھیں اور اُردو اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کیا تہذیب
نسوان لاہور کئی سال سے خود خرید کرتی اور مضمون نگاری کا شغل رکھتی ہیں
فہم و فراست و ذہین و ذکاوت سے بصیرت تامہ حاصل ہے فنون سیلئے شعری
و خانہ داری میں مہارت خاص ہے ماہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں آپ کا نکاح
سید میسر الحسن صاحب سلمہ سے ہوا ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

طبقة نسوان ماضی و حال کا یہ مختصر تذکرہ ہے اس میں بھی صرف و ترجیحات
ہمدوش علماء و فضلاء ہیں بقیہ تعلیم جدید و تہذیب حال سے مزین - اب چونکہ زمانہ
نے کروٹ بدلی ہے اور تعلیم نسوان موجب عار و ننگ نہیں رہی اسلئے کم پیش
ہر شہر و قصبہ میں اسکا چرچا پھیل گیا ہے البتہ بعض بُرائے خیال کے بزرگ
ہنوز لڑکیوں کو تعلیم دلانے اور انکی تعلیمی حالت ظاہر کرنے کو عیب سمجھتے ہیں

اس لیے میں اس حصہ کو زیادہ وسعت دینے سے معذور اور اعزہ سے معافی کا خواستگار
ہوں جو کچھ لکھا ہے اس سے میری غرض ترغیبِ تعلیم نسوان ہے اور میں اسکو ہرگز نہ
مستحسن خیال کرتا ہوں اس لیے قریب زمانہ طبع کتاب یہ اضافہ کیا گیا۔
اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس بندہ ناچیز کے ضعیف ہاتھ سے ایک امرِ عظیم الشان
انجام کو پہنچی دورانِ تالیف میں طرح طرح کے انقلابات زمانہ و حوادث ناگہانی رونما
ہوئے غریب الوطنی میں خانہ بربادی و پریشانی نصیب ہوئی ویرینہ قیام گاہ
راے سین کی سکونت کا چھوڑنا اہلخانہ کی وفات اور اولاد کی جو انگریزی سے نبوی
تعلقات کا بالکل منقطع ہو جانا کس میرسی کے روحانی صدقات بحرِ مصائب کی طوفانی جزر
موجوں کے نطے اور تبدیل مقامات و بتقراری طبع کے تغیرات فحوت تو اے ظاہری
و باطنی جملہ مراتب چھ سال میں طے ہو گئے لیکن مشیت الہی کو ایک حقیر ہستی سے
جو کام لینا تھا وہ بہر حال لے لیا یہ اس بے نیاز کار ساز کی قدرت کا ملک کا ثبوت ہے
سچ ہے عینِ انجہ دروہیت نیاید آن کند و اس تالیف شریف کا سنگ بنیاد مقام
بھوپال ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں رکھا گیا اور آخر ۱۳۳۸ھ ہجری میں مسودہ سے
بہ فیضہ کی صورت جلوہ گر ہوئی سُبْحَانَكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ و
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ط وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۵
محمد عبد الباقی غفرلہ ذنوبہ و کان اللہ تعالیٰ تقویٰ مودودی شتی متوطن
سسوان ضلع بدایون - ربیع الاول ۱۳۸۷ھ دسمبر ۱۹۲۶ء
مقام لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ احوال حضرت مصنف دام مجدہ و برکاتہ

اسم گرامی محمد عبدالباقی ہے یہ نام آپ کے والد ماجد رحم نے رکھا تھا آپ
 اہل علمہ خاندان مصطفوی و سلالہ دو دمان مرتضوی سادات بنی فاطمہ حسینی و حسنی
 نقوی ہیں خواجہ خواجگان و سرخیل چشتیان حضرت مودود قطب الدین حسینی قدس سرہ
 کی اولاد و امجاد سے ہیں۔ قریب چار سو سال سے سسوان وطن آباد و اجداد ہے
 جو بجانب سلاطین لودھی و تیموری سرکار سسوان و سبھل میں تہجد حکومت و
 قضا مامور و مقرر رہے کتب تاریخ و فرائین ملک و سلاطین و بارگاہ عطیات جاگیر
 و معانیات و تقرر مناصب جلیلہ شاہد ہیں۔ جب اولاد قاضی القضاۃ حضرت
 خواجہ سید محمد عبدالشکور شہید رحم چند شاخون میں منقسم ہوئی تو آپ کے جد اجد
 فائز عمدہ افتا اور ان کے بڑے بھائی منصب قضا پر مامور ہوئے اور ان کی سسوان
 بھی وارث عمدہ و آبار ہیں اسوجہ سے آپ مفتی زارہ کئے جاتے ہیں۔ آپ کے
 والد ماجد مولانا سید سراج احمد بن زبدۃ الما و لیا، خواجہ سید آل احمد
 حدس سرہا تھے جنکا تذکرہ خیر مندرج کتاب ہے آپ اپنے والد صاحب کی اولاد میں
 سب سے چھوٹے اور دقت وفات آنحضرت صغیر السن تھے۔ سال ولادت ۱۲۳۸ھ
 مطابق ۱۲ شیعہ سال غدا اول ہفتہ ماہ شمال روز جمعہ شنبہ ہے والدین کے کنار
 شفقت میں پرورش پائی مگر افسوس حضرت پدر بزرگوار رحم کا ظل غافل
 صغیر سن میں سر سے جدا ہو گیا آپ کے برادر بزرگ حاجی مولانا سید محمد عبدالباری
 محدث رحم آپ سے آٹھ سال عمر میں بڑے اور ایک خواہر ان سے بزرگ اور

خاندان ولادت زمان

اور دوسری صرف آپ سے بڑی اور ایک والدہ معظمہ کل پانچ نفوس سو گوار و غمزدہ
تھے بالجملہ آپ کے بھائی صاحب علیہ الرحمہ نے بعد فراغ تحصیل علوم و کمالات
فنون آپ کی تربیت و تعلیم میں سعی و بیانیہ و توجہ بزرگ فرمائی ہر سفر و حضر میں
آپ کو اپنے پاس رکھا بدایون جو بنور اگرہ دہلی بھوپال لکھنؤ وغیرہ میں بسلسلہ
تعلیم ان کے ہدم سے۔ حسب ضابطہ کتب درسیہ نظم و نشر فارسی اور عربی صرف
و نحو سے فراغ حاصل کیا شوق علم طبیعت میں پیدا ہوا اور مطالعہ و کتب بینی
و تکرار و مذاکرہ سے دلچسپی ہوئی اور کتب درس نظامیہ منطق و حکمت و عربیت
و کلام و اصول و فقہ و تفسیر وغیرہ پڑھ کر تحصیل علم تا درجہ فضیلت ختم کی۔ بعض
متوسطات علوم خدمت حضرت مولنا سید محمد امیر حسن محدث سہسوانی ۱۲۷۶ و مولنا
محمد بشیر محدث و مفسر العلماء و مولنا سید امیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی استفادہ
فرمایا یہ سلسلہ اگرہ میں ۱۲۹۲ھ ہجری تک قائم رہا۔ پھر ۱۲۹۶ھ کے آغاز میں
ریاست بھوپال خدمت حضرت بابر معظم ہو چکر کتب حدیث صحاح ستہ و بعض تفاسیر
حضرت مولنا محمد بشیر رح و شیخ حسین عینی حدیدی عرب و مولنا شیخ محمد صاحب
مچھلی شہری قاضی بھوپال سے تکرار سماع و قراءۃ حاصل کر کے سند لی بعد بعض
کتب فن طب مثل نفیسی و شرح اسباب و حیات قانون انفسرا لاطباء ریاست
حکیم مولوی محمد معزالدین لپاوری رح سے جو آپ کے بھائی صاحب کے خاص مشنوں
میں آئے باقاعدہ پڑھیں اور تعلق ملازمت ریاست تہوہل اپنے برادر
معظم رح حاصل کیا۔ ملازمت مدرسہ سلیمانہ کی حالت میں مشغلہ درس و تدریس
طلبہ علوم روزانہ رہا علمی مجالس و مباحث و مذاکرات میں لائق تمام ہمیشہ
شہرت فرمائی آپ کے فیض صحبت سے جمع کثیر نے استفادہ کیا۔ آپ کے
فصل و کمال علمی کا پایہ بلحاظ تحقیق و وسعت نظر و اصابت رائے و ادراک منطوق

بہت

بہت

حیات حضرت مولف میں مطبوع و مقبول ہو آپ نے ایک رسالہ بابت حرمت سود و بھجواب مضمون مسٹر عطا محمد صاحب امرتسری مندرجہ اخبار وکیل مطبوع ۲۷- دسمبر ۱۹۱۳ء لکھا ہے جس سے بذریعہ قرآن مجید و حدیث شریف و آثار صحابہ و فقہ ثابت کیا ہے کہ ربو اکا جز و قلیل و کثیر دونوں قطعی حرام ہیں نیز اس میں ربو انبک کو احکام شرع سے حرام مطلق ثابت کیا ہے اور بادلہ کلامیہ کتاب و سنت مجوزین کے اقوال کو باطل ٹھہرایا ہے یہ حصہ علمائے مصر و بعض مفتیان پنجاب کی تردید میں ہے و نیز رسالہ بطور تول فیصل حضرت داؤد علی بنیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقہ کی تفسیر و شرح ہے جو پارہ ۳۳ سورہ ص رکوع ۲ کلام آئی میں واقع ہے روایت اور یا کی تصحیح موعصبت شان رسالت و نبوت فرمائی ہے اختلافات مفسرین و روایات محدثین کی تطبیق میں کوشش بلیغ کی ہے اور منکرین قصہ کے شکوک کے جوابات دیئے ہیں ان رسائل کے طبع و اشاعت میں قلیس زمانہ باقی ہے۔ ریاست بھوپال میں بعد امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خان بہادر مرحوم و والیہ عالیہ حضور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ ۱۲۹۶ھ ہجری سے آپ کا تعین ملازمت عدالتاے فوجداری و دیوانی و مال میں رہا اور ہمیشہ ترقی منصب و مشاہرہ عز و عہد دن پر مامور ہوتے رہے آخر محکمہ عالیہ وزارت ریاست میں بعد ہنیابت میرنشی ممتاز کیے گئے انجام دہی فرائض خدمت و قابلیت کارگزاری کے باعث حکام مافوق آپ کے مداح و معترف فضل و کمال رہے رئیس و والی و وزراء ریاست کو ہر امر میں آپ پر اعتماد کامل رہا اور قدر شناسی کے ساتھ آپ کی عظمت و عزت کرتے رہے۔ بعدہ آپ کا فخر محکمہ وزارت میں آغاز ۱۳۰۳ھ میں بعد کرنیل ایچ وارڈ صاحب جو پنجاب

گورنمنٹ برٹش وزیر با اختیار ریاست مقرر ہوئے ابتداً ہوا تھا پھر بعد وزارت
 منشی محمد امتیاز علی صاحب کا کووی جو ماہ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ہجری میں وزیر مقرر
 ہوئے اور پھر مولوی محمد عبد الجبار سی۔ ایس۔ آئی۔ جو ۱۳۱۲ھ ہجری میں مسند
 وزارت پر رونق افروز ہوئے آپ بھی صیفی وزارت میں تا ۱۳۲۲ھ مامور
 رہے اور جب ہنر ہائیس بیگم صاحبہ حال بالقابہا نے تمکن و سادہ ریاست ہو کر
 محکمہ وزارت کو شکست فرما کر دشمنوں میں تقسیم کر دیا تو آپ نے بعد ملازمت
 ۳۲ سالہ آغاز عہد حکومت ملکہ مدوہہ محترمہ حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
 دام اقبالہا میں انقلاب رنگ زمانہ ملاحظہ فرما کر ریاست سے نشین کی سبقت
 کی اور باغ ازاد احترام مقام رائے سین ضلع مشرق ریاست بھوپال میں بعد
 تقرر نشین قیام فرمایا ناظم و تحصیلدار و حکام ضلع و اُمراء اعیان شہر آپ کی بحیثیت
 و حرمت کرتے اور حسن عقیدت رکھتے ہیں بارہ سال سے آپ کا قیام وہیں ہے
 گاہے ماہے بتفاصلے مراسم سابقہ بھوپال بھی تشریف لے جاتے اور ریاست
 کے علماء و حکام و علماء و اُمراء صاحبزادگان سے چند روزہ ملاقات و تجدید میں
 صحبت فرما کر رائے سین کو مراجعت فرما ہوتے ہیں اور باوجود اصرار احباب
 وغیرہ کسی کے گھر پر مہمان نہیں ہوتے نواب سید علی حسن خان بہادر ضعی الدولہ
 حسام الملک نے بچوش موانست قدیمہ آپ کو باصرار تمام لکھنؤ میں قدر و منزلت
 کے ساتھ رکھا ایک سال رہ کر رائے سین کو واپس تشریف لے گئے نواب صاحب
 ممدوح کا اصرار سدا رہا نہوا اور اب تک آپ کے بلانے کی کوشش جاری ہے
 (خاص تعلقات) ۱۳۳۱ھ ماہ رجب مطابق جون ۱۳۱۹ھ میں آپ نے
 عقد ازدواج دختر سلیمان کارائے سین میں کیا داماد صاحب آپ کے قریبی
 خواہزادہ و کفو ہیں اس تقریب پر راقم ترجمہ غنی عنہ معہ متعلقین وطن سے

سبا کر شریک شادی ہوا اور وہاں قریب دو ماہ قیام کیا بحر و دختر موصوفہ سلمہ اللہ
 از قسم ذکر و اناث آپ کے کوئی اور اولاد نہیں ہے بعدہ ۳۳۳ھ ہجری ۲۵
 ربیع الاول مطابق ۱۵۱۷ء فروری روزِ خپنبہ کو آپ کی اہلخانہ مرحومہ نے
 بعد نماز صبح بھڑس طاعون و بائی راسے سین میں انتقال فرمایا آب بڑی عاقلہ و
 مدبرہ و تعلیم یافتہ علوم شریعہ نیک مزاج تشظہ در اندیش مطیع شوہر در مہر بنی قبیلہ تھیں اس
 صدمہ سے آپ کے قواسے باطنی و دل و دماغ کو بہت نقصان پہنچا اور
 راحت و آسائش شب و روزی میں فرق آجانے سے طبیعت میں انصر و کوشش
 پیدا ہو گئی لیکن اس بے اطمینانی و تکدر میں بھی آپ نے ترک قیام راسے سین
 نفرمایا وہیں خانہ نشین مصروف ذکر الہی و فکر عقبی ہیں کاتب سطور غنی عنہ پر
 شفقت پدرا نہ فرماتے اور اسکی فضول خواہشوں اور تمناؤں کو اپنی خوشی پر
 بجوش محبت مقدم رکھتے اور گستاخی و تفصیلات خدمت کو ہمیشہ معاف
 فرماتے رہتے ہیں ابھی اظہارِ غتاب و ناراضگی نہیں ہوتا اعزہ و اقارب
 سے تعلقات الفت و انس و ہمدردی و صلہ رحم بدرجہ غایت رکھتے ہیں جب
 وطن سے دل مملو ہے (عام عادات) حمیت و غیرت اس درجہ ہے کہ کسی
 امر میں ممنون خویش و بیگانہ بنا گوارا نہیں ہے کسی کے سامنے دست حاجت
 دراز نہیں ہوا استغنا جو کرا باب کمال کا خاصہ ہے جزو طبع شریف ہے
 وجہ کفایت و قدر ضرورت سے زیادہ مال و دولت کی کبھی خواہش کی سبھی
 و اولوالعزمی کا یہ حال ہے کہ مہمان نوازی میں ضرب المثل ہیں زائرین قارئین
 کو نزول رحمت خدا جانتے ہیں اور اکثر یہ شعر و در زبان رہتا ہے
 رزق مآید بیاے مہمان از خونِ غیب میزبان ماست ہر کس می شود مہمان ما
 وطن میں جائد آدمکانات و معافیات مقول رکھتے ہیں اور اعزہ و اقارب

عام اخلاق

عہدِ افسوس کو آپ اس مصوبہ کی جانم کی کا صدمہ بھی برداشت فرمایا اور اس سے قبل ۳۳۳ھ میں آپ کے حقیقی
 خواہر زادہ مولوی سید محمد یونس بن مولوی سید محمد فیروز نے بغاوت اٹھائی وہیں میں انتقال کیا یہ بھی موجب
 صدمہ و رنجائی ہوا ۱۲۱۱ھ سید طیب حسن غنی عنہ خواہر زادہ حضرت مصنف

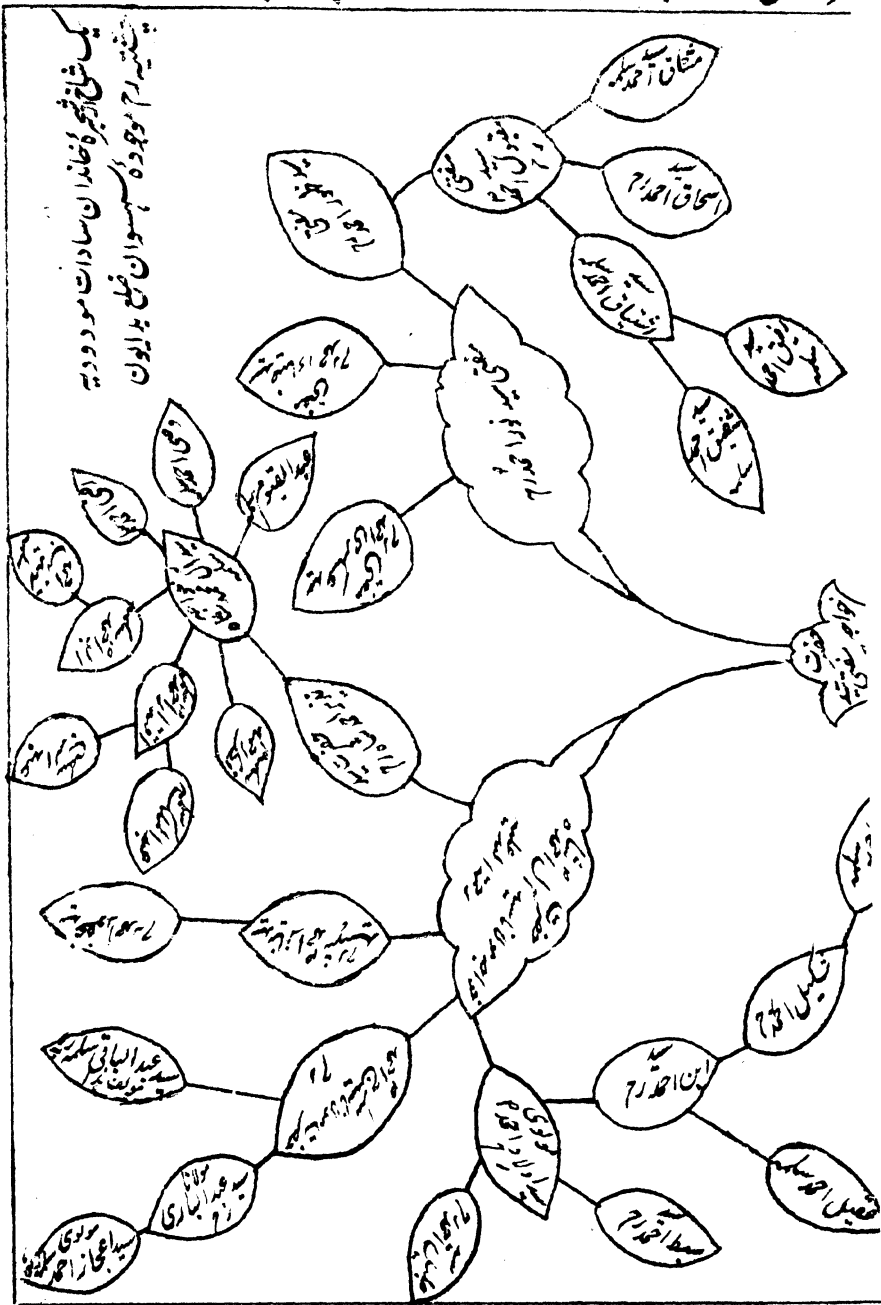
خاندان کو اس سے بخوشی خاطر متمتع فرماتے ہیں گویا وقف اہل ثوابت ہے
 خوش معاملگی و راستی و راست گوئی آپ کا شعار ہے حق پرستی و صاف گوئی میں
 کمال جرات و بیباکی سے کام لیتے ہیں کسی کا رعب مانع اظہار حق نہیں ہوتا
 جب و بغض و وجہ اللہ رکھتے ہیں تعصب و نفسانیت کو بالکل دخل نہیں ہوتا
 ابتلاع شرع و اقتداء کے کتاب و سنت و زہد و تقویٰ و ذکر و عبادت و کثرت دعا
 و انما نصب العین رہتا ہے رقت قلب و صفائے باطن سے متصف سینہ کے کینہ
 حقد و حسد سے پاک اور عنصر غفور از غالی میں غالب ہے دشمن ویرینہ سے بھی انتقام
 بدی لینا گو ارا نہیں فرماتے دوست و دشمن سے پختہ پیشانی بخلق و تواضع
 پیش آتے ہیں آپ کا رجحان طبع روز بروز تصوف کی طرف ہوتا جاتا ہے
 اہل باطن و قحباب دل کی صحبت میں زیادہ اوقات بسر ہوتی ہے دنیا سے
 کچھ ایسا دل سرد ہو گیا ہے کہ قصد ہجرت حرمین شریفین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ
 باحسن الوجہ کامیاب فرمائے میں نے اس تذکرہ حیوۃ العلماء میں آپ کا ذکر خیر
 درج ہونے کے لیے بارہا عرض کی مگر ہضما لنفسہ پسند نفرما کر ساکت رہے
 اور درخواست پر مطلق توجہ نفرمائی اب جبکہ کتاب اختتام کو پوخ کر مسودہ سے
 بیضہ ہو گئی تو احقر نے بضرورت تکمیل تتمہ احوال حضرت مصنف دآم فیضہ و مجدد
 قلم برداشتہ تحریر کر کے جزو کتاب و تتمہ بنا دیا اس وقت عمر شریف ۹۵ برس
 کی ہے ادام اللہ برکاتہ و فیوضہ و شفا بطول بقائہ فیقل ع و برجم اللہ عبد قال آمین
 (تصنیف) و حقیقت صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ
 آپ کو اس مقصد اہم و مهم غظیم میں بفضلہ سبب بڑی کامیابی ہوئی ایک طرف
 لکھنؤم دے نشان جماعت کو آپ نے زندہ جاوید بنا کر مایوسوں سے روشناس
 کر دیا دوسری طرف نامور و مشاہیر اکابر علماء و اطباء کے دھندلے کارناموں

اور صفحہ ہستی سے مٹ جانے والے واقعات کو دوام کا خلعت بخش دیا کتابِ اول سے آخر تک سچے واقعات کا مرقع اور ماضی و حال کی تصویر کا البم ہے مصنف حروفِ اسمین ہے اصح نقطہ نقطہ ہے صحیح ۶ ایک ایک صفحہ بلکہ ہر سطر محنتِ تلاش و مشقت کی شاہد ہے اتنا اہل علم و اہل قلم وطن میں سے کسی صاحب نے اس خدمت کی انجام دہی کی جرأت نہیں کی اور یہی وجہ حضرت مصنف دام فیضہ کی زیادہ جانفشانی و عزتِ فیزی کی ہوئی اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اس کا ذخیرہ کی توفیق بخشی اور بخیر و خوبی اس مہم کا سرانجام ہوا معزز معاصرین و لاحقین اگر اس تذکرہ دین کسی نام کی کمی محسوس فرمائیں تو التماس مندرجہ دیباچہ کتاب کے مطابق حضرت مصنف دام ظلہ و فضلہ کو ہدفِ طعن نہ بنا کر بصورتِ تتمہ تحریر شائع فرمائیں اور حضرت کی سعی و جہد و جہدِ موفور پر نظر کرتے ہوئے دعا ہے خیر سے یاد و شاد فرمائیں

سید اعجاز احمد نقوی مودودی عفا اللہ عنہ سہوا نی = مقام بدایون

جنوری ۱۹۱۶ء ۱۳۳۵ھ قادی

در متعلق صفحه ۵۵ بابت نسب نامه سادات مندرج کتاب حیوة العیال



نسب نامہ سادات مودودیہ چشتیہ سہسوان مع شجرہ حقیقہ غفرلہ

مولف کتاب حیوة العلماء

سید عبدالباقی بن مولانا سید سراج احمد بن سید آل احمد شاہ بن مفتی حبیب نظر محمد شاہ بن مفتی
سید ابوالمحمد بن مفتی محمد عاقل بن مفتی عبد الغفور بن محمد غلام میران بن مفتی محمد فاضل بن
قاضی سید محمد عبد الشکور شہید بن قاضی القضاۃ محمد اسماعیل ابن ملک العلماء خواجہ
عطاء اللہ بن محمد ہمام معروف بمیران بزرگ بن خواجہ محمد خطیر ثانی بن خواجہ محمود بن خواجہ محمد
بن خواجہ مودود ثانی بن خواجہ خطیر اول بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ اسد اللہ بن خواجہ
محمد عبد اللہ بن خواجہ قطب الدین محمد ثانی بن خواجہ رکن الدین حسن بن خواجہ احمد بن خواجہ
خواجگان قطب الاقطاب حضرت قطب الدین مودود چشتی اول بن خواجہ ناصر الدین
ابو یوسف بن سید محمد مسعود بن ابراہیم بن سید محمد بن حسین بن عبد اللہ بلقیث علی اکبر
بن امام علی نقی بن امام محمد تقی جواد بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق
بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سید الشہداء بن بتول فاطمہ
زہرا رضوان اللہ علیہم بنت سرور کائنات اشرف مخلوقات حضرت
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ لقب شریف ہر بریۃ ولایت ہر افراد ایسا دیکھیں سے تھے فوق کائنات کی حد و تکرار کو پہنچیں میں بفضل حالات درج ہر کتاب میں
۲۔ آپ اول قاضی و امام سہسوان ہو کر بعد سلطان سکندر لودھی سمیت حضرت ملک العباد بدر بزرگوار از فرودیمان شریف لالہ
اور متعلق سکونت اختیار فرمائی رضی اللہ عنہ ۱۲ ۱۳ ۱۴ آپ بعد سلطان جلال الدین خلجی تاج بعد معزا الدین کی قبضہ شکنی
وزارت و بعد شاہ فیث الدین بلبن نے محمد شاہان اقبال شہزادگان رہے جیسا کہ تاریخ فرشتہ مقالہ دوم میں
مفصل مذکور ہے ۱۲ ۱۳ ۱۴ آپ کی ذات قدسی صفات سرخسہ فیوض و برکات و منبع غلہ ان چشتیہ دم لوح
سادات مودودیہ ہے خواجہ خواجگان و قطب الاقطاب دوران کے کتب میں مذکورہ اولیا و متصنفین حالات
آن حضرت ہیں رضی اللہ عنہ ۱۲

تقریظ منظوم نیتیجہ طبع و تقادح حکیم مولوی مولانا سید اعجاز احمد
صاحب معجز نقوی اسسوانی سلمہ ربہ

<p>شوق دلم بسم الله آغاز کرد وہم کہ پوید برہ گنہ ذات حیرت عقل ست کہ شد سہ راہ در قبح ذوق می یاس ریخت ثرث نگاہان کہ سخن گسترند تاج سخن مدح محمد بود و و حق منزل ہمہ فرمان اوست ہدیہ مرغوب درود و سلام اسے تو ز آثار سلف خوشہ چین بحث تو از سیرت شان عبرت ست تازہ بخوان تذکرہ اہل علم چشم کشادہ نگرا وراق چند جلوہ کند در نظرت بیگان خاک سسوان کہ بود کان فضل چند پڑو ہش کنی از حال شان سیرت نیک علم را ببین سال وفات و سن میلاد شان درس و تصانیف و صفات و خصال</p>	<p>بزمہ حمد خدا ساز کرد سلیح حیرت خورد اندر صفات ساختہ سامان تخیل تباه آبروے خامہ بقراطس ریخت راہ بدین مرحلہ کست بر بند فاتحہ مصحف مقصد بود مطلع انوار خدا شان اوست باد پیرا بجنا بس مدام پند بگیر از قصص اولین ذہن ترا صد سبق از حکمت ست جرعہ چشم از میکدہ اہل علم تا شوی از سیرت شان بہر مند آینہ حالت پیشینان تافت از جوہر رخشان فضل زندہ بین طائفہ مردگان فضل و کمال فضلا را بین صورت علمیدہ نام و نشان و آنچه رسیدہ ہم از قیل و قال</p>
---	--

یاد و پند گشت و نو ما جسر اء کلیک مولف غیب این نقش بست خاتمہ آن عیسیٰ معجز تھا جان بہ تن مرده و مدد بدم رانند خجستہ سخن از ہر سنے تاز علوم اصل و نشان باقی ست دیده و ران چون نگرند این کتاب	حال شود حالت ماضی ترا رولق از رنگ نگارین شکست زنده گند مرده صد سالہ صور سرائیل صریح قلم خوشہ آورده ز ہر خرمن نامہ و نامش بجان باقی ست باز شناسند خطا از صواب
---	--

نامہ فرخ جو بیایان رسید نام حیوة العلماء شد پدید	
---	--

قطعہ تاریخ تالیف کتاب نتیجہ طبع مولانا مفتی محمد نعمت اللہ صاحب
صدیقی رئیس و جاگیر دار قدیم ریاست بھوپال

کلیک جادو رقم مولوی عبدالباقی سہ سوان ست مگر کان جواہر یارب شد بہر شکل بجا گنج سعانی گفتن خفتگان عدم آباد ز رشخ فکمش سنیتے چون نہ پزیرند رفیقان وطن آن بزرگان کہ ہمہ قبل عالم بود	موشگانی چہ نمودست بند کرتہ ما کہ چنین لعل و زمرہ شدہ از سید کہ ہویدا شد و مد فون شدہ در عظم گشت خیل علما جرعه کش آب بقا کہ مدون شدہ صد شکر حیات العلماء گشت این مرد خدا در حق ایشان عیسیٰ
--	--

از سر جدید بسائش جو تفکر کردم آمد از غیب خوش آواز حیات فضل	
---	--

قطعة تارخ نخبہ طبع عالی منشی مولوی محمد شاکر حسین صدیق کبھت
تخلص سسوانی بابت تالیف و تہذیب کتاب حیوۃ العلما

بچار دایم فصاحت فصاحت نضار در ز ازل
نفس نادرد نایاب و احسن و اکمل
طرز نگار تو گر آخرت یا اول
بروے آئینہ چشم و دل زندہ صیقل
ز نندرتہ شناسان بچودت تو مثل
مفصل ست حدیث علوم یا مجمل
ز درہ درہ خاکش توئی امیر اجل
بیک دقیقہ کند فکر مشکاف تو حل
بشمسی سخن خویش سترت اظہار
و مانع فکر بوضعت جو برگ گل بخش
درین سفینہ با سلوب احسن و اجل
گل مراد جہانے بشاخصار ازل
چورہ سادہ رخاں پاک از عیوب علی

ز دست سکہ بنام تو اس جناب و فنا
چاکہ قلمت ہر چہ پست تر یا پست
بجذب دیدہ و دل طرفہ قدرتے دارد
بمحسن فکر تو ناظم کہ از کمال صفنا
بصحت کہ رود ذکر عقل و فہم کسان
دام و صف کمال تو ہست موضوع
وران دیار کہ خیزد کمال علم و ہنر
ہزار عقدہ سر بستہ از دقان علم
بجلوہ گاہ طلاقت زلف گفتار
بان نطق بحد تو لال غنچہ غلط
تراجم علمای وطن جو کردی ضبط
نفیس خامہ معنی طراز تو شکفت
بے عجلہ نادر کہ صفہ صفیہ او ست

سلہ عوید میں سلوۃ لغز محبت حسن ظن بحر معرفت کتاب ہلکے بابین زیادہ ساقی سے ملح و دشتان میں کام لیا ہے
جس کا دل میں اپنی ذات کو ہرگز نہیں سمجھتا۔ اَلَا اَنْ یُوحِیَہُ کَیْ وَ یُخْفِیَہُ لَیْ ارادہ تھا کہ اگر ایشاں بدھیکہ
کتاب سے خارج ہو کر وہ لیکن بحال لطیف کلام حسن بیان و نیز بلحاظ دل شکنی و دماغ سوزی عزیز کبھت سلوۃ
بایا بعض اجاب بہ دستور قائم رکھا پڑا جزاۃ اللہ خیر الیہ و ۱۱۷۷ھ سلوۃ دنا خاتم حضرت مصنف حیوۃ العلما دام غفرلہ
ظہر النہج جانب مصروفہ۔ نقاش نقش ثانی ہرگز نہ نادرل + بر مقولہ مشہورہ است ۱۲۔ سلوۃ اظہار نام
شاعر فصیح البیان و غزل داشت ہمیشہ شستی و زبانی کلام شاعر کمال خاکسار سے و نافع خود اظہار تخلص نمود
و غلبہ عزوجل عجز اور اہل سند فوسدہ افصح الفصحی و عالم ساخت ۱۲

خمس حلاوت مضمون کہ میتوان بفرست به نزد اہل خرد یاد سعی تو مشکوّر نوشت خامہ نگشت بسال تار بخش	ازان بکوش و تسنیم ارغوان غسل بحق برتر و یکتا خدای عزوجل ببین ماثر ارباب علم و اہل عمل ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸
--	--

ایضا قطعہ تاریخ سال طبع حیوۃ العلماء

اللہ المنست کہ این نادر کتاب شد بعین انتظار از حسن طبع می توانش گفت از روشن سواد بر سر چشم تماشای نہ این چنین مجموعہ آثار علم بکہ شد از خاک پاک سسوان باشد اندر دیدہ اہل نظر یافت حال عالمانش از تسام	حادثی اخبار اخبار وطن نور بخش دیدہ ارباب فن سرہ چشم بصیرت نے سخن حرف حرقش منت سیر حین دید و نے بینہ دیگر چشم زمین چشمہ ہائے علم و دانش موجزن سسوان در ہند نجد اندر چین چون درین سفر فصاحت مقترن
--	--

کتاب نگشت سال طبعش بر نگاشت دل فریب آثار اہل علم و فن ۱۳۸ ۱۳۹	مطابق ۱۹۲۲ء
---	-------------

قطعہ تاریخ عربی از مولوی سید نظر احمد ابوالعلاء سسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

سورہ مصنف علامہ نظم الالائی فی نظام سطورہ اذہم ترتیباً بدأتا ریجۃ	ابدائی شمساً فی سماء بیان ہندی جماع قلائد العقیان خاکری لاہل العالم والاعیان ۱۳۹ ۱۴۰
---	---

۱۲ اگر اعداد اربعہ ممدودہ - دو گزیدہ ۱۳۸۳ شہ سال تہذیب کتاب درست صحیح می شود ۱۲

از مولوی سید اقتدار احمد ساحر سلمہ اللہ تعالیٰ

چو این نامہ نغز گشتہ مزین پے سال ترتیب ذالیف ساحر	زراحوال ارباب فضل سہ سوان نمودہ رسم رشک یا قوت در جان ۵۱۳ ۳۴
--	--

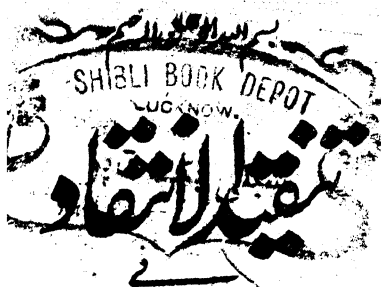
از عزیز ابو الانبیاء سید ابو احمد نامی سلمہ ربکہ

منت یزدان کہ حجتہ کتاب از دل نامی پے تاریخ جمع	محلہ ترتیب کشیدہ یہ بر سر زردہ - ذکر علماء در سیم ۵۱۳ ۳۴
---	--

عہ لطف یہ کہ اس کتاب کا نام بھی الیا قوت و المرحان ہے ۱۱۔



تاریخ شروع تصنیف کتاب مفتی صاحب نے ۱۳۳۲ء میں لکھی اسکے بعد آغاز ترتیب رجب کا سال تھو
عربی سے ظاہر ہوتا ہے اور جب تردین و تالیف مرتب ہو گئی تو باقی قطعات میں اس سال کا ثبت کیا گیا
محل محل للایراد ۱۱۱ سلمہ ربکہ



تفہیم القرآن بالاسناد

آج کل اخباری دنیا کا عجیب حال ہے کہ جو صاحب کسی اخبار کے ایڈیٹر یا کسی سالار ہا کے مضمون نگاری سے معزز و ممتاز ہوے اور کچھ اردو نگاری و انشا پردازی و چند اصطلاح وافی انگریزی میں شہرت پائی گویا تمام علوم و فنون دینی و دنیوی سے اعلیٰ درجہ کے واقع کا درویش بن گئے اور بی عادی روشن خیالی مجتہدانہ اخذ مسائل میں نہ کر کے ائمہ و کرام و مجتہدین عظام پر نکتہ چینی و زبان درازی کرنے لگے۔ حالانکہ خود نہ سیاق و سباق قرآن مجید سے واقع نہ حدیث و تفسیر فقہ سے خبردار کہیں کوئی حدیث و آیت زبانی سن لی پھر خیال و اٹکل سے اپنی داس سے پستایم کر لی۔ اور علماء و ائمہ پر نکتہ چینی کر کے جلسوں میں جا بجا مضحکہ اڑانے لگے۔ حالانکہ استنباط مسائل کے واسطے پہلے شرط یہ ہے کہ باوجود ادراک صحیح کے تمام آیات و احادیث و آثار صحابہ و اقوال فقہاء متعلقہ مسئلہ و علم ادب وغیرہ وغیرہ پر عبور کامل ہو۔ اور موقع و اسباب نزول و رواج و رسوم و عادات کفار و مشرکین عرب پر نظر و سیع ہو مگر اس وقت جو دیکھا جائے تو یہ قدرت اس وقت کے علماء زمانہ موجودہ ہی کو نہیں ہے۔ إلا ما شاء الله۔ چہ جائیکہ تعلیم یافتہ لندن و جرمن و پیرس کو حاصل ہو جنھوں نے تمام عمر قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ کی صورت ہی نہیں دیکھی۔ اخبار کے وضع خاص صرف خبر نگاری و واقعہ فہرستی عالم ہے یا مناسب رفتار زمانہ نکتہ قوم کی حالت و حکام مقامی و گورنمنٹ عادل کے رد و بظاہر کر دینا تاکہ رعایا کو راحت اور گورنمنٹ کو اس میں نظام میں سہولت ہو۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے برادران اسلام گویا تمام اسباب و وسائل ترقیات دینی

دینی سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ لہذا تہذیب و شائستگی اسلام پر مستعد و کمر بستہ نظر آتی ہیں۔
 تہذیب اسلام میں جو نشاء خداوندی ہے جس کو اشرف کائنات صلم نے سمجھا اور فرمایا اور اہلبیت
 اطہار و صحابہ کبار سے لیکر ایک تہذیب تمام علماء و اولیاء اللہ بلکہ جملہ کافہ انام اسلام اتباعاً و تحقیقاً عمل میں
 رہی اُس سے خود تو نادانقت محض ہیں مگر اس وقت مالک یورپ کے مادی ترقی دیکھ کر خود تعلیم یافتہ
 دان کے مقلدین کو چکا چوندی ہو گئی۔ اسی بدحواسی پر کوئی قابلیت تو ہو نہیں کہ مادی ترقی کے
 وسائل حضرت و صنعت و تجارت خود کریں یا عام طور پر ملک و قوم میں جاری کریں اس لیے مذہب
 بیچارہ کے اہم مسائل کو جن پر بدکار فوایان ہر اپنی نا فہمی سے حاج ترقی دینی سمجھ کر حل کرنے
 لگے اور لگے مونشاکیان دور از معاملہ کرنے کو یا کہ زمانہ کی ترقی و منزل کے ساتھ ساتھ تبدیلی و
 تحریف مذہب بھی ضروری امر ہو گیا ہے حالانکہ دینی ترقی کے ساتھ اسباب جواہل یورپ میں
 رائج ہیں ان کا ذریعہ اخبار و رسالہ ماہانہ اشاعت عام کرنا بحیال ہمدردی ملک و قوم نصیب العین
 ہونا فرض ہے۔ نہ قرآن و حدیث کے تحریف پر توجہ کرنا جیسا کہ خود قرآن مجید میں سخت ہیود و انصاری
 ہو و یخون الکلم عن مواضعہ خصوصاً اہم مسائل حلت و حرمت اشیاء و امر بالمعروف و
نہی عن المنکر میں بے باکی سے دخل دینا جو محل خوف و نفاق ہو اگر کوئی مسئلہ شرعیہ ایسا پیش
 آئے جس میں ملک و قوم کا سخت نقصان مالی متصور ہو تو لازم ہے کہ صورت معاملہ تحریر کر کے علماء
 اعظام و فقہاء معتبر و دیندار سے مسئلہ دریافت کر لیا جائے۔ نہ طالب علم کالج و تعلیم یافتہ لیسریج
 ایل۔ ایل۔ ڈی۔ لنڈن و ویرس وغیرہ سے جس آپائیت فاسٹلوہل ان کر ان کتہم لاسلوان
 پارہ ۱ سورۃ انبیاء و اذا نزل رحمۃ فی شئ فردہ الی اللہ و رسولہ پارہ ۵ سورۃ النسا
 و اما اختلفتم فیہ من شئ فمکملہ الی اللہ پارہ ۴ سورۃ شورا آغاز کوع سو۔ اسی قسم کے چند مقامات
 پر ایہ حکام متعدد مناطق و مہند ہادی ہیں ان اگر کوئی مسئلہ ریاضی و سائنس و جغرافیہ و تاریخ و فلسفہ
 وغیرہ کا ہو تو غالباً جدید تعلیم یافتہ سے بہتر کوئی عقدہ کشائی نہیں کر سکتا۔ یہ مثل سچ ہے۔ ہر مرنے
 و ہر کاہے میری خیال میں کوئی مسئلہ و معاملہ ایسا پیش نہیں آسکتا کہ جو ترقی و

ہو۔ دی ذریعہ سود متصور و منظور ہو۔ وہ نیز رہا کہ یہ یادنی تغیر و تبدل صورت نہ حاصل ہو سکتی
 ہو۔ لاجرحج فی الدین ہ پر غور کرو ہم نے گفتگو وغیرہ میں خود بار بار دیکھا سنا ہو کہ بعض لوگ جو سفر ضبط
 کے خاندان اہل علم میں شامیہ کیے جاتے ہیں خود بھی ادب و طب وغیرہ عربی میں ماہرین مگر علم دین
 سے ناواقف ہیں اور صرف صورت شناس تعلیم یافتہ انگریزی ہیں۔ فرماتے تھے کہ مذہب صرف حکمت
 پوشہ خیال کے ہونا ضروری ہے تاکہ ایک قوم ہونے کا نشان ہو۔ بعض صاحب فرماتے ہیں
 کہ حدیث وہی صحیح و قابل عمل ہو سکتی ہو۔ جسکے معنی ہمارے عقل و درایت کے موافق ہوں
 ورنہ نہیں۔ اگرچہ کسی ہی صحیح روایت کیوں نہ ہو۔ خود بالمدنہ جب دریافت کیا گیا کہ کوئی
 حدیث ایسی مثال پیش فرمائے تو خاموشی یا اظہار ناخوشی کے سوا جواب کچھ نہیں ہو رسالہ ایمانہ
 تہذیب الاخلاق پنجاب کے بھی اکثر مجتہدانہ مضامین دینیہ و مذہبی دیکھے جس سے ظاہر ہو کہ صرف
 جولانی طبع کا نتیجہ ہو۔ ورنہ علوم دینیہ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہو جس سے مسئلہ جواز نکاح عورت
 مسلمہ مرد اہل کتاب سے ظاہر ہے وغیرہ وغیرہ۔ اتفاقاً اس وقت پرچہ اخبار رکیل امرت سر
 مطبوعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۳ء نمبر ۲، جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۵ ہمارے پیش نظر ہو چکین ایک مضمون حلت ہوا
 منشی عظیم صاحب امرت سری بعنوان (انتقاد) درج ہو جو رسالہ کشف الظاعن وجہ الربوب
 کی تردید نظر رکھ کر چند احتمالات خیالیہ و ہمیہ تحریر فرما کر جناب محقق صاحب امرت سری نے
 اپنے زعم میں اصل مسئلہ حرمت قطعہ منصوصہ رہا کو حلت سے بدلنا چاہا ہو جو صریح خلاف دینائی یا
 واحادیث و آثار صحابہ و اقوال فقہاء ہو۔ مگر افسوس ہو کہ نہ اس وقت رسالہ کشف العظاہر ہے پاس
 موجود نہ ہم نے اس کو کبھی دیکھا سنا جو اسکی نسبت کوئی ایسے قائل کر سکیں۔ نہ ہم مولوی نادر حسین
 صاحب لغمانی نقشبندی مولف رسالہ مذکور بلند شہر سے واقف ہیں کہ کون صاحب ہیں۔
 علوم دینیہ میں کیسا پایہ رکھتے ہیں نہ اس منصب ویران (راہی سین) ہیں کوئی علمی کتاب دستیاب
 ہو سکتی ہو جسکے روئے تفصیلی بحث کی جائے تاہم علم موجود فی الدین سے حرمت نفس بواطلاق کو
 منصوص کیا ہے۔ بیانات بعد غور و امعان نظر و عبارت جناب محقق صاحب امرت سری کچھ لکھتے ہیں۔

لیکن اول مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شبہات و احتمالات کے بعض اقسام بیان کر دیے جاوین
کہ کون شبہ قابل توجہ اہل علم ہو سکتا ہو۔ اور کون ناقابل توجہ بعدہ آیات قرآنیہ کیجا کر دین تاکہ
محکم حق و ناحق و استنباط اصل مسئلہ حلت و حرمت رہا آسان ہو اور لمجاظ اقسام شبہات
مذکورہ تمام آیات پر غور کرنے سے نفس مسئلہ حرمت رہا ثابت ہو جائے یہ نہیں کہ ایک دو لفظ میں
سے سن کر یاد کر لیے۔ اور بے سر و پا اٹھل دوڑنے لگے۔ بلکہ محل نزول آیت سیاق و سباق
قرآن مجید کا بھی لحاظ رکھنا ضروری امر ہے۔ شبہات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ شبہ ہے جو از رو
قواعد مسئلہ صرف بخواب و کام وغیرہ ہو۔ یا احتمال توفیر و در لائل قطیعہ کو منہجہ کر کے ہو اور دوسرا
وہ شبہ ہے جو خود ہی بے اصل محض ہو کسی علم و فن سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے جسکو حفظہ و دستوفسانی
کہتے ہیں۔ یہ شبہ خود ہی بے اصل محض ہے جو کبھی وقت بھی قابل توجہ اہل علم و عقل سلیم نہیں ہو سکتا
جسکے نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یُؤْتُوا سُنَنَیْ فِیْ صُحُفٍ مُّتَنَاسِلَٰتٍ جو شبہات درج مضمون جناب
محقق صاحب امرت سری ہیں وہ از قسم دوم ہیں جس سے بجز توفیر من اللہ کے اور کوئی علاج
نہیں ہو۔ تاہم اپنے فرائض ادا کرنے کو یمن بوجہ تعالیٰ آمادہ ہوں مگر مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے
آیات قرآن مجید مع حاصل ترجمہ کیجا جمع کر دوں۔ پھر صرف آیات سے استنباط بحث کریں تاکہ ہر امی
و عالم کو سہولت ہو۔ اسوقت حدیث فقہ وغیرہ کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے جو بجا الہ ان کے بحث
مبسوط کی جگہ نہ کوئی تفسیر ہی موجود ہے جسکے جوالہ سے کچھ لکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ ارشاد
فرماتا ہے۔ الَّذِیْنَ یَاْمَنُونَ بِالْحَقِّ وَ یَسْتَعِیْذُونَ بِالْحَقِّ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
ذَٰلَکَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّا بِلِیْلِیِّ شَلِّ الرِّیَآءِ دَاحِلِیِّ الدِّیْنِ حَرَمِ الرِّیَآءِ پارہ ۲ سورۃ بقرہ کو ع ۳۸
حاصل ترجمہ۔ سو دکھانے والے قیامت و حشر کے دن ایسے بد خواص و پاگل سے کھڑے ہونگے
کہ ان کو شیطان و جھوٹ چھٹ گیا ہو۔ یہ حالت اس لیے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا کہ بیچ و رہا
دو دن ایک سی چیز میں ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے بیچ کو تو حلال کر دیا اور سود کو کیوں حرام کیا۔ پھر
فرمایا اللہ جل شانہ نے۔ فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّهِ فَامْتَحِلْ فَلَہٗ مَافِیْہِ پارہ ۳ سورۃ بقرہ کو ع ۳۸۔

حاصل ترجمہ جس کو خدا کی جانب سے نصیحت پہنچی پھر وہ گناہ سے بچا تو اس کے پچھلے گناہ
 معاف ہیں۔ پھر ستر آیا۔ محج الصدور بواؤیر بی احمد قات۔ داسد لاجب کل کھا پر ایم پارہ ۳
 سورۃ بقدر کوع ۳۸۔ حاصل ترجمہ اسد تعالیٰ سودی مال کو براد کو کرنا ہو اور ذکوئی مال میں ہرکت
 وانستونی فرماتا ہے۔ اور کسی ناغہ کر گئے گا کہ وہ سنت نہیں رکھتا۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ
 وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ط۔ پارہ ۸ سورۃ صدر ترجمہ۔ اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو
 اور حبقہ رسو لینا باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر ایمان رکھتے ہو۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ
 ورسوله ط۔ پارہ ۵ سورۃ بئشج صدر ترجمہ۔ پس اگر یہ سود لینا چھوڑ دے تو اسد اور اس کے
 رسول صلعم سے آمادہ جنگ ہو جاؤ۔ نفوذ اسد من غضبہ ورسولہ۔ فان تم تکلم روس اسو کم لا تظلمون
 ولا تظلمون بشرج صدر۔ حاصل ترجمہ جبکہ سود سے توبہ کرو تو پھر اصل مال مال مدیون
 سے واپس لے لو تاکہ نہ ظالم نہ مظلوم یعنی دائن نہ آملات وسعانی اصل مال قرضہ سے
 نقصان پائے۔ نہ مدیون غریب سود دینے سے تباہ ہو جائے۔ وان کان ذو عسرہ فنظرہ
 الی مسیرہ فان تصدواخیرکم ان کنتم تعلمون بشرج صدر۔ حاصل ترجمہ۔ اگر مدیون غریب تھیں
 ہو تو آسانی و ہمت سے بتدریج اصل مال قرضہ واپس لے لو اگر زیادہ مفلس و محتاج جا کر
 اصل مال بھی بطور صدقہ معاف کر دو تو زیادہ بہتر ہو۔ کاش اگر تم جانتے ہو تے۔ یا ایہا الذین آمنوا
 لاتاکوا الربوا اضعا فاضعا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون پارہ ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۱۴۔ اے
 ایمان والوں نہ کھاؤ سود و دنا دون اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاحیت و بہبودی دارین پاؤ۔ و اما
 اوتیم من ربایہ بوائی اموال الناس فلایربوا عند اللہ پارہ ۲۱ سورۃ روم آخر رکوع ۴۔ حاصل
 ترجمہ سودی مال آدمیوں کا زیادہ کرنا چاہتے ہو سو اسد کے نزدیک سود سے کچھ بھی زیادتی نہیں
 ہوتی۔ اس جگہ لفظ (ربا) بطریق نکرہ فرمایا تاکہ جمیع اقسام ربا کو جادی ہو جائے اب جناب تھیں صفا
 اضعا فاضعا عفا کے ساتھ کیونکہ تخصیص فرما دیں گے۔ و اما اوتیم من زکوٰۃ ترمیدون و جبہ اللہ
 فادللک ہم لمضنون۔ پارہ ۲۱ سورۃ روم آخر رکوع ۴۔ حاصل ترجمہ جو لوگ زکوٰۃ خاص اللہ کے

دراسطہ دینے میں وہ ہی مال میں ترقی کرتے ہیں۔ یہاں لفظ زکوٰۃ کو بھی گزرا۔ تاکہ لفظاً و معنیاً
مقابلہ صحیح حرمت براء و وجوب زکوٰۃ جواہر کلمتہ ہو جاوے۔ یعنی ہر جزو دربارہ ہر خبیثہ اقل تر و جہلاً و تجزاً
ہو اور کسی قسم کا چھوٹنا نہ بنا قطعی حرام و موجب قہراً لگے ہو۔ اسی طرح ادنیٰ جزو زکوٰۃ ادا کرنا فرض
عین و باعث ارحمت و مہر لگے ہو۔ ورنہ تقابل آیات لفظاً و حکماً صحیح نہ ہوتا۔ بلکہ مخالف فصاحت
و بلاغت ہوتا یعنی بسطوح ادا سے زکوٰۃ ہر حالت میں فرض ہو۔ بعینہ اسی طرح جبہ اطلاق مؤخر عا
مجاور تاہم حال میں قطعی حرام ہو۔ اگرچہ کسی صورت سے پایا جاوے۔ یہ دس آیات قرآن مجید کی ہیں
جو مختلف اوقات و مقامات پر حسب مواقع نازل ہوئی ہیں جنکے طرز بیان و شان سیاق سے
حرمت قطعہ صریح رہا بہ ہمدید شدید و سخت و عید ظاہر ہوتی ہو میرے خیال میں جو ایمان
والا بشرطہ طبع مذاق و تناسب علم کے نظر تحقیق حق ان آیات مذکورہ پر کچھ بھی غور و امل کر گیا
پھر اس کو دوسرے دلائل حرمت رہا کی کچھ بھی ضرورت نہ ہوگی اور نہ اس کے خلاف کی مبادیات
و جزاات ہوگی۔ کیونکہ ان آیات کے سیاق و سباق و تہدید عذاب خود فی الذل و ادا کی جنگ
با خدا و رسول سلیم کے تحریف۔ و بالمقابل ایثار زکوٰۃ و معافی راس المال بطور صدقہ و ادا سے
حقوق انسانی بلا اظہار احسان و امتنان۔ اور صدقہ و زکوٰۃ سے مال میں ترقی و فائز و فی
اور سود سے نقصان و خسارت مال ہونا وغیرہ وغیرہ۔ اور ترکیب پر ہیست آیات و شوکت الفاظ
و ترتیب جملہ عبارت یہ ایسے انداز ہیں جس سے ہر ذی عقل با دینی انما سببت علیہ حرمت حرمت
قطعہ رہا کو خود بخود تسلیم کر سکتا ہو۔ پھر ایسی اصل مال کی بھی تہذیب و سہولت کرنا یا معافی
عین المال کو نہ بکھلی دلیل حرمت رہا ہو جس میں شک و شبہ کی کچھ بھی گنجائش نہیں ہو سکتی
ہو۔ اب یہ کہنا رہا اضعا فامضا عفا۔ یعنی دونا دون تو حرام ہے۔ اور کم و بیش یا نفس رہا
حرام نہیں ہوا کیسی نفی مانہ و مضحکہ انگیز تقریر ہے یہ تو ایسا کہنے کے برابر ہے کہ اس آیت۔ لانا حرم
علیک المیتہ و الدم و لحم الخنزیر سے سور کا گوشت تو حرام ہو گیا۔ مگر اس کا بول و براز حرام نہیں
ہوا۔ بدستور حلال رہا۔ اور تو آیات مطلقہ مذکورہ کو مقید بلفظ اضعا فامضا عفا کرنا جو صرف ایک

ایک جگہ بعض اظہار طریقہ درج جاوے ہیں کہ ان تک قرین عقل مسلم ہو سکتا ہو تا کہ
 نفس یا علی بن ابی طالب کے لفظوں میں تحریراً فرمادے کہ بالضرورت ہر لحاظ سے کہ ان تک
 دیانت کے مطابق ہو سکتا ہو بالاتفاق جمیع علماء و مفسرین کا ارشاد ہے کہ اصناف و مضامین عقیدہ
 مخصوصہ نہیں ہے بلکہ مذہبِ رسولِ قدیم عرب ہے۔ اور (الربوا) کے لغت۔ لام کو تخصیص کا کثرت
 جناب محقق ام نسرہ کا اجتہاد ذاتی ہے ورنہ تمام علماء و محدثین اس کو صحت کا کہتے ہیں جس سے
 تمام اقسام و انواع و اصناف و اشیاء و سود و ربا و احرام مطلق ہو گئے خواہ شخص واحد سے لین دین
 ہو یا کمپنی و جماعت و دوکان و بنک سے جب قدر و صورتیں سود کی زماہ جاہلیت و ابتداء اسلام
 سے اس وقت تک باشکال مختلف جاری ہوئیں۔ یا آئندہ کو بہ تبدیل صورت پیدا و رائج ہوں
 سب قطعی مسلم ہے۔ علاوہ اسکے آیت و ما اودعتم من ربا لہ واء کو بغور ملاحظہ فرمائیے کہ اس پر
 لام لغت۔ ہی سے نہیں ہے بلکہ جناب و الانعزلت و تخصیص کیونکر فرمائیں گے ضرور
 لکڑہ ہی تسلیم کرنا ہو گا۔ جو مفید تفسیر ہے۔ پس حرمت نفس و ربا و جمیع اقسام اضافیہ و موجودہ و مستقبلہ
 بطور واضح ثابت ہو گئی لاریب یہ معجزہ قرآن مجید ہے کہ جو مخالف لغت مفہوم شرع شریف کے مشابہ
 و لایکو بھی گنجائش نہیں رکھی۔ اور الفاظ و آیات۔ فلکم رؤس اموالکم۔ و ذروا بقی فی ظسرة
 الی میسرہ۔ و ان تصدوا خیرکم وغیرہ سے بھی صحت و صریح حرمت قطعہ ربا کی ثابت ہوتی ہے۔
 ورنہ اخذ سود اقل قلیل یا بلا و ندادوں کے جواز کا کتنا ثبوت و اشارتاً ضرور ارشاد ہوتا۔ ان آیات سے
 چلکت بھی ظاہر ہے کہ قرآن دینے سے ایک دوسرے کی باہمی امداد و امتنان واجب مان
 مقصود آہی ہے۔ جو لغت و محبت کا سبب و حسن معاشرت کا باعث ہے۔ اور سود لینے دینے
 میں عداوت و منافرت سخت متصور ہے۔ جو انجام کار موجب فتنہ و فساد عظیم کا ہوجاتا ہے اور
 یہ ہی سبب تہر و غضب الہی کا ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ جو شخص جس شان و نظم قرآن سے
 کچھ بھی واقف ہے اور تو اعد صریح خود ادب وغیرہ سے کچھ بھی مذاق صحیح رکھتا ہے وہ خود ہی سمجھ سکتا ہے
 کہ نشانہ الہی کیا ہے۔ خصوصاً قطعہ و صریح قرآنیہ و احادیث صحیحہ میں شبہات و خیالیہ و ادھار و بعید کا

پیدا کرنا حقیقت و غیرت اسلامی کے بالکل منافی ہو۔ صرف تقدیم و تاخیر ترتیب آیات پر بلا شرط دیگر علوم کسی مسئلہ کا انحصار اخذ نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس کا فیصلہ وقت نمبرہ اہل علم کامل پر چھوڑ دینا قرین عقل سلیم ہو۔ چونکہ ان کی نظر علمیہ وسیع تر ہو اور ہر مسئلہ کے متعلق احادیث و آیات قرآنیہ و آثار اصحابہ و اقوال فقہا باختلاف موطن استنباط و علوم رسمہ الیہ و فنون دقیقہ سب کچھ ان کے دل و دماغ منور میں موجود ہو۔ یہی لوگ اہل ذکر سے فرقان مجید میں جاتجا مرا دین یا حسین یہ اوصاف بتاھا یہ تقوا اخیشیت اتھی موجود ہوں وہ اب بھی مجاز اجتہاد ہو سکتا ہو۔ عدو سرا۔ جو علوم و فنیہ سے نا بلدو بے بہرہ محض امی و جاہل ہو۔ ان اگر کسی مسئلہ دینی میں واقعی شک و شبہ بقاعدہ و اصول علمیہ ہو تو تا اطمینان قلب ضرور دریافت کر لینا چاہیئے علماء اکرام کے فہم و ذکا پر مضحکہ نہ اڑائے نہ استہزا کرے۔ نہ اپنی عقل کو بغیر علم کے کسی مسئلہ میں دخل دے۔ خطا خواستہ اگر کوئی ہی شبہ کرنے پر آوے تو کوئی چیز بھی اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہ سکتی نہ کوئی جز و اصول علوم قدیمہ و جدیدہ سلسلہ سے قائم رہ سکتا ہو۔ جسطرح مشکلیں کا مذہب باطلہ ہو مثلاً زمین کا مدور ہو متحرک برد حرکت ہونا قطب زمین کا جو میں ہزار میل ہونا بلکہ تمام مسائل نظامیہ فلکیہ و شمسیہ وغیرہ درہم و برہم ہو جائیں گے جس کی اسوقت تعلیمیافتہ جدید کیمبرج لندن و جرمن سچید و لدادہ و شفیقہ نظر آتے ہیں۔ ان سے دریافت کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان کو اقوال ظنیہ و دہمیہ فلاسفہ یورپ پر کشفہ را بیان و ایقان و ضعف ہو کہ کسی خطرہ شک و شبہ کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر ان مردیان باصفا اور معتقدان بے ریا ندرایان یورپ سے دریافت کیا جائے کہ کبھی آپ نے بھی نظام اجرام فلکی کو رصد گاہ سے خود بھی تجر و معائنہ فرمایا ہو جواب ملے گا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کی کتابوں میں پڑھا ہو۔ پھر کہا جائے کہ کسی تعلیم یافتہ انگریزی نے کسی رصد گاہ پر ان کے دور بین وغیرہ آلات نو ایجاد سے نظام شمسی و فیزی کو دکھا ہو جواب یہی ہو گا کہ نہیں کبھی نہیں۔ بجز نقشہ کتابی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ چنانچہ اقوال سلاسلہ یورپ ظنیہ و دہمیہ قیاسیہ مختلفہ متنازع فیہ قدیم بطلمیوس و فیثاغورث پر یہ ایقان و ایمان کا

کا طوفان و طغیان کیوں ہو؟ حسین شک و شبہ کا خطرہ اور دوسرے بھی نہیں ہو سکتا وہ کیا
 ہو صرف حسن ظن و عقیدت مندی۔ اب ہم کہتے ہیں کہ پھر علماء اسلام کے ساتھ صلح مطلق
 رکھنا کیوں کفر و حرام ہو گیا جو اپنے مذہب اسلام کے بہ نفع جامع و کمال ہیں اس سے یہ
 میری غرض نہیں ہو کہ کورانہ تقلید علماء اسلام کی صرف حسن ظن پر کی جاوے۔ حاشا و کلام
 کورانہ کورانہ مرد و نرسہم ولا۔ بلکہ حق تحقیق و نتیجہ بقدر فہم و علم سب کو برابر حاصل ہو۔ مگر درجہ قابلیت
 و استعداد و مشطر ہونے یہ کہ باوصف ناقابلیت صرف اوہام و دوسوسہ باطلہ سے انصوص صریحہ
 و دلائل قطعیہ قرآن و حدیث کو متزلزل کرنے کی فکر میں لگے رہیں جو گو نہ شوخ چشتی دسو، ادبی
 اور خلافت و اب احتقان حق ہو پھر لطف یہ کہ اپنے خیالی خطرہ پر کوئی دلیل نہیں محبت نہیں
 اول آپ آیت و حدیث و لغت و ادب و قول فقہاء سے مفہوم و مصداق سود و زیادہ
 معلوم کیجیے۔ پھر بشرط قابلیت اول قرآن مجید و حدیث شریف میں بہ نیک نیتی غور کیجیے کہ
 بعدہ آثار صحت بہ و تابعین کا معائنہ کریں پھر بھی خدا نخواستہ تسکین خاطر عالی نہ تو کتب
 مستبرہ علماء و محققین کی طرف رجوع فرمائیے۔ انشاء اللہ خود بخود مفہوم و منشا آگہی آپ کے ذہن نشین
 ہو جائے گا اور شکوک و وہمہ دور ہو جائیں گے۔ اب سنو کہ ہر چیز کے فضل نسبیہ کو عینی
 قرض و ادا پر پراصل سے زیادہ لینے کو سود و ربا کہتے ہیں۔ اگر استیحا و جنس با وزن و پیمائش
 یعنی باعتبار ناپ تول کے کوئی چیز متحد الجنس عرفاً اور رہا ہو پس یہ قطعی حرام مطلق ہے۔
 خواہ قلیل ہو یا کثیر و نداد و ن۔ یا اس سے بھی کم و زیادہ۔ پس اسی کو ربا کہتے ہیں۔ فاجتنبو
 لوہا کم الصد من فضلہ۔ میں اسید کرتا ہوں کہ جناب محقق صاحب آیت ان الظن لا یغنی
 من الحق شیئاً۔ کو پیش نظر رکھ کر نظام کلمات و نشان ترکیب عبارت قرآن کو مکرر سمجھ کر
 بغور و خشوع قلب تلاوت کر کے اپنی عقل سلیم سے خود مستفتی ہونگے۔ تو انشاء اللہ یقیناً جواب
 پا دیں۔ اگر بواہر اجماع مطلقاً لو کان شقال ذرۃ۔ بشرطیکہ خوف رب جلیل و تہار و خشیت الہی
 بھی اس وقت دل نشین ہو۔ بعدہ اپنی رائے رزین سے مجھ کو بھی بدعا سے مغفرت و فراموشی

کہونکہ ان چند سطور سے مجھ کو بحث و مناظرہ مقصود نہیں ہے۔ محض اظہار حق مراد ہے۔ واللہ بیدری
من یثابہ الی صراط مستقیم۔ و اتوفیقی اللہ باللہ العلی العظیم والسلام علی من اتبع الهدی

التاس

جو واقعات تمہید وغیرہ میں درج ہیں وہ اپنے چشم دید ہیں۔ ان سے اظہار واقعات
حالت زمانہ مقصود ہے۔ نعوذ باللہ کسی کی ذات خاصہ پر حائر منظور نہیں۔ حاشا وکلا۔ کوئی باللہ شہید

بقام راسی بین ضلع مشرق ریاست بھوپال

یکم جنوری ۱۹۱۷ء مطابق ۳۳۳ھ

بقلم عبدالباقی غفرلہ سہسوانی مودودے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مزید تحقیق دیگر صورتوں اور وجہ بنک

کہا جاتا ہے کہ سود لین دین میں بڑے فقہ طر فین کا مشخص معین ہونا ضروری ہے چونکہ
بنک غیر مشخص ہے اس میں کوئی ذات خاص مشخص نہیں کی جاتی ہے، لہذا بنک سے سود کے لین دین
میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو قید وجہ مشخص معین کی فقہاء کی تفرکہ
برائے استقرار واجتہاد ہے کوئی نص مستکونی صراحت یا اشارہ نہیں ہے نہ کسی حدیث صحیح سے
روایا درایتاً ثابت ہے کہ معاملہ سود میں خصوصاً تعین و تخصیص فریقین ضروری ہے قرآن مجید احادیث
صحیحہ کثیرہ سے نفس ربیو اطلاق کی حرمت صحیح طور پر بلا خلاف احد سے ثابت ہے اور اس کے
خلاف پر سخت دشدید وعید آئی ہے۔ خواہ کوئی مشخص ہو یا نامشخص پھر اس لفظ نامشخص شروع
کو محکم حلت و حرمت بنا کر دلیل قاطعہ دربان ساطع کچھ کر حجت کرنا سراسر خلاف حدیث کلامی
و حلاوت ایانی ہے کہ لصوص دا ضخہ قرآنہ سے چشم پوشی کر لی جائے اور غیر تعلق لفظ سے بحث
کی جائے۔ بلکہ ذرا یانی کا اقتضا تو یہ ہے کہ جب لفظ ربیو صادق آتا ہو یا اُس کا کچھ بھی شبہ نہ ہو تو
اُس سے احتراز کرنا واجب سمجھے اور دور بھاگے۔ رہا لفظ مشخص، سو مشخص بنیہ تو سود کیا کوئی بھی کام
دنیا کا چل ہی نہیں سکتا۔ یہ تو محال ہے۔ پھر سود کی ہی کیا خصوصیت ہے مشخص کے معنی بنیہ
نفت و محاورہ ذات معین و شے معین کے ہیں۔ کہ اُس کی طرف اشارہ کرنا صحیح ہو اور دوسری
سے ممیز ہو جاوے۔ عام ہی اس سے کہ یہ شار الیہ مشخص بذات واحدہ کوئی شخص یا شے
خاص معین و مشخص ہو۔ خواہ کپنی مجموعہ جماعت ہو۔ پس ہر صورت میں بنک کا معین
و مشخص ہونا ضروری لازم آیا کیونکہ وہ شار الیہ صحیح طور سے ہو سکتا ہے اور ہر ایک بنک دوسرے

بنک سے ممتاز و تمیز ہوتا ہے مثلاً سود و سپہ سود پر لینے والی ایک کمپنی ہر اور دینے والی دوسری کمپنی و جماعت ہر یا شخص واحد ہر۔ اب یہ فریقین شخص ہوتے یا نہیں، اگر شخص ہیں تو دعاً حاصل اور آپ کے ہی قول کے مطابق سود کا لینا دینا حرام ٹھہرا۔ اگر غیر معین دنا شخص ہیں تو سود کیا کوئی معاملہ بھی غیر شخص سے اس میں نیامین کرنا عقل سلیمانانی تو کسی طرح تجویز نہیں کر سکتی مثلاً زید عمر و کر نے باتفاق باہمی کچھ روپیہ جمع کر کے ایک جگہ تجارت قائم کی یا بنک قائم کیا اور خالد کو بعض تنخواہ یا قدرے منافع کے اس کا و مدد افراسو و منجھو مقرر کر دیا کہ لین دین و تجارت کرے اور حساب حضات رکھے۔ اب کمپنی و جماعت شخص و موجودی خارج تو ضرور ہوتی اور اس کا قائم کردہ تجارتی کام بھی شخص ہوا۔ کیونکہ ہر ایک چیز و فرد افراد اس کا معین شخص موجودی خارج ہی توکل بھی معین شخص خارج میں ضرور ہوا پس کوئی وجہ نہیں کہ اس کا کل معین و شخص نہ ہو۔ خواہ بالیقہ یا بالفصل یا فی الذہن یا فی الخارج اجزائے تعین باعتبار جماعت کے عین مجموع و جماعت کے تعین و تشخیص ہر جسکو کمپنی و جماعت کہتے ہیں۔ ورنہ امر محال لازم آتا ہو کہ افراد و اجزائے جماعت جماعت موجود و معین ہوں اور جماعت غیر معین دنا شخص ہو مثلاً ایک دیوار بہت سے خشت و سنگ سے یا ایک کتاب متعدد اوراق موجودہ شخص سے مرتبہ تیار کی گئی تو باوجود وجودگی و تشخیص خشت و سنگ اوراق کے کون کہہ سکتا ہے کہ دیوار و کتاب موجود و شخص نہیں جس کے اجزاء موجود و شخص اس کا کل بھی ضرور شخص و موجود ہو گا۔ اب کہتے ہیں کہ یہ مجموعہ چند طلباء و مدرسین حاضر فی البدیہہ کو کون کہہ سکتا ہے کہ مدرسہ غیر شخص و معین ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ اگر مدرسہ شخصہ موجودہ کا کل مجموعہ غیر معین دنا شخص و معدوم ہو جو بالمدایت باطل ہے پس لالہ مینہ بالا و امثلہ مذکورہ سے بنک کا شخص و معین ہونا بطور قطعی و غریب ثابت ہو گیا تو سود کا لینا دینا بھی آپ ہی کے قاعدے مقررہ پر بوضاحت حرام ثابت ہو گیا اور اگر خدا خواستہ آپ ہی بنک غیر شخص ہی رہا۔ تو منجھو بنک کس یا شخص کا ملازم ہو کہ شخص کو حساب دیگا۔ اور کس یا شخص سے ابتدا میں روپیہ لیکر کسی بنک غیر شخص میں جمع کیا اور کس یا شخص کو منافع دیگا اور کون کس غیر شخص

سے متضرر لیگا یا معاملہ کرے گا اور کس شخص کو اصل سود واپس دلگا۔ کیونکہ بینک تو
 غیر تعین ونا شخص چیز خیالی بلکہ دینی کا نام ہے۔ اور خیالی وہ بھی غیر شرعی ہے معاملہ کرنا خود ہم
 و خیال ہوا جسکو واقع سے کچھ تعلق دلگا نہیں ورنہ محال عقلی و امکانی نہ بھی خیال رہے
 اگر غیر مشخص کسی کا ہو نامرادت و ہم معنی سود و منافع کے ہو کیونکہ موجود امکانی کو شخص و نسبت
 لازم ہے۔ بفرض محال اگر زید نے بینک نام شخص سے سودی روپیہ متضرر لیا اور پھر ادا کر کیا تو اب
 بینک نام شخص زید پر عدالت میں نالش کیونکر کرے گا۔ بینک تو نام شخص و غیر معین ہے غیر مشخص کی فطرت
 بھی نام شخص رہی کیونکہ غیر معین کا استغناء قانوناً ششہا عقلاً رسماً قابل سماعت ہرگز نہیں ہو سکتا
 استغناء و دعویٰ بھی لامحالہ نام شخص ہونا لازم ہے۔ اُس کے لیے عدالت و حاکم کی نام شخص ہونا چاہیے
 تاکہ فلسفہ جنسیت عدالتی قائم رہے۔ اگر کہا جائے کہ بیچ کر گیا تو تیسے فاسد علی الفاسطہ نام آئی ہو
 کیونکہ وہ خود بینک غیر مشخص کا لازم و بیچ نام شخص ہوا جو سراج البطلان ہرمان ایک سونٹھالی یہ
 کہ سکتا ہے کہ تحقیق مفہوم نفس بینک افراد خود سے جدا ہو کر موجود و مشخص فی الخایج نہیں پایا جاتا مثال
 یوں سمجھو کہ جسطرح مفہوم کلیات ہمیشہ اپنی جزئیات و منسلکات میں پائے جاتے ہیں نہ اپنے منسلکات
 سے جدا ہو کر پس پیش و صو کا ہو کیونکہ بینک اور اسکے اشخاص شرکاء میں نسبت کل و جز ہر نہ کلی
 و جزئی کی نسبت کیونکہ بینک مجموعہ ہوا کہ کسی شخص واحد پر صادق نہیں آتا نیز مفہوم کل انسان اپنی
 جزئیات و افراد و خاندین پایا جاتا ہے نہ جدا گانہ اگر افراد معدوم ہو جائیں تو کل انسان بھی ختم
 معدوم فی الخایج و فنا ہو جاوے گا۔ اور ان کے وجود سے موجود ہو گا۔ کلیات و مفہوم حیات و موت
 فنی و غیر فنی الخایج و مشخص ہیں۔ نام شخص و غیر معین نہیں ہیں۔ سبطح بینک بھی موجود و مشخص
 مفہوم ہے نہ غیر مشخص۔ اب بینک بالضرر موجود و مشخص فی الخایج ٹھہرے تو جب آپ کے قاعدہ بینک
 سود بھی حرام ہو گیا۔ ہو مرادنا۔ اگر غور کیا جائے تو غالباً کسی جگہ سے اس وقت
 ہمارے بعض معتمد علماء کرام ہند و مسر وغیرہ کو منالطم ہو گیا کہ مفہوم بینک کو غیر موجود و نام شخص خایج از
 افراد سمجھ کر سود و بالین دین بینک سے جائز تسلیم کر دیا۔ اور جو غرض نفس ہر اشخاص کو
 موقع کٹ جیتی کا ہاتھ آگیا اور مفہوم بینک مستطاعین افراد کو صرف سود و فی الربہ کو غیر مشخص قرار دیا

اس کا خیال نہ فرمایا کہ جنہوں کو کلیہ مستبط موجود فی الذہن ہو گا اس کا بھی موجود و شخص نہ ہو سکتا
ہو کہ نہ غیر تعین و نام شخص شی نہ ہو جو در فی الذہن ہو سکتی ہو نہ موجود فی الخارج علاوہ ہر بنک
کی کھلی مثال ایسی ہے جسطرح ساہوکاروں و مہاجروں کی دوکان کے نام قدیم سے ہندوستان میں
ہو آ کر تے ہیں کہ دونین شریک بنک کے نام سے دوکان کا نام رکھا جاتا ہے جیسے نند کشور فتح چند
ایک دوکان کا نام ہے اور گول داس گوپال داس دوسرے کا نام ہوا اس کو اہل یورپ نے
زیادہ تر ترقی یافتہ دیکر بجائے دو شریک کے بہت سے شریک جمع کیے اور کثرت روپیہ جمع کیا
اور اسی کا نام بنک رکھا جسکے ذریعہ سے تجارت و دولت کو بہت کچھ ترقی دی تاکہ بنک کی اعظم
سلطنت میں گیا پس اگر دوکان مشترکہ مہاجران سے سو لینا جاتا ہے تو بنک گھر سے بھی سو جاتا
ہو سکتا ہے کہ دونین بجز قلع و کثرت شرکا اور دولت کے کیا فرق ہے لطف یہ کہ جو صحابہ
سود کا لین دین بنک سے جانتے فرماتے ہیں وہی اصحاب دوکان مشترکہ مہاجران سے باہر نام طعی
کہتے ہیں حالانکہ لفظاً و معنایاً دونین میں کچھ فرق نہیں ہے اگر بنک غیر شخص ہے تو دوکان مشترکہ
مہاجران بھی طعی نام شخص ہونا چاہیئے بالفرق بنیاد و نہ ترجیح بلا مرجح لازم انگلی اگر بغور تبادل
دیکھا جائے تو طعی و غیر مشترک دوکان مہاجنی و بنک اہل ہند و یورپ نے اسلام ہی سے
سیکھا ہے عیسائی اسلام میں عمدہ طریق تجارت کا مضاربت ہے کہ متعدد آدمی روپیہ جمع کر کے بشیرہ باہمی
تجارت کریں اور نفع و نقصان میں بقدر حصص مساوی طور پر شریک رہیں اور دولت و منہر
حاصل کر کے ملک و قوم کو نفع پہونچائیں پس اسی کو دوکان مشترکہ مہاجنی کہو یا بنک کہو یا تجارت
مضاربت سے تعبیر کرو۔ صرف منسرق اتنا ہے کہ مضاربت میں ایک جماعت کی محنت و ریاضت
دوسری کی مستم نقد دولت ہوتی ہے آئین کچھ ترمیم کر دی اور بنک نام رکھ دیا۔ اصل اخذ وہی مضاربت
ہے صرف زبان و لغت و رسم ملکی کا فرق ہے ورنہ بلا تفریق و مصداق و مفہوم سب ایک ہی ہے دوکان
مشترکہ مہاجنی و مضاربت کو کسی نے بھی غیر شخص نہیں لکھا۔ بھر بنک میں کیا حدت ہے جو نام شخص
ہو گیا۔ باللفظ و اسم بنک لغت انگریزی کے لفظ میں غیر شخصیت کا جزو و لا ینفک لازم و ملزوم ہے

حالانکہ اس عالم اسکانی ثانی میں کسی کا شخصیت سے جدا ہو کر موجود ہونا محال قطعی ہے مگر موجود
فی الخالق یا فی الذہن تو ہوا در شخص نہو حتی کہ خیال و خواب میں بھی جو چیز ہوگی وہ بھی شخص و
مستقیم ضرور ہوگی۔ چہ جائیکہ دنیا میں موجود ہوا در شخص نہ ہو۔ العجب ثم العجب پس ہر مسلمان کو
مناسب ہے کہ اس کو دھوکا شیطانی و فسانہ ان النفس الامارة بالسوء سمجھ کر خدا سے تمنا سے
ڈرے اور پناہ مانگتا رہے۔ نہ کہ مبادرت و جرات کرے جو سر سر خلافت حمیت اسلامی و صلاحیت

ایمانی بھی ہو اور مخالفت و نفوذ میں صریحہ ذراں مجید و احادیث صحیحہ کثیرہ ہو۔ دگر نہ فاذنوا بحوب من اسد
و رسولہ لئلا یترکوا دستہ ہو جائے۔ لغو ذباہد من غضب اللہ اور فقہانے جو قید شخص کی لگائی نہ ہو
وہ مبنی بر اوقات و دینوی ہو۔ اس کو نفس مسئلہ صحت و حرمت سود میں کچھ بھی دخل نہیں ہو اس کو
قید اتفاقی و بیانیہ کہتے ہیں۔ اگر بنگا نامشخص ہو تو نام کس نام شخص شے کا رکھا گیا جزا ممکن و محال
ہو۔ بصورت تسلیم تو اب اسم خاص رکھنے سے وہ نام شخص ہی خود بخود شخص ہو گیا کہ چونکہ اسم
نام خود بذاتہ تمیز ہے کہ اپنے اسمی کو دوسری چیز سے جدا کر دیتا ہو اور ہر ایک بنگ کا نام
جدا جدا کیون رکھا گیا صرف اسی واسطے کہ ایک بنگ دوسرے سے جدا و تمیز و شخص
ہو سکے ورنہ ہر سب عالم کون و نسا دلا شے محض ہو جاوے گا۔ نظام عالم قائم نہ رہے گا جیسے بنگا بنگ
الہ آباد بنگ مسیح بنگ۔ امریکہ بنگ وغیرہ یہ سب باہم تمیز و جدا جدا ہیں۔ کیون ہیں صرف
شخص و اسم سے۔ عالم کائنات میں جو کچھ تمیز ایک کو دوسرے سے ہے اس کا دار و مدار شخصیت
ہی پر ہے۔ یا نام پر۔ اگر شخصیت یا نام خاص نہ ہو تو نام عالم کا قائم نہ ہو نظر آئے اور تو اور میں کا بھی
فرق نہ ملے گا۔

تعب ہے کہ بنگا جو فی الخالق موجود ہے ضرور ہے اور شخص نہیں یہ وہ عجیب فلسفہ ہے کہ اسلامطون
و اسطو کو بھی نہ سمجھا۔ اور نہ یورپ میں دارون و میکن کو ملا۔ لغو ذباہد من سود فقہنا لغو ذباہد۔
منجھہ دیگر وجہ حلت ربا کے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا مقولہ تھا کہ آنحضرت ﷺ
وفات پا گئے ہم حقیقت ربا پوری طرح دریافت نہ کرنے پائے۔ پس اس سے اہل غرض بعض اقسام

ریوا جائز ثابت کرتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس مقولہ عدم تحقیق سے جواز دیا کیونکہ ثابت ہوا
 کیا لفظ حقیقت سے مراد سود و بنک کی حلت ہو تو آپ داعی خوب سمجھے یہ تو غور فرمائیے کہ کسی کے
 عدم علم و جبل حقیقت سی اہل شے پر کیا اثر پڑ سکتا ہو ان کو اگر علم حقیقت نہ ہو تو حلت و حرمت سو
 میں کیا اثر پڑا۔ آپ کو تیمم غسل جنابت نہیں معلوم تھا کہ کیونکر ہو لہذا آپ تیمم غسل جنابت پر نام
 زمین پر دھوٹے تھے تا آنکہ تمام بدن مبارک خاک آلود ہو جاتا کیا اس سے حکم تیمم غسل میں جو غسل تیمم
 و وضو پر کچھ فرق پیدا ہو جاتا ہو ہرگز نہیں بہتے صحابہ کرام بعض مسائل سے ناواقف تھے اور حضرت
 عمرؓ بھی پس اس سے حلت سود کیسے ثابت ہوتی ہو یا عجبا ہذا من خرافات بعض اہل الراس
 کتب فی بعض تفسیر البندیتہ تکلیف حال اتباع یا حشر یا حشر تا بعض حضرات فرمایا کرتے ہیں کہ مذہب
 حنفی میں دار الحرب سے سود لینا جائز ہو۔ لہذا ہندوستان میں سود کا لین دین جائز ہو۔ مگر یہ بھی
 ان کی غلط فہمی ہو کیونکہ اول تو ہندوستان اکثر علماء کے نزدیک دار الحرب نہیں ہو قدرے نلیل عا
 غیر ملکی کا بلکہ دغیرہ دار الحرب کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ اکثر محققین ملا خفیہؒ کا بھی بالاتفاق یہی عقیدہ ہے
 کیونکہ سود مطلقاً قطعی حرام ہو۔ دارالاسلام و دار الحرب و کافر و مسلم کا کچھ بھی فرق آیات قرآنیہ احادیث
 صحیحہ و آثار صحابہ سے ثابت نہیں ہو سود فی نفسہ ناپاک و حرام ہو جس جگہ سود ہوگا حرام ہی ہوگا
 دیکھو سورہ دکتا بلا قید مقام و شخص ہر جگہ نجس و حرام ہو۔ اسی طرح سود بھی قطعی حرام مطلق ہو بلا قید
 جگہ و مذہب و قوم کے مگر بعض علماء نے حالات افلاس مسلمانان دارالاسلام پر بحث کرتے ہوئے
 بمصالح و قسری محض اپنی رائے و قیاس سے بلا دلیل شرعی بمصالح بعض حالات افلاس یہ لکھ دیا ہے کہ

لے اصل مسئلہ یہ کہ شرائط دار الحرب امام عظیمؒ کے نزدیک سخت ہیں جن کا وجود اجتماعی طور پر ضروری ہو اور جواز سود
 دار الحرب میں صرف امام کی رائے ہو پر یہ بھی غیر قوی مکن ہے صاحبین غیرہ و دیگر ائمہ شرائط دار الحرب جواز سود میں امام صاحب سے
 اختلاف لکھتے ہیں پس ہندوستان مصر وغیرہ برائے قول اول دار الحرب نہیں لہذا سود بھی یہاں جائز نہیں اور
 برائے مذہب دیگر ائمہ بعض کے نزدیک دار الحرب ہو مگر دار الحرب میں سود کا جواز منع ہے ہر حال جواز سود کی
 کوئی مشکل متحقق نہیں خاتم ۱۲

کفار دارالحرب سے مسلمانان دارالاسلام کو وقت اشد ضرورت تہیہ سامان غزوات
 و امداد و غربا مسلمانان وغیرہ کے سود کا لین دین لائق چشم پوشی ہو جس طرح تین دن کے فائدہ و
 مسلم مضطر کو کٹا و سوز وغیرہ حرام بھی بقدر تسکین قابل عفو ہو جاتا ہو۔ غالباً اس میں یہ ہی نیت
 بخیر ہوگی کہ دارالاسلام میں بصورت عدم امکان تجارت وغیرہ کے سود ہی کے ذریعہ سے
 دولت آکر مسلمانوں کے کام آوے۔ ہر چند کہ یہ رائے بھی مغفی بہ تہمین ہو مگر یہ جواز بھی اُسی
 صورت میں ہوگا کہ سود لینے والا باشندہ و مقیم دارالاسلام ہو تاکہ روپیہ و غلہ کفار سے دارالاسلام
 میں پہنچے۔ ورنہ جس حالات میں گیرندہ سود دیا یا باشندہ و مقیم دارالحرب میں ہو۔ اور دولت
 و روپیہ وہیں جمع و خرچ کرے اور سود لینے میں مسلم و کافر کا فرق نہ کرے۔ نہ اس سود سے مسلمانان
 دارالاسلام کو کچھ امداد و نفع پہنچے۔ بلکہ اس سے سود لینے والے کو اپنا متع ذاتی و فردانی دولت
 مقصود ہو۔ تو ایسی صورت میں مثل دیگر ائمہ مذاہب کے بالاتفاق تطمی حرام مطلق ہو۔ بلا خلاف
 اور جو لوگ اس حیلہ سے ہندوستان کو دارالحرب کہہ کر روپیہ و غلہ وغیرہ سود کا لیتے ہیں۔ اور
 دارالحرب ہندوستان ہی میں قیام کر کے جمع و خرچ کرتے ہیں تو یہ سرسراں کی نفسیستی
 کی دلیل ہو۔ نہ مذہب کی پابندی کی سبیل یہ ہی منشاء عالمگیری و طحاوی و شامی وغیرہ کا۔
 بعض ذہنی عقل اصحاب دنیا جو بظاہر نفس سود کو مطلق حرام کہتے ہیں اور بزم خود سود سے
 احتراز منہ پرانے ہیں مگر وہ بھی سود میں مبتلا ہیں۔ بالبت قومی بخلوں۔ یعنی بہت سے زمیندار
 ہند اپنے اسامیان دیہات سے زربقیا دین دین وغیرہ کی دستاویز لکھا لیتے ہیں اور نفرض
 تخلیف و دباؤ لفظ سود بھی لکھا لیتے ہیں۔ گو اُس وقت اُن کے ذہن میں اخذ سود کا خیال
 بھی نہیں گذرتا ہوگا لیکن جب یہ معاملہ باہمی صورت نزاع پا کر عدالت تک پہنچتا ہو تو
 عدالت میں بھی دعویٰ مع سود کے دائر کیا جاتا ہو بعدہ جب ڈگری سڈی حاصل ہوگی

۱۷ حدیث جس سے مسئلہ مستطابہ اراہین المسلم و اعرابی بمجلہ موضوعات ہو جیسا حاشیہ ہا یہ مولا محمد

عبدملیٰ فرنگی علی نے تحقیق لکھی ہے ۱۲

تو وصولی اصل مال کی مع دو سو دے گئی ہوتی ہے اب روپیہ سود وصول شدہ جو داخل حبیب
 و خزانہ ہو چکا واپس لے لیا کا رے دار و دل فولادی بایر کا مضمون ہو جاتا ہے اب نفس امارہ
 حیلہ جو وہ خود عدم واپسی نہ سودی کے لیے یہاں نہ دھونڈھتا ہے کبھی کہتا ہے کہ وہ فریق پر معاملہ
 دے دے ایمان ہو اس کو ہرگز سودی روپیہ واپس دینا چاہیے کبھی سوچتا ہے کہ ہمارا خرچہ الانی مقدم
 سوائے صرف ضابطہ قانونی اسٹامپ و طلبانہ وغیرہ کے اداے حقوق المکاران یعنی رشوت وغیرہ
 کے زیادہ بڑا سود بھی اسی روپیہ سودی سے منہا و بجز کرنا ضروری ہے علاوہ برین یہ خیال پیدا
 ہوتا ہے کہ ہم نے جو غور و فکر مقدمین کی ہے اس کا معاوضہ و بدلہ یہی ہم کو حاصل ہونا چاہیے
 وغیرہ وغیرہ غرض کہ کل در سود مینا کر یا مضمون ہو جاتا ہے اور اپنے نسبت خیال دہی پاکبازی
 و پاکدامنی کا ذہن میں چارہ ہوتا ہے اور بے تکلف ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سود نہیں سلیتے
 سود لانا مثلاً قطعی حرام ہے۔ وقت فمائش فرماتے ہیں کہ اپنے حقوق واجب کالینا ہر حال
 جائز بلکہ ضروری ہے جس طرح بھی ممکن ہو سکے وصول کرے بعض اقوال فقہاء آثار صحابہ و
 حدیث سے بہ تبدیلی مفہوم و معنی دور از کار محبت کرتے ہیں اس وقت ایسے ہی لوگوں کے
 لیے یہ آیت صادق آتی ہے مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ بَيْنِ عَيْنٍ مَوْضِعٍ جَوْهَرٍ وَ نَصَارَى کے حق میں نازل ہوئی
 تھی۔ سو آپ سن لو اور خوب سمجھ لو کہ یہ سب مکالمہ شیطانی نفس امارہ کے ہیں۔ یاد رکھو
 کہ یہ قطعی برہی سود ہے اس سے ہر مسلم و مومن کو قطعاً اجتناب و پرہیز کرنا واجب ہے ورنہ
مَنْ ذَلَّكَ سَبَّحَ مِنَ الدَّوْءِ رَسُوْلُهُ کے واسطے مستعد ہو جاؤ۔ تَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْغَشَبِ الْعَدُوِّ
 تعوذ اکاملاً

قصہ حضرت داؤد علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق ہو تو جائیے میں کیا ہوں قیس کیا
ہوں تو لکھا ہوا ہے سب ہی کچھ کتاب میں

مولانا شبلی صاحب مرحوم نے کتاب مقالات شبلی عظیمہ مطبوعہ مقبول پریس دہلی میں بزرگ خیر امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا ہے کہ علامہ موصوف نے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ التحیۃ والسلام کے قصہ مشہورہ میں عورت منکوحہ اور یا پر عاشق ہونا اور اویا سردار فوج کا جنگ میں بھیجنا اور اسی جنگ میں مارا جانا۔ پھر اسکی بیوہ سے عقد نکاح کرنا۔ پھر دو فرشتوں کا بہیکر انسانی بہ حیلہ تصنیف نزاع مصنوعی باہمی حضرت داؤد کے پاس آنا۔ اور اسی قصہ سے حضرت داؤد کا اپنی لغزش بشری سے متنبہ ہو کر خدا سے خود دل سے توبہ کرنی کو غلط لکھا ہے بلکہ ان کے نزدیک دو فوج آدمی ابن آدم تھے نہ کفر مشتبہ۔ نہ زنیہ زانی علی القرآن لازم آتی ہے اور ان میں حقیقت نزاع باہمی واقع تھا۔ اور واقع میں فیصلہ ہی چاہتے تھے۔ اور اس قسم کے واقعات کا حضرت انبیاء علیہم السلام کی جانب منسوب کرنا سچے ادبی ہجو ہے۔

میں بہ ادب عرض کرتا ہوں کہ ہر چند میں اس قابل نہیں ہوں کہ حضرت امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم سچہ متقی امام الامۃ ظاہری کے مقابل اگر کچھ عرض کر سکوں۔ مگر احقان حق میں چشم پوشی کرنا خود سنگین جرم ہے۔ اور یہ ام بھی بمصدق شعر و ادب کتاب ہذا اصل صحیح اور درست ہے۔

کس نذر داذ حقیقت آگئی
حرفار اندر با عقل سخی

لہذا اپنی حد فہم کے مطابق بما العینی ربی۔ امر حق کا ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ

۱۔ آپ کا اسم گرامی امام ابو محمد علی ابن احمد مسرت یا بن حزم ظاہری صنف کتاب الملل و الملح

مطبوعہ مصر المتونی ۱۳۵۶ ہجری ۱۹۳۷ء

اس قصہ کا تعلق پارہ ۲۳-۲۴ والی لاء عبد الذی رسولہ ص۔ رکوع ۲ سے ہے۔ آیت کریمہ یہ ہے۔
 وھل اناک نبو الخضم اذ تسور المحراب ۵ اذ دخلوا علی داود ففزع منهم قالوا لا تمنع
 خصمنا فی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واهلنا الی سوا الصراط
 ان ھذا الخ لھ تسع وتسعون فجعلنا نھجۃ فیما ینفعل الفلینا وعرّتی فی الخطاب ۶ قال لقد
 ظلمت بسؤال نعجتک الی نعاجہ وان کثیرا من الخاطا ۷ لیبغ بعضہم علی بعض الا
 للذین امنوا وعلوا الصلوات وقلیل ما ھم ووطن داود انما قلنتہ فاستغفر
 ربہ وخورا کعا وانا ب ۵

اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن حزمؒ کو یہ خیال غالباً صرف لمجا نا کمال ادب بقایت
 اخلاص نسبت ذات مقدسہ انبیا علیہم السلام کے پیدا ہوا اور نہ الفاظ و سیاق و سباق عبارت
 و سلسلہ حسن بیان قرآن مجید کا بھی منشا اظہار دیا ہے جو کہ قصہ شہوہ کی ضرورت کچھ اصلیت ہے۔
 بے بنیاد نہیں ہے۔ اور ملائکہ متین نصیبین یہ کہنا نا حکم بیننا بالحق اور پھر مکرر کننا نا تشطط داہرنا
 نہ کرتا کہید کرنا اشارہ لطیفہ جانب تنبیہ حضرت کے ہو ورنہ عدل انصاف تو ان کا سب پر
 ظاہر تھا پھر مکرر عدل کی استدعا کی کیا ضرورت تھی سوائے تنبیہ کے اور کیا نتیجہ ہو سکتا
 ہے۔ ورنہ الفاظ قرآنیہ۔ اذ تسور المحراب ففزع منهم۔ قالوا لا تمنع۔ واهلنا الی سوا الصراط۔

فاستغفر ربہ۔ وخورا کعا وانا ب نفقنا لہ ذلک۔ وغیرہ کے کیا معنی ہوں گے جو انہی پر دلیل
 لغرض شہری و واقعہ قریبہ کے بصراحت تھی۔ ہر چند کہ وہ خطرہ قلیبیہ ہی کیوں نہ ہو کہ تب
 معبرہ۔ سیر و اکثر تفاسیر مشہورہ و مقبولہ میں حقیقت قصہ یون لکھی ہے کہ ایک دن آپؐ سیر کرتے
 ہوئے بجا و چشم شاہی شہر میں داخل ہوئے۔ لوگ جوق جوق تماشہ کے شوق میں راستوں پر
 کھڑے تھے عورت اور بیا بھی بعد غسل کمال جامہ زیبی و دل فریبی اپنے گھر کی چھت پر کھڑی
 تماشہ دیکھ رہی تھی۔ کہ حضرت داؤدؑ کی نظر اتفاقیہ طور پر اسکے چہرہ حسن فریب پر جا پڑی۔ وہ
 حسن گلو سوز بافتضار بشری آپ کو بھی بھلا معلوم ہوا۔ اور آپ متاثر ہوئے۔ پس یہ ہی خطرہ قلبی

جو بعد کو دفع بھی ہو گیا۔ اور اسی پر مواخذہ کر کے ذریعہ ملا کہ متنبہ کیے گئے کیونکہ سع نزدیکیان ادا
پیش بود حیرانی، مقولہ ہو۔ زمان بعد حضرت نے نہ کوئی تبریر سرائی کہ وہ عورت اپنے
خاوند سے جدا ہو کر آپ کے عقد میں بطریق جائز آجائے نہ اس کے متعلق کوئی خیال معاذ اللہ پیدا ہو۔
اس کے بعد بھی عودہ مدت مزید تک اپنے خاوند اور یا کے پاس بدستور رہی۔ حسن اتفاق سے
اور یا اپنی فوج لیکر کسی ہم سلطنت پر گیا اور معرکہ جنگ میں اتفاقاً کہاں شجاعت کام آیا۔
اسکی بیوہ کو بعد مدت عقد ثانی کی ضرورت خود محسوس ہوئی۔ تب حضرتؑ نے یہ نظر اسخان
عقد شرعی کر لیا بعض نے لکھا ہے کہ اور یا کی منکوحہ نہ تھی بلکہ مخطوبہ تھی کہ آپ نے عقد
نکاح کر لیا۔ یہی وجہ عتاب ہو اسی عورت کے لطف سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے
کما فی تفسیر فتح القدیر بعض نے کہا کہ یہ عورت پیڑ سے بیوہ ہو چکی تھی جسکے جمال سے آپ
متاثر ہوئے تھے اور نکاح کر لیا۔ اس پر آپ کو چشم نائی ہوئی کہ آپ نے ناناوے بیویوں پر صبر
وقصر نہیں کیا۔ کما فی تفسیر جامع البیان۔ پس اس واقعہ مذکور سے کون سی بات خلافت
شان نبوت و تقویٰ و سوراۃ کبیری پائی جاتی ہے کہ جس سے خواہ مخواہ انکار کرنا ضروری ہوا حالانکہ
ہیں خیال امام محمد الحق دامام ابن ابی اسے وغیرہا کا بصحت قصہ ہو اور اہبت سے مفسرین
محققین کا بھی ایسا ہی خیال ہو اور ایک جماعت کثیر تابعین محدثین بھی اسی طرف ہیں۔
کما فی تفسیر البیہر اور امام ترمذیؒ نے فوائد الاصول میں اس قصہ کی تائید میں احادیث کشمیرہ
درج کیے ہیں۔ ابن جریر اور ابن حاتم بھی عن انس مرفوعاً ادا دی ہیں۔ ابن جریر نے دوسرے طریق
پر بھی اسکو روایت کیا ہے اور جماعت محدثین کا اس روایت کا لینا ثابت ہے کہ صبیحہ کہ تفسیر
فتح البیان مطبوعہ مصر میں ہے کسی حدیث کے ضعیف کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث
فی نفسہ لفظاً و معنیاً ضعیف ہے قابل استناد بالکل نہیں ہے بلکہ کہیں ضعیف سے یہ مراد ہے کہ
استاد و الفاظ حدیث مطابق شرائط صاحب جامع کتاب نہیں ہیں۔ کہیں یہ مراد ہے کہ سلسلہ روایت
غیر مسلسل و نامرابط ہو یا رادی ہو جوہر شکوک و اہام وغیرہ قابل اسناد نہیں ہے وغیرہ اس سے

اہل فہم حدیث شریف کا غیر صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ مقولہ شریف بعضہا لبعض احادیث ضعیفہ کے ہی لیے بولا جاتا ہو۔ قد برہان آیات صریح الدلالة و حدیث مرفوع صحیح کے مقابلہ میں بشرط مخالفت مضمون حدیث ضعیف پیش نہیں کی جاسکتی۔ نہ قابل حجت ہو سکتی ہر قصص قرآنیہ و استحباب و سنن و مناقب و غیرہ میں ایسے احادیث ضعیفہ سے بھی بالاتفاق استنباط جائز بلکہ افضل ہے۔ الغرض چونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ احادیث تو ضعیف و مضطرب یا موضوع ہیں مگر معنی صحیح ہیں کیونکہ دوسرے احادیث صحیحہ کے ہم معنی ہے۔ یہاں یہ مسئلہ تو آیات قرآنیہ کے مطابق ہو رہا ہے۔ اور احادیث ضعیفہ کثیرہ کے بھی موافق و مؤید ایک دوسرے کی ہیں۔ اب تو بدرجہ اولیٰ و افضل صحیح المعنی تسلیم کرنا پڑیگا کہ لا ینفی علی اہل الحدیث۔ بلکہ جماعت کثیرہ نے ان احادیث کو بھی فسر و تفسیر صحیح تسلیم کیا ہے و نیز نفس کثرت طرق و تواثر احادیث ضعیفہ کو مکمل صحیح بنا دیا ہے۔ بقولہ سلم شریف بعضہا لبعض کہا ذکرناہ آنفا۔ الغرض چونکہ انبیاء سے بوجہ علو درجہ و تقرب الی اللہ خدا فراموشی بات پر براخذہ کیا جاتا ہے۔ بوجہ مقولہ ہر کہ نزدیک ترست پر نشان ترست۔ حتیٰ کہ اُن کے خیال و خطرہ پر بھی دار و گیر ہو جاتی ہے۔ جس سے تمام قرآن مجید و کتب حدیث لبر و ملو ہیں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو خطرہ قلبیہ بے عمل پر نہ دیکھ ملاکہ تنبیہ فرمادی گئی تو اس میں کیا محذور غلات شان نبوت لازم آتا ہے۔ یا کیا گستاخی و سوء ادبی پیدا ہوتی ہے۔ سورہ یوسف میں یہ آیت پڑھو اور غور کرو۔ و لقد علمت ہر وہم بہا۔ یہاں قصد و ارادہ یہی ہو گیا تھا جو اخلاق خطرہ ہے۔ آگے فرمایا۔ و ما بری نفسی ان النفس لا اراہ بالسوء ایک جگہ ارشاد ہے۔ فعیس آدم ربہ نفوی و دجہک ضالاً فہدی۔ یہاں بھی سوء ادبی کا محاط ضروری ہو تو کیا معنی ہونگے۔ اسی قسم کے بہت سے آیات موجود ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ بصورت تسلیم صحت قسمہ کوئی سوء ادبی نہیں ہے۔ الغرض اگر اچھی صورت کو اچھا جاننا کوئی جرم سنگین ناقابل معافی یا گستاخی سمجھ کر مخطوطی و برکہ تسلیم کر لیں کہ یہ قصہ غلط ہے تو الفاظ مذکورہ قرآن مجید بے معنی و بے عمل سے ہرے جاسے ہیں۔ کیونکہ دواہمی کی معمولی نزاع سے حضرت داؤد علیہ السلام کو کیا تنبیہ ہوئی جبکہ

خوف سے لرزان و ترسان ہزار نماست و خجالت رکوع و سجدہ میں گر پڑے اور چالیس روز تک سجدہ ہی میں رہے۔ اور اپنے رب غفور و رحیم سے کس قصور و لغزش کے باحاج و مستمع معافی چاہی۔ پس معلوم ہوا کہ کوئی لغزش بشری ضرور سرزد ہوئی۔ جس پر غفور و رحیم چاہی چنانچہ ارشاد ہوا۔ فاستغفر ربہ و خراکما و تاب ہر فرمایا۔ عفونا ذالک ہ پس یہ الفاظ ہمیدت و توبہ کے تھے۔ نظم قرآن و طز بیان باور زبند صامت و صریح کہتے ہیں کہ کوئی لغزش بشری ضرور سرزد ہوئی۔ ورنہ حضرت کا معافی مانگنا اور رب غفور کا معافی دینا کیا۔ اور کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور لفظ ذالک سے خاص کسی لغزش و ماہ قریمہ بعینہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور کلام باری تعالیٰ میں ذکر نالوٹنے کا بیٹون کا اور پھر ایک ذنبی کا ذکر جیسا کہ ارشاد ہے۔ لست تسعون نجمة ولی نجمة واحدة یہ صریح اشارہ طرف ازواج مطہرہ حضرت ع و عورت اور یا کی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ نگلہ میں سب نژادہ و بچی بچہ کھڑے ہوئے ہیں پھر تعین و تخصیص مادہ کی کیوں فرمائی گئی۔ اور اہل عرب ہمیشہ نجمة سے مراد عورت لیتے ہیں یہ تعریض و کنایہ بکثرت پایا جاتا ہے کہ لا یخفی علی اہل الالباب صاحب الذوق اگر یہ قصہ لغزش حضرت صحیح نہ تھا تو حضرت نے صرف ایک فریق مدعی کا بیان سنتے ہی کیسے سمجھ لیا کہ یہ میرے رب کی جانچ و آزمائش ہے۔ غرض کہ بوا دید سیاق و حسن نظم قرآن مجید ضرور ہو کہ یہی قصہ مشہورہ لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا جس کے بغیر چارہ کار نہیں اگر تعریض ربط کلام دوسرا قصہ بیان کیا جاوے گا تو وہ بھی اجتہاد ہی محض قیاس پر مبنی ہوگا۔ جسکی تقلید کسی اہل علم و عقل پر واجب نہیں۔ کیونکہ کسی حدیث صحیح و آیت سے اس بارہ میں بصراحت کچھ ثابت نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ قصہ یہود وغیرہ سے لیا گیا ہے اور بے اصل ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ضرور ہتھاکہ صراحتاً یا کنایتاً اسکی تردید کلام ربانی میں ضرور ہو جاتی۔ تاکہ یہ الزام بجا بنی اللہ سے دفع ہو جائے جیسا کہ اکثر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ کہ لا یخفی علی اہل العلم حالانکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسکی تائید صاف الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ کما ذکرنا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ بنفسہ ضرور کسی حقیقت و واقعیت پر مبنی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید ابنت قصص و روایات و

عبادات ہمیشہ محل ہوتا ہے جسکی کسی آیت کو دوسرے آیت سابقہ و لاحقہ سے لفظاً و معنیاً کچھ نہ
کچھ لگاؤ ہوتا ہے اور اسی سے کوئی نتیجہ ہدایت و غیرت وغیرہ کا نکل آتا ہے۔ کمالی کھٹے علی
اہل الذکر اور شرح و تفسیر آیات سے زیادتی علی القرآن کا لازم بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس سورت
میں علم تفسیر و تجوید و املا و اجتہاد و استنباط مسائل وغیرہ تمامہ بیکار و باطل ہوتے جاتے ہیں
فانہم و تدریجاً ان ذلک من عدم الامور۔ اسوا اسکے جس طرح (خضمان) سے ملا لکھ تسلیم کرنے
میں زیادتی علی القرآن لازم آتی ہے۔ اسی طرح جن وائس تسلیم کرنے میں زیادتی لازم آتی ہے۔ پھر
فرق کیا رہا علامہ خضمان کو آدمی ابن آدم فرماتے ہیں اور جماعت کثیر محققین و مفسرین
و محدثین و اہل سیر و اتفاق ان کو فیض صریح الدلائل قرآنی ملا لکھتے ہیں۔ اب ضرورت ہے
کہ اقوال زید و عمر و سہ چشم پوشی کر کے ترکیب الفاظ و سیاق عبارت و طرز بیان قرآن پاک
پر غور و تامل کیا جائے تو غور و خوض کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نسخا صمیم ضرور ملا لکھ ہی تھے
نہ کہ آدمی کیونکہ باوجود ممانعت حارسان شاہی و بلند دیوار حجرہ مفصل ڈیوار پچان ذکر خلوت عبادت گاہ
حضرت میں اچانک بے دھڑک بلا ہر اس وقت شب بغرض فریاد رسی معمولی غیر ضروری کے
بجلا جانا۔ اور ان کے نا وقت بیباکانہ آجانے سے حضرت کا خوت کہنا نا۔ اور تنخا صمیم کا
الاحتف (کسرتلسی و اطمینان دینا صریح دلیل اسکی ہے کہ ضرور وہ فرشتہ ہی تھے نہ کہ آدمی۔ ورنہ
ظاہر ہے کہ ایک جلیل القدر نبی اللہ اور بادشاہ عظم کے تخلیہ میں کوئی شخص امتی یا رعایا سے
یہ جزا ت کب کر کہتا ہے کہ گستاخانہ طریق سے بہ تردد سرکشی جاد داخل ہو۔ اور کچھ بھی خوت ہر اس
و پاس کا لحاظ آداب نبوت و ہدایت شاہی نہ ہو۔ علی الخصوص اپنے ہی غرض و حاجت کے
وقت۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی حاجت مند ہی کے وقت نظر نا دینی حاکم کے اجلاس کا معمول
سی۔ زیادہ ادب و احترام کرتا ہے۔ بلکہ خوشامد بیجا کے اظہار پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو لازمہ فطرت انسانی ہے
کشفات میں ہے کہ چار دیواری عبادت گاہ کی بہت بلند تھی حارس بھی بہت سے مسلح موجود تھے

کشفات و نسخہ القدر قاضی امام شوکانی تفسیر کبیر فتح البیان۔ خازن۔ و جلالین و کمالین وغیرہ ۱۳

کہ آدمی کا گذر غیر ممکن تھا ہوا وہ مقل تھے مگر ملا لکھ کی آمد و رفت کب بند ہو سکتی ہے۔ دلو
 لکھتم فی بروج مشیدہ۔ فتح البیان میں ہے کہ وقت شب یہ ملا لکھ آئے تھے۔ ایک اور با
 بھی قابل غور ہے کہ قرآن مجید میں نہ ثبوت دعویٰ مدعی ہو نہ ذکر جوابی مدعی علیہ ہو نہ تذکرہ فیصلہ
 کا ہو کہ کیا تصفیہ اور کس کے حق میں صادر ہوا۔ مزید تعجب خیر یہ ام ہو کہ ہر دو فرق بلا انتظار فیصلہ
 نور سے چلے گئے۔ اگر موجب زعم علامہ واقعی آدمی ہوتے اور فیصلہ کے حقیقتہ طالب و
 خواہاں تھے تو ضرور تھا کہ بعد سماعت فیصلہ جاتے۔ الحمد للہ بوجہ بینہ! لا بخوبی ظاہر ہو گیا
 کہ فریقین یقینی فرشتہ تھے نہ ابن ابی البشیر اور صرف فرشتہ مدعی کے بیان پر اس لیے
 تفسر فرمایا کہ اس کے اظہار سے حضرت کو خطرہ قلبیہ پر مشتبہ کرنا مقصود تھا۔ وہ حامل ہو گیا تفسیر
 کثافت و تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت نے صرف بیان مدعی پر اکتفا فرمایا اور کہا کہ اکثر شریک
 ان کثیرا من المخطا لیغنی بعضهم علی بعض۔ ایسا ظلم کرتے ہیں بجز مومنین کے سوائے کے
 چہرہ دناک پر ضرب لگانی چاہیے اور اشارہ اپنے چہرہ دناک پر کیا اس پر تما صمین سے
 ہر ایک نے ایک دوسرے کی طرف بنظر چشم زنی و تبسم دیکھا اور کہا حق ہو۔ یہ آپ نے فیصلہ
 اپنے ہی حق میں کیا۔ اور بہتے ہوئے آسمان کی طرف غائب ہو گئے تفسیر فتح القدیر و فتح البیان
 و تفسیر ابن عباس و جامع البیان فی تفسیر القرآن بطبع فاروقی دہلی میں بھی اسی طرح ہو پس
 حضرت یہ دیکھ کر متعجب ہو گئے اور اپنے حال پر متنبہ ہو کر توبہ و استغفار کرتے ہوئے رکوع و
 سجدہ میں چالیس روز تک مشغول رہے حتیٰ کہ گریہ و زاری سے گھانٹا سہراگ آئی
 تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔ فغفرنا لہ ذالک۔ اگر کہا جائے کہ بعد از جواب خدا علیہ
 کچھ تصفیہ ضرور کیا ہو گا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں کیا گیا تو جواب یہ ہو کہ حضرت سولے
 درجہ قدسہ نبوت کے مستقل بادشاہ یا شان و شکوہ بھی تھے ہزاروں لاکھوں مقدرات
 فیصل کیے ہونگے۔ پھر علی انحصار اس تفسیر کے بیان کرنے میں کیا اہمیت تھی اور وہ
 بھی ناقص و نامستام پس نتیجہ ضرور یہ ہی نکلتا ہو کہ اس قصہ کو جتنا دھت کے واقعہ سے

مناسبت تھی اسی قدر بیان فرمادیا۔ تاکہ کتاب مقدس حضورِ زوالہ سے پاک و مبرا رہے اور مقصود بھی حاصل ہو جائے۔ یعنی حضرت کا متنبہ ہو کر فوری توبہ کرنا اور لغزشِ خطوہ قلبیہ پر مواخذہ روزِ عشرِ پور ہونا جیسا کہ لفظ غفرانہ سے بوضاحت ثابت ہے۔ عیان ہو گیا۔ نکتہ یہ ہے کہ اس میں ہم کو طریقِ تعلیم کا محکمہ دار و اعظما الحسنہ کی بھی فرمادیا کہ تنہائی میں نصیحت اگر ناہتر ہے اور وہ بھی دوسروں کے قصوں میں اولیٰ ہے تاکہ دل آزاری مزید وندامت و خفت احیاب و تنہیس کے نظر میں نہ ہو اور توبہ بھی نصیب ہو جائے۔

خوش تران باشد کہ سرِ دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

یہ ہی اخلاقِ محمدی و آدابِ اسلامی ہو چہرہ اسلام دوسرے ادیان پر جس قدر فخر کرے تو بجا ہے۔ یہ امر بھی قابلِ توجہ و کاغذِ خاص ہو کہ جو اسے جسمانی و روحانی حضراتِ انبیاء کے تمام مخلوق سے بدرجہا قوی و مضبوط ہوتے ہیں۔ کیسا ہی ناز و دلالت و حادثہ اسخت کیوں نہ ہو ان کے قلوب مطمئنہ پر کچھ بھی خوف و ہراس نہیں آسکتا۔ کیونکہ ارشادِ رب العالمین و اخشونی و لا تخشون سے ان کے دل و دماغ معمور و نمود ہوتے ہیں۔ پھر گوئی کہ حضرت داؤد و آدمی امتی و روحا یا وہ بھی غیر مسلح کے آجانے سے اس قدر خوف زدہ ہو سکتے ہیں کہ خود فریقین متقدّم ان کے خوف و فرغ کو معلوم کر کے ان کی اطمینان دلانے اور تسلی کے لیے کہیں۔ لا تخف خصمان یعنی بعضنا علی بعض یہ سننے تم ڈر نہیں ہم تو خود کھارے پاس فرما دے گی و داد خواہی کو آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کس قدر ندامت و خجالت معمولی حاکم و امیر کو ہو جاتی ہے جو منبرِ ذات و رسوائی ہے نہ کہ ایسے جلیل القدر نبی اللہ و بادشاہ عالم پسند کے لیے کس قدر با اثر بلکہ بدتر از تر و تیر ہوگی۔ یہ سب خرابی کیوں لازم آئی صرف آدمی ہوئیے میرے نعم ناقص میں ایسے کمزور قلب کا آدمی جو اپنے معمولی امتی یا رعیت و ادخاہ سے اس قدر خوف کھا جائے وہ کسی طرح نبوت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ نہ وہ سزاوارِ سلطنت ہو سکتا ہو کیونکہ جو نبیین بدترین عیوب انسانی سے ہے جس سے فوات والا صفات انبیاء علیہم السلام

بالکل پاک و مبرا ہو۔ بلکہ وہ بھیج صفات کمالیہ اشجع ترین نام غلو قات ہوئے ہیں ان نزول ملائکہ سے حضرات انبیاء کو فوری اضطرابی و پریشانی ضرور پیدا ہوتی ہو اور خشیت الہی لاری ہو جاتی ہو کہ کیا حکم رب جلیل لائے ہوں ہر چند کہ ملائکہ کو بہ صورت انسانی ٹیکہ نہ پہنچا نہیں تب بھی آپ کے قلوب نورانی پر اثر جرع جرع کچھ نہ کچھ ضرور پیدا ہو جاتا ہو۔ پس یہی خواہ و فرج تھا جو آئمہ ملائکہ سے حضرت داؤد کو پروردار ہوا تھا۔ اس قسم کے واقعات سے اُستام

قرآن مجید بمرید پڑھے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا لَا تَمْسَسْهَا فَاذْهَبْ أَنتَ وَبَنُوكَ بارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۷ یعنی بہت خائف ہو گئے۔ یہاں بھی نزول ملائکہ بہ بیکراسانی ہوا، لطیف یہ کہ بشارت و خوش خبری لیکر آئے اور سلام بھی کیا جو علات رحمت و اخلاص ہے پھر بھی مجید خوف زدہ ہو گئے۔ ملائکہ نے یہاں بھی وہی لفظ کسا

(لا تخف) پھر ارشاد ہے۔ يَهْنَمُ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ اذ دخلوا علیہ فقالوا سلاما۔ قال انا انکم و جلون قالوا لا توکل ط بارہ ۱۲ سورہ حجر ۱۵ رکوع ۳۔ دیکھو یہاں بھی باوجود سلام ملائکہ جو شان رحمت و موانست ہے۔ حضرت ابراہیم اس قدر خائف ہو گئے کہ جواب سلام بھی نہ دے سکے پھر ارشاد ہوتا ہو۔ فَاذْهَبْ أَنتَ وَبَنُوكَ ضَيْفُہُ قَالُوا لَا تَخَفْ ط بارہ ۲۶ سورہ حم ۱۵ رکوع ۲ کیا تھا وہی خشیت الہی تھی جس سے انبیاء بر جو اس ہو جاتے ہیں۔ ہمارے رسول خدا صلعم روحی فادہ باوصف علوم تربت و قرب منزلت رب عزت و قدرت نزول اہل وحی بہوش ہو جاتے تھے کما ثبت فی احادیث صحیحہ کثیرہ۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ رب العزت نے آیت اَلَا مِیْنُ لِّغُلَظِّیْمٍ ضیف ابراہیم نہ فرمایا یعنی ابراہیم کے ہمان۔ اور ظاہر ہے کہ ہمان وہ ہوتا ہو جس کو میزبان بحسب حیثیت عمدہ کھانا کھلا دے بقدر ضرورت ہر چیز آسائش کی مہیا کرے۔ پس یہاں اس آیت میں قرنیہ قرنیہ زیادہ قرین قیاس بہ نسبت قبضہ داؤد کے ہو کہ یہ ضیف آدمی ہو گئے نہ فرشتہ کیونکہ ملائکہ پر لفظ ضیف و ہمان کا حقیقہ اطلاق صحیح نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہاں محمول علی التوریت کر کے بالاتفاق ملائکہ سے سب مفسرین و محدثین تعبیر و تاویل فرماتے ہیں

سببی کا خلات نہیں ہو مگر یہ کہ لفظ ملائکہ و رسل وغیرہ بھی ان آیات میں موجود فی القرآن نہیں
ہو۔ بلکہ لفظ صلیف ہو جو انسان کے لیے زیادہ لائق ہو، پس اس جگہ زیادتی علی القرآن کیوں نہیں
لازم آتی جو زیادہ تر قرین قیاس ہو۔ اور ملائکہ کا یہ کہنا محض معنی یعنی بندہ اعلیٰ بعین۔ ان ہذا الخ
فتح دستون لہجہ دلی لہجہ واحدہ ط بطریق تعریف و مجاز تعریف ہو نہ بطریق حقیقت جیسا کہ تفسیر کفای
و تفسیر کبیر و فتح القدر و خازن و فتح البیان وغیرہ میں ہو۔ ورنہ ملائکہ میں حقیقتہً حضوریت
ہو نہ مادہ بغایت نہ اخوت نسبی پس بحالت موجودہ بوجہ مذکور کذب ملائکہ بھی لازم نہیں
آتا۔ ماسوا اسکے وہ اس وقت بشکل انسانی تھے نہ بصورت ملکوتی پس اس وقت بعض لوازم
مبشری کا اظہار بھی ضروری کرنا پڑا جس طرح لباس سے ستر کا ڈھانچنا آدمیوں کی طرح
ازفتار گفتار نشست و برخاست وغیرہ یہ سب مجازاً و تقریضاً تھے نہ حقیقتاً۔ اب کوئی شخص ضرور
نہیں رہا۔ ورنہ ملائکہ کا اصلی صورت ترک کر کے اچانک دوسرے کی صورت میں ظاہر ہونا
خود ایک قسم کا روپ بھڑنا اور دھوکا دینا لازم آتا ہو۔ نعوذ باللہ منہ۔ ہاں یہ جزو قصہ جو
زبانی مشہور ہو بالکل غلط ہو جیسا کہ خود تمام محققین مفسرین و اہل سیر خوش سیر نے بالاتفاق
تردید کی ہو کہ حضرت داؤدؑ نے بوجہ تعلق عورت اُوریا۔ اور یاسر دار فوج کو اس غرض سے
جنگ میں بھیجا تھا کہ یہ جنگ میں اراجاۓ تو میں اسکی بیوہ سے نکاح کروں گا کیونکہ کسی
نبی اسد کو علم غیب نہیں ہوتا کہ یہ کسی جنگ میں ضرور ہی اراجا و گیا اور نہ یہ امر یقینی تھا کہ
اسکی بیوہ ضرور ہی عقد کرے گی۔ اور اگر عقد نکاح کرے گی تو حضرت ہی کو یقینی امتسام
خلوقات میں کل اوجہ نکاح کے لیے پسند کرے گی پس اوجہ ان خیالات مانع کے
پھر قتل کا یقین کر کے اور یا کو جنگ میں بھیجنا کسی معمولی عقل کے آدمی کا بھی کام نہیں ہو سکتا
لے۔ بعض نے کہا ہو کہ جناب علی رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اختلاف میں مخالفت اس قصہ کی کردی تھی اول تو ان کی
محض رائے ذاتی تھی وایت و حدیث۔ عقلی ممکن ہو کہ ہر جگہ یہی وجہ زیادہ ہوا و رفتہ و فساد یا تو بہین حضرت کا خوف ہوا و بنا
مسئع کروا اس کے ابطال اصل قصہ لازم نہیں آتا بلکہ مصلحت دینی پر جول ہو نہ ۱۲

نہ کہ بنی اسد جلیل القدر کا جوہر نوع کامل نقیض و التقویٰ ہوتے ہیں کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے
اصل قصہ وہی ہو جو ہم نے اوپر ذکر کیا۔ کہ حسینؑ نہ تو بین لازم آئی نہ زیادتی علیٰ ستر آن
ہوئی۔ فانہم و تبریر ہذا ما اہمنی ربی۔ واللہ یختص برحمۃ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ^{۱۱} ہاں
ہو کہ مولانا شبلی مرحوم نے علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ناقص نہاتا مچھوڑا کاش یہ بھی تحریر
فرماتے کہ علامہ نے آیات و قرآنہ کے کیا معنی لکھے ہیں اور کس طرح مناسبت الفاظ و حقیقت قبیلہ
درابط آیات و حسن نظام کلام قرآن مجید ثابت کیا ہے۔ کاش علامہ کی عبارت بھی درج کی جاتی
تو زیادہ انسب ہوتا کیونکہ ہر شخص کا مفہوم منطوق جدا ہوتا ہے ممکن ہے کہ اس حزم رحمہ نے بعض
منکرات و موضوعات کا انکار کیا ہو مگر اس سے اصل قصہ پر کیا پڑ سکتا ہے۔ اور ان کا رجسہ بھی
انکار کل کا لازم نہیں آتا۔ تو البتہ موقع مزید غور و خوض کا ہوتا ہے موقع دے محل کو تاہ قلمی
فرمائی۔ اللہم ارحم علیینا وعلیہم و اہلنا الی صراط المستقیم آمین نقطا۔

۱۱ اور ان کی کتاب کا نام و حال بھی نہیں دیا۔ ۱۲

حررہ عبدالباقی غفرلہ نقوی مودودی سہلونی ۱۲ شہر رمضان ^{۱۳۳۲ھ}
مطابق ۱۰ جولائی ۱۴۱۱ھ عم مقام رئیسین علاقہ دیاست بھوپال

انتخابات انشوی فارسی

مولفہ سید عبدالباقی غفرلہ نقوی مودودی سہلونی مولف (کتا حجتہ اعلا)

بذات صفات خودایقان برہ
بذوق تقاضاے عہتل سلیم
نکندار از فکر دہر خبیث

خدایا مرا نور ایسان برہ
کنم پیروی رسول کریم
شود رہبر من کتابے حدیث

سکه
برای
باد
۱۲
سکه
برای
۱۳

مرا تو خلوص عبادت بده ز فضل شنیع مرا - باز دار زهر جرم دعویان دلم ساز پاک نیتند بایسان کم دکاستی وزان پس ز فردوس جایم نا بود بهترین آخسر کار من زهر سکر نارغ بزیا مدار باغم سن آزاده از هر وعده شود از بنیم شفاعت نصیب تو بر نور ایمان کنم خانه مدار از کرامت ز رحمت دریغ ز فضل تو امید دارم کرم چه عفو تو عا جز نوازی کنند کند تو بر عذبت بچشم معتام	بدل ذوق و شوق عبادت بده بنیج در میزبات دسا ز دار کزان پیش آیم نه تیره خاک بود جمله کردار من راستی هر آه خوش با اقسر با یم نا بدینا بود لطف تو یار من ایمان کامل بحشر بر آرد شود روز محشر مرا روز عید شوم با عسلا ان ادرم نصیب بحسب نبی دینی فاطمه سبار از کرم عجز بارنده شیخ که قنبرم خود و خضه و نعیم زهر کلفت چاره سازی کنند باغم بیدار تو شاد کام
--	---

کلام فارسی

مبوح فردوسی

بفرمود فردوسی خوش نهاد	که رفیع روانش بفرودس باد
ز بندر علای تو آزاد شو	بقدر گرامی تو دل شاد شو

مبوح حضرت نظامی رح

به خوش گفت شاه سخن گنجوی	نظام سخن یافت کز دی نومی
بر گرام گاهش ز عرش برین	رسد رحمت حق الی یوم دین
تو بر وضع خود باش ثابت قدم	و گرنه تو باشی ندیم ندیم
تو ذاتی چه گفت آمد بدل	اگر کار بندی شباشکی غفل
کلاغی تکبک در گوش کرد	تنگ خوشیتن را فراموش کرد

در توصیف حضرت سعدی

سپندیده گفتار کن حزن جان	ز سعدی که آمد سعادت نشان
--------------------------	--------------------------

فردوسی

نظامی

سعدی

<p>درود خدا باد بر دے مدام کہ چند آنکہ جہدت بود خیر کن</p>	<p>طفیل محمد علیہ السلام ز تو خیر ماند ز سعدے سخن</p>
<p>بوصفت حضرت امیر خسرو رح ز خسرو ہمین یک سخن یاد دار گدا باشش در فتنہ و شاہی مکن ہمک سخن گشت حکمش روان ز خسرو سخن یافت جان نومی نظامی سعدی بہ پاکیزہ گفت مگر تیرہ خسروی دیگر است خدا یار وانش بہ بحث رسد</p>	<p>کہ شاہی گداے نذر اقرار اگر خواہی شاہی گدائی مکن چہ بود ستانہ خسرو شاعران کہ نامی ست زو نامہ خسروی کہ رہاے روشن بسی گر بہ صفت کہ اعجاز از سحر بالا تراست نصیبش فسرادان ز رحمت رسد</p>
<p>بمدح جناب مولانا رومی رح چو در معرفت پاخی لے پسر رہ دستگاری بجو از کتاب پاکار و سنت مکن اعتصام بہ برہنہ از مجتہد قیل و قال بخوان چند اسفار از غنوی بہ بینی در آن نور ایمان بے ز قرآن بیابی در آن معسر را بدریای ایقان شوی غوطہ زن از ہر شے بود شود آشکار ابہی حق کتاب مستدیم بایان اولاد و اصحاب او بہ ہمتاے بر مولوی معنوی رح در رحمت بر رخسار ز کن بغیر و ز چشمش دیدار خود بود حیرت حال نصیب</p>	<p>نکین در پے مصطفیٰ پارسر کہ سازد بریت ز حق غریب رسد از یقین تا کہ خط نام زبان بند و صحبت کفایت حال اگر گردد از آن نور ایمان قوی اگر و تافتہ ضوی ایقان بے کنی اخذ ہر معنی لغویا کنی بر سر اوج عرفان دطن جمالی کہ برے دل و جان نثار خدا یا مجبایہ نبی کریم ایقان انصار فرخندہ خوا کز دیادگار است این مثنوی بہ لطف حضور می سرا فرزند کن بیند وز قلبش زانوار خود روشن فردان تر از ہر قریب</p>
<p>بمدح جناب حافظ شیرازی رح اگر خیر ہو جو می جو او پس دین</p>	<p>بمدح جناب حافظ شیرازی رح بجو قال پاک از کتابش مین</p>

اگر ادو خاجہ اخوا جگان بودہ است
لکن در شراب و کبابش نظر
کلامش ہمہ بہت بینک و رب
بشرطیکہ باشد بصیرت ترا
خدا یا بفرودس کن جاسے او
شراب بطور انصیبش منسا
دراد در حنان عیشش بانی بدہ
ز قرب محمدسیا بد نصیب

بود راست ہر آنچہ فرمودہ است
کہ باشد مجاز از حقیقت دگر
تر عرفان حق دفتری دل فریب
کند رہ نامے حقیقت دوا
ہمین دارم از لطف تو آرزو
بطور ولیدین تشریفش منسا
پس قرب با حوض ساقی بدہ
کند در دلب کلہ یا جمیب

توئی در شکر

روح حضرت جامی رح

ز جامی کیے جام عرفان بگیر
وہ نشہ بادہ سردی
بقیہ از الہی بخود قہر پیش
بر روی کہ سنجند جو را بجو
اذان بادہ جامی بجای بدہ
سے باقیماندہ بہ باقی رسان

کہ ایمان عرفان چو یا بخیر
رساند ترا تا خدا از خودی
ذات او را معور کن تر بتش
زند جوشش چون بادہ نو عفو تو
بجاش سے شاد کامی بدہ
پے خدمت حوض ساقی سان

توئی در شکر

مناجات

الہی بحق محمد امین
بحرمت جمیع انبیاء صفیاء
تے نشہ نگان کنا خرات
نہ از بار عصیان شوم دہمناک
تکملہ دار بار از دیو لعین
بدرکن ز من نفس امارہ را
بگویم زول من انا جہنم
تو از آتشیت خود جگر پاش ساز
تلا سجدہ را چشم گریان کنم
چونکہ نہ سجدہ برابریم سر
وزان پس عورت تنایم کن

طفیل عبادت سلف صالحین
آل عیال اقیاء اولیاء
ز نمرود عذاب تو یا بجات
نہ در قعر دوزخ شوم من ہلاک
کہ نشہ تہ از کینہ اندر کین
بمنزل رسان پیر بجارہ را
بغیر اسے با من انا زبک
ز جہت و لم مضطرا ی کا ش ساز
بشوقت دل خویش بریان کنم
ز بدورت سیا بیم نذر نصیر
سجدا محمدت ایمین

نہ

آ

حافظہ مہم علی کہ تمام سے محصور المطالع بہر دیوان لکھنؤ میں ہیں

سیدنا سیدنا
 بر اللہم صل علیہ وسلم
 ۱۹۲۱

تقریظ حضرت مولانا سیدنا حاجی نور الحق صاحب نقوی بھوپالی رکن اعظم مجلس علمائے
 ریاست بھوپال متوفی تاریخ ۲۱ محرم مطابق ۱۲۲۱ بمطابق ۱۹۲۱ء شب جمعہ رحمتہ اللہ علیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا
 مولانا ابنینا محمد وعلی الہ وصحابہ کرام جمعین۔ ابا بعد میں نے کتاب حیوۃ العلماء تالیف شریف
 احی و معزیزی جناب مولوی سید عبدالباقی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی اکثر مقامات بغور سنی جہاں تک میرا
 خیال ہو ہندوستان کے اہل علم بزرگوں کے حالات آج تک پڑھنے میں آئے تھے مصنف صاحب کی یہ تالیف
 نفیس ضرور اس حیثیت سے نقش اول کا حکم رکھتی ہو، اگرچہ یہ کتاب صرف علماء ہمسواں کی علوم
 عالیہ اور شاہیر عظمیٰ کی زندہ تالیفیں یادگار ہو لیکن حقیقت دیگر اہل علم کی واسطے محرک واقعی ہونے کا
 بہترین نمونہ ہو۔ اگر اور حضرات مصنف ہذا کی سعی موفور اور کوشش جمیل سے سبق حاصل کر کے علماء
 کرام ہندوستان کی عموماً یا علماء مقامی کی خصوصاً حالات واقعی کو ضبط تحریر میں لا کر بقا و دوام کے
 دربار میں جلوہ آرا کرین تو اس سعی سے ضرور سبکدوش ہونگے جو ہمارے اسلامی تمام گروہ کی
 گردن پر حق و انصافی ہو خصوصاً ایسی حال میں جبکہ مصنف حیوۃ العلماء کی تحقیقات تحریر نے مناسب
 شاہراہ قائم کر کے ایک جماعت علماء کرام ہمسواں کی جو زیر زمین سو رہے ہیں حیات جاودانی
 بخشی مصنف صاحب کی سعی بلوغ اور کاوش تحقیقات عموماً ہندوستان اور خصوصاً حضرات ہمسواں
 کی شکر گزاری و فخر کے قابل ہو کہ جس سے ایک جدید اور عمدہ اضافہ فن تاریخ میں ہو گیا اور خوبی
 عبارت و ضبط احوال میں منظر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب مبارک کو قبول خاص و عام کرے

ذاتِ حنیفہ اولیٰ بہت بڑا لہجہ تھا
چمن آراے ازل نے جسے گلشنِ عالم کو اپنے کمالِ قدرت سے دلکشی اور آرزوی کے ساتھ
آراستہ فرمایا اس میں ہزاروں پھول پھولے اور صد ہا شگوفے کھلے بعضوں نے دودن بھاریا نفس
دکھائی اور بعض کھلتے ہی مرجھا گئے جادات نباتات حیوانات کے خفیات، طبقات، میں تغیرات اور
تبدیلیاں حقائق بین نظروں میں اس ثبوت کے طور سے ڈالتے ہیں کہ گویا انکارِ خدا نہایت بہت
ایک سے استقرار رکھتا ہو لیکن درحقیقت خانی اور گزشتہ گزشتہ ہی اس لیے اس عالم کو داخل
قرار دیکر یہ فیصلہ کر دیا ہو کہ ہر طبقہ کے کارنامے اس کی خوبی و برتری کا نمونہ اور اس کے گزشتہ
بعد اس کی جیتی جاگتی تصویر بن سکتے ہیں یہی وجہ ہو کہ سائنس دانوں نے اپنے اسائن کے
حالات اور آثارِ قدیمہ کے تذکرے کو مشن لینے فرما کر جمع کیے اور قوم کے سامنے خوشناباس میں
پیش کیے۔ فی زمانہ ائمہ معظم مولوی سید عبداللہ باقی صاحب سہوانی اداہم درخند نے سہرے سہرے
عالیٰ مبدل فرما کر ایک دلکش یادگار وطنِ ترب فرمائی جو جوین نے جا بجا نظر غور سے دیکھی
نبیانِ دلکش عبارتِ پسند اور مبالغہ کا خالی انصاف سے لبریز معلوم ہوتی ہو میری معلومات میں
اور زبانِ نقیشت اول جو جو خوبی میں نقیشت ثانی سے بہتر اور پسندیدہ ہو ہم عصرین پر جناب لانا کا
غایت کرم اور تعریف قابلِ رشک ہو ہمیشہ ہا موتی حقیقتِ درۃ التاج آگئی ہیں خدا مولانا ممدوح
کو جزا دے اور تعریف کو درج قبول عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلوات اللہ
علیٰ خیر خلقہ محمدؐ کہ وہی جامعین تحریر از قندہ شمسہ ۱۳۸۴ھ الیست رستمہ امجدات ۱۳۸۵ھ

تقریظ زینت بنی ہادی مفتی محمد فضل اللہ صاحب ٹیٹن جاگیر دار ترمیم ریاست شہر بھوپال شفق تخلص سلمہ

محمد بن سیدنا و نعلی علی رسولہ الکریم

فرق ناطق اور مطلق صرف صورت میں نہیں
ہیں بہت کچھ خاص باتیں آدمیت کے لیے

انسان ضعیف البیان کو خلاق عالم نے بمقابلہ کل موجودات اپنی قدرت کا ایک بہترین
نمونہ بنا کر ان کے مخلوق کے مغز بظاہر سے ممتاز فرما دیا ہے لہذا خلقنا الانسان
فی احسن تقویہ کے شاندار الفاظ سے یاد فرمایا ہو اس مرتبہ اور تصدیق متعدد وجوہ میں
دو وجہ خاص ہیں اول یہ کہ خلاصہ موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ذات، قدسی صفات سے صفت انسان کو ایک خاص نسبت ہو دوسرے امر کا اور
حصول علم احقاق و معارف کی قابلیت بنی آدم کا خاص حصہ کرنے کے ساتھ خداوند و جہان
سے ولقاء کس مٹا بنی آدم کے لقب سے لقب فرمایا ہے مہر فیاض نے ہر انسان کو
ان صفات سے موصوفت کیا ہے لیکن نظام عالم کے اعتبار سے نظام ازل نے جیسی صورتیں
مختلف خلق فرمائی ہیں۔ ویسی ہی اپنے علم و آگاہی خداوندی کی بنا پر ہر نفس کا حصہ ان اسباب
میں بقدر مناسب و بعینت فرمایا ہو۔ اگرچہ صورت انسان کو جہان سے قدرت نے مقرر کر دیا لیکن
اس صفت کی طرح بہت قلیل جاہت ایسی باقی باقی ہو چسپہ اطلاق آدمیت اوقی آئے ازل
مرزا غالب سے

بیکہ و شواہد ہم کام کا آسان ہونا آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا
مشققت اول جو حضرت انسان کو بالصدقت حاصل ہو وہ مشققت ثانی کے عدم سے ایسا ہونا
ہو جاتی ہو۔

اگر آدمی بین علم نہیں ہو تو انسان حکماً و علماً حیوان ہو۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس دولت عظیم لادال سے صرف علماء اسلام ہی کی جماعت والا مال ہے۔
 زندہ مین جہان کے تراجم دیکھو۔ آنکھ وہ ہو جو اندھیری میں جالادیکھے
 لہذا یہی وہ گروہ پر شکوہ ہو جو تمام عالم میں ہمیشہ سے مغرور و متاثر رہا ہو۔ اور اسی جماعت مقدس پر اطلاق آدمیت صادق آتا ہے۔ گو ملفوظات اور مکتوبات اس پر گزیدہ قابل قدر جماعت کے زندہ کن موجود ہیں۔ لیکن جس طسرج وہ حضرات چادر مرگ سے منٹھ ڈھاپنے ہوئے اپنے اپنے مقبروں میں غرات گزین ہیں۔ ویسے ہی ان کے عام حالات زندگی بھی پمدہ خفایں رہے۔ اس پردہ کو میرے کرم محترم جناب مولانا سید محمد عبدالباقی صاحب نقوی مودودی دہسواتی پشمنیر بھوپال نے اٹھا کر دنیا سے تاریخ اسلام میں قابل متدر و وقعت اضافہ فرمایا ہے۔ اور اپنے ہم وطن اصحاب علم کے حالات حقیقا نہ طور پر سچائی کے ساتھ قلمبند کر کے ہر اہل شہر دستہ کی معارف ہتھائی منہائی ہو کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے خاندانی اور وطنی علما و کبار و بزرگان دین و دنیا کے حالات حدیث و دستبازی ضبط تحریر میں لائے جس کی نہ صرف داغ بیل بلکہ شاہراہ عام با صحت و قائم کر دی ہو۔ لیکن بمصدق اس مصرعہ کے ع

قدر گوہر شاہ دنیا باندہ جوہری

جناب مولانا صاحب جیسے ذی علم حضرات اس حق کو ادا کر کے نامور خفگان خاک کو جاسے زندگی دالمی پہنا سکتے ہیں۔ نہ یہ کام آجکل کے معمولی اردو خوان اشخاص کا ہو۔ نہ جدید تعلیم یافتہ افراد میں ایسی قابلیت ہے۔ الیا قوت المر جان فی فکر علما اہل سن کے دیکھنے والوں کو اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہو کہ یہ کام کس درجہ ذمہ دارانہ قابلیت کا ہے اور تھر علما کے مبلغ علم اور قابلیت کا اندازہ کرنے کو مصنف کے لیے کس درجہ جہد و جدوجہد و داغ سوزی کی ضرورت ہے۔ میں نے اس تصنیف لطیف کو استفاداً

از ابتدا تا انتہا بغور دیکھا۔ اگرچہ مجھ میں ایسے بحر ذہن کے اذوق مضامین اور نکات
عالی کے سمجھنے کا فہم نہیں ہے۔ مگر جناب مولانا صاحب نے رفتار زمانہ پر نظر کر کے
ایسا زمانہ کی محدود قابلیت کو محسوس کرتے ہوئے علمائے اہل بار کے واقعات جلیلہ
علمیہ اور مسائل و قیقہ حکمیہ کو اس قدر سلیس عبارت و قریب الغنم الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ
جسکے سمجھنے کا ہر اردو خوان مستحق ہو گیا ہو۔

دیکھ چھوٹوں کو ہوا سد بڑائی دیتا آسمان آنکھ کے تل میں بڑ کھائی دیتا
اور یہ پہلو جناب مولانا صاحب کی دور بین نظر کا قابل قدر معیار ہے۔ اس پر کمال
یہ ہے کہ علماء اعلیٰ مقام کے مباحث علمیہ جو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے پُر ہیں اور ان حضرات
کے علم و فضل کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں۔ اس قدر خوش آئند اور صاف الفاظ میں
تحریر کیا ہے کہ ہر دیکھنے والا اپنے اپنے فہم و مذاق کے موافق لطف حاصل کر سکتا ہو۔ علماء
علماء محترم کے مناظرے ایسی شان سے صداقت و تہذیب کے ساتھ حوالہ قلم فرماتے ہیں
کہ ہر طبقہ کے افراد لطف حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اہل نظر کے واسطے علم و ادب آموز استاد ہیں
اور اصحاب بصیرت کے لیے بقصو۔

یہ کیا ضرور سب کو ملے ایک سا جواب آؤ نہ ہر بھی سیر کرین کو ہ طور کی
مصنف صاحب حیوۃ العلماء نے جدید تعلیم مغربی کے دلدادوں کی اس خیال کی بھی کمال
حسن و خوبی سے ملاحظہ فرماتے ہوئے بوضاحت ثابت کر دیا کہ اہل علم کی عقل دنیا اور
تدبیر ملک و سیاست بھی بہت کچھ قابل قدر ہے۔ جب سے ناعاقبت اندیشی نے اس سب سے
و غیر جماعت سے انتظام ملکی کے حمد و اس جلیلہ خالی کر کے چھلا اور کم فہم مخلوق کے ہاتھوں میں
دیے ہیں اس وقت سے ملک گیری اور جہاں بازی برباد ہو۔ اور انتظام کی خرابی نے عالمگیر قبضہ
کر لیا ہے، اسی وقت سے بوجہ نوئے انتظام کے سازشوں و تھک حریموں و خود پرستی وغیرہ
کی گرم بازی ہو اور چاروں طرف ظلمت کی گھٹا چھا گئی ہو جس کا نتیجہ ہر اپنی آنکھوں سے

دیکھ رہے ہیں۔ حیوۃ العلماء کے خاص مقامات دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ فرماؤں پر ایمان اسلام کو ان کا ریل عقل حضرات سے کس قدر مدد ملی ہو۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا صاحب کی اس کوشش لمبیج کا اجر خیر میں سے عطا فرمائے اور اس خزانہ عظیم کو مقبول خاص و عام کرے۔ آمین۔ فقط۔ ۲۹، دقتیہ شدہ مطابق ۲۶، اگست ۱۹۱۹ء

تقریظ حاوی علوم و فنون شریعہ و فقہ و حکیہ و طبیب حافق و کامل مولانا
سید محمد صاحب ٹنکی شہید تخلص معتمد خاص جاگیر صاحبزادہ حاجی خان نواب
عبید اللہ خان صاحب بہادر جنرل فوج ریاست بھوپال
و گورنمنٹ طابینہ

کئی سال پہلے جب میں نے بدو طب سے اس وقت تک کے اطباء کے تراجم لکھنے کا قصد کیا تھا اور اس کام کے لیے عمدہ دنیا ب کتاب عیون الانباء عربی جامع مل گئی تھی جس میں شریع سے لے کر تین صدی تک کے حالات موجود تھے جس میں اسکے بعد کے حالات کی تلاش ہوئی اور بعض قرن کی کتابیں دستیاب بھی ہو گئیں مگر جس قرن کی کوئی کتاب دستیاب ہو سکی اس زمانہ کے حالات دریافت کرنے میں جو وقتیں پیش آئیں ان کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کام سے میری بہت قاصر ہو گئی اور بالآخر حسبِ خاطر مواد نہ پایا اور وہ منقوی کر دیا جب مری مولانا سید محمد عبدالباقی صاحب نقوی مودودی جتنی سہاہتی کی بہت ہے مگر سچہ کا خود بخود اندازہ کرتا ہوں تو تعجب ہوتا ہے کہ ان کو آفرین کیے بغیر دل نہیں مانتا۔ آپ نے اس زمانہ کے حالات و تراجم تلبد فرمائے ہیں جس میں یہ مذاق بہت کم تھا اور عام مولفین کی نظر اس طرف سے پھری ہوئی تھی۔ آپ کے لیے بجز اسکے اور کیا چارہ تھا کہ قصہ دیانات سماعتات اہل علم پر اکتفا کر کے انھیں کتابی صورت میں لاتے۔ آپ نے کتاب لیاقت اللہ جان فی ذکر علماء ہند

لے آیا اور اللہ جان فی ذکر علماء ہند کی کتاب لیاقت اللہ جان فی ذکر علماء ہند کے لئے لکھی

کے دیباچہ میں خود اس کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی مجبوری ظاہر کر دی ہے اس پر سابق فرامین شاہی اور قلمی قدیم بیاضوں و مولفات قلمی قدیمہ کا فراہم کر کے ان سے کام لینا اور واقعات سماعتی کو تحریرات متقدنین و فرامین شاہی سے تطبیق و توثیق کرنا آپ کی انتہائی قابلیت و کوشش کی دلیل ہے اس محنت شاقہ کا یہ نتیجہ ناپیدی دیکھنے کے قابل ہے کہ آپ نے ان امور کو جو کسی شخص کے حالات زندگی لکھنے کے لیے نہایت اہم اور ضروری ہیں یا نسخہ پیرس قبل کے کمان تک جمع کیے ہیں۔ اور کن وقتوں سے جمع کیے گئے۔ آپ نے اس کی بہت کوشش کی ہے کہ پُرانی طرز عبارت و واقع نویسی کو بھڑکڑا جھل کا انداز تحریر اختیار کرین جس میں بڑی کامیابی ہوئی جو برہان شائع آپ کی فضل و کمال قابلیت خدا داد کی ہو۔ گزراگ طبیعت کب سٹھکتا ہے ان ناظرین کتاب کا نظر باز آنکھیں برس ہو نا شرط ہو بصدق شعر۔

ہر رنگ کے خواہی جامہ می پوشش

من انداز قدرت را می شناسم

اور یہ سچ ہے کہ جس شخص کی عمر بڑی ایسے مشاہیر علماء اور مقدس صلحائین گذری ہو جن کی غفلتوں سے یہ غریب مغرور دانشمند خنجر لون دور تھی۔ وہ کیونکر اس فریب میں آسکتا ہو تاہم اب یہ رنگ تحریر میں عالمانہ انداز نے جدید روش بھونک کر لطفت دو گونہ سے جلال المحسن کا پیدا کر دیا ہے جب اس کتاب کا اخذ فرامین و تقہ جات شاہی و بیاضات قدیمی و مولفات و حکایات سابقہ معبرہ فرما چکی ہیں تو یہ کتاب اور بھی قابل وقت و قدر ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ نے جو کچھ لکھا ہو وہ نہایت احترام و عزت کے قابل ہوا در آپ کی یہ کتاب لائق ہے کہ آئندہ صاحب ایسے بزرگوں کے حالات لکھے پر قلم اٹھائیں گے اس کا اخذ طرز و انداز اس ہی کتاب کو تکرار و تباہی پڑے گا ان بزرگوں کے حالات دیکھ کر مجھ کو سخت فخر و افتخار اور یہ خیال آیا تھا کہ ایسے نامور علماء و مشاہیر علماء و علمائے زمانہ اور ایسے گناہی کے

عالم میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مکرم مولعت ہذا کو دارین میں جزائے خیر دے کر آپ۔ فر
بعد صدیوں کے پھر اُن سے اہل علم کو آشنا کرادیا۔ یہ کتاب کیا ہو گویا اعجاز عیسوی کا معجز
ہے۔ ترتیب حالات کے لیے اگر بجائے سلسلہ خاندانی و زمانہ و عصر کے حروف تہجی اسماء کا محاذ فز
تو مناسب تھا اور یہ میری ذاتی رائے ہو کوئی نکتہ چینی نہیں ہو۔ فقط۔ تحریر ۳۰ ذیقعد
۱۳۷۴ھ ۲۷ اگست ۱۹۱۹ء محلہ بنہر منڈی بہاول پال قریب ہوتی مسجد سکس۔ ری۔

